نادر کتابوں کی اشاعتِ نو سیریز
فرہنگِ امثال
سید مسعود حسن رضوی ادیب

فرہنگِ اَمثال

نادر کتابوں کی اشاعتِ نو سیریز

فرہنگِ اَمثال

فارسی و عربی کے اقوال و اشعار وغیرہ جو اردو میں
ضرب المثل ہو گئے ہیں مع ترجمہ و شرح

سید مسعود حسن رضوی ادیب

مقدمہ

انیس اشفاق

ساہتیہ اکادمی

Farhang-e-Amsaal : A select anthology of Persian/Arabic proverbs with Urdu meanings, compiled and edited by Syed Masood Hasan Rizvi Adeeb, published under Reprint of Rare Book Series. Sahitya Akademi, New Delhi (2018), Rs. 320.

پہلا ایڈیشن: 2018

ساہتیہ اکادمی

ہیڈ آفس:

رویندر بھون، 35 فیروز شاہ روڈ، نئی دہلی 110001

سیلس آفس: 'سواتی'، مندر مارگ، نئی دہلی 110001

علاقائی دفاتر:

4، ڈی ایل خاں روڈ، کولکاتا 700025

172، ممبئی مراٹھی گرنتھ سنگھرالے مارگ، دادر، ممبئی 400014

سینٹرل کالج کیمپس، ڈاکٹر بی آر امبیڈکر ویدھی، بنگلور 560001

مین گونا بلڈنگس کمپلیکس (دوسری منزل)، 443، (304)، اناسلائی، تینم پیٹ، چنئی 600018

ISBN : 978-93-87989-38-2

قیمت: 320 روپے

E-mail : sales@sahitya-akademi.gov.in

Website : http://www.sahitya-akademi.gov.in

کمپوزنگ: گلیکسی کمپیوٹر اینڈ پرنٹرس، نئی دہلی

طابع: وکاس کمپیوٹر اینڈ پرنٹرس، دہلی

دیباچہ

(پہلا ایڈیشن)

فارسی اور عربی کے بہت سے فقرے، جملے، مصرعے اور شعر ضرب المثل ہو گئے ہیں اور اردو تحریر و تقریر میں کثرت سے استعمال کیے جاتے ہیں۔ مگر جو لوگ ان زبانوں سے ناآشنا ہیں انھیں ان کے سمجھنے میں دقّت ہوتی ہے۔ بعض لوگ اظہارِ قابلیت کے لیے فارسی عربی کے امثال جابجا لکھ مارتے ہیں، جس سے قابلیت کی جگہ ناقابلیت کا اظہار ہوتا ہے۔ ان مثلوں کو سمجھنے اور استعمال کرنے کے لیے اُن کا مطلب اور محلِ استعمال جاننا نہایت ضروری ہے۔

ایک مدت سے میرا مقصد تھا کہ اِن مثلوں کو جمع کر کے لغت کے طور پر ردیف وار ترتیب دوں اور ہر مثل کا بامحاورہ ترجمہ اور اگر ضرورت ہو تو شرح بھی لکھوں۔ اگر مثلیں ایسی ہیں کہ اُن کا صحیح استعمال سمجھنے کے لیے صرف اُن کے معنی جان لینا کافی نہیں اور بعض ایسی ہیں کہ اردو میں اپنے مفہوم کے خلاف معنی دیتی ہیں۔ اس لیے اس کی بھی ضرورت تھی کہ ترجمہ اور شرح دینے کے بعد یہ بھی بتایا جائے کہ اُن کا استعمال کن موقعوں پر ہوتا ہے۔

جہاں تک مجھے علم ہے اب تک اس طرح کا کوئی فرہنگ مرتب نہیں کیا گیا۔ فارسی و عربی امثال کے بعض چھوٹے مجموعے تو میری نظر سے گزرے ہیں، مگر ان مجموعوں میں نہ امثال کی شرح کی گئی ہے نہ محلِ استعمال بتایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اُن کا مقصد دوسرا تھا اس لیے ان کے مولفوں نے اس بات کا لحاظ نہیں رکھا کہ صرف وہی

مثلیں جمع کریں جو اردو میں مستعمل ہیں۔ اس فرہنگ میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے۔ اس وجہ سے بہت سی مثلیں جو اردو میں رائج نہیں ہیں چھوڑ دینا پڑیں۔ مگر باوجود اس شرط کے یہ غالباً فارسی مثلوں کا سب سے بڑا مجموعہ ہے۔ عربی امثال بھی اس مجموعے میں شامل ہیں مگر صرف وہی جو اردو وادب کا جز بن چکے ہیں۔

کسی فرہنگ کے کامل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر جہاں تک نظر پہنچی اور حافظے نے کام دیا حتی الامکان کوئی کثیرالاستعمال مثل چھوڑی نہیں گئی بلکہ فرہنگ کی تکمیل کے خیال سے بعض قلیل استعمال مثلیں بھی اس مجموعے میں شامل کرلی گئی ہیں۔

حتی الامکان مثلوں کا لفظی ترجمہ کیا گیا ہے، لیکن جہاں کہیں لفظی ترجمے سے مطلب خبط ہوجانے کا خوف تھا وہاں مثل کے معنی لکھ دیے ہیں۔ ایک ایک مثل بہت سے مختلف موقعوں پر استعمال کی جاتی ہے اس لیے ضرورت تھی کہ ہر مثل کے محلِ استعمال سمجھانے کے لیے کئی کئی مثالیں دی جاتیں۔ مگر اس سے کتاب کا حجم بہت بڑھ جاتا۔ لہٰذا مثالیں صرف اُن چند مقامات پر دی گئی ہیں جہاں بغیر اُن کے کام نہیں چل سکتا تھا۔ باقی مثلوں کا محلِ استعمال ایسی جامع عبارت میں بیان کردیا گیا ہے جو اُن تمام موقعوں کا احاطہ کرلے جہاں جہاں وہ مثل استعمال کی جاسکتی ہے۔

امثال کی ترتیب میں انگریزی لغتوں کی تقلید کی گئی ہے۔ یعنی مثلوں کے صرف حرف اول کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے بلکہ کل حرفوں کی ترتیب پر نظر رکھی گئی ہے۔ اس سے مثلوں کی تلاش میں بڑی آسانی ہوگی کیونکہ ہر مثل اپنی مخصوص جگہ پر مل سکے گی۔ اگر کوئی مثل کچھ تغیر کے ساتھ دو طرح مستعمل ہے تو اس کی دونوں صورتیں اپنی اپنی جگہ پر لکھ دی گئی ہیں۔ اور اگر کوئی پورا شعر اور اُس کا ایک یا دونوں مصرعے الگ الگ بھی مثل کے طور پر مستعمل ہیں تو شعر اپنی جگہ پر اور وہ مصرع یا مصرعے اپنی اپنی جگہ پر لکھ دیے گئے ہیں۔

ترتیب امثال میں الف ممدودہ وغیر ممدودہ ومقصورہ تینوں ایک حکم میں رکھے گئے

ہیں۔ اور الف لام تعریفی میں اس امر کا لحاظ نہیں کیا گیا کہ وہ تلفظ میں آتے ہیں یا نہیں۔ یعنی مثلوں کی ترتیب حروف مکتوبی کے اعتبار سے قائم کی گئی ہے۔ کہ، چہ، نہ، کو ک + ہ۔ چ + ہ۔ ن + ہ کے سلسلے میں رکھا ہے۔ لیکن اگر نہ کسی فعل یا مصدر کا جزو ہے تو وہ الگ نہیں لکھا گیا ہے۔ بلکہ اپنے بعد والے حرف میں ملا دیا گیا ہے۔ جیسے نکرد، نگفتی، ندادم وغیرہ۔ مثلوں کو تلاش کرتے وقت ان باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

سید مسعود حسن رضوی ادیب

کوہ منصوری، 9 جون 1937

مقدمہ

ایک ایسے زمانے میں جب مثلیں اور محاورے ہماری زبانوں پر سے غائب ہو چکے ہیں اور ضلع جگت، روزمرہ، فقروں اور مقولوں وغیرہ کا ہم شاذ ہی استعمال کرتے ہیں، ہمارے سامنے ایک ایسی کتاب کا ہونا ضروری ہے جو ہمیں زبان کو چست اور بے تکلف بنانے اور معانی کو جلا دینے والے ان متذکرہ وسیلوں کی افادیت اور اثر پذیری سے واقف کرائے۔ یہ وسیلے شعر اور نثر دونوں میں لطف اور چاشنی پیدا کرتے ہیں اور طنز و مزاح وغیرہ میں تو اِن کے بغیر معانی پوری طرح اپنا مزہ نہیں دیتے۔ بڑے اور قدیم شاعروں اور نثر نگاروں کے یہاں زبان کی آرائش اور معانی کی لطافت کے لیے انھیں جابجا استعمال کیا گیا ہے۔ اسی لیے کلاسیکی ادب پاروں کی فرہنگیں تیار کرتے وقت ہمیں اِن کی تشریح و توضیح میں بڑی تحقیق اور دقّتِ نظر سے کام لینا پڑتا تھا۔ ہمارے ادبی سرمائے میں اِن وسیلوں کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ بعض شاعروں نے تو ان وسیلوں کے استعمال پر اپنی قدرت ظاہر کرنے کے لیے اپنی پوری شاعری میں انھیں کو نمایاں رکھا۔ پنڈت دیا شنکر نسیم کی مثنوی گلزارِ نسیم اس کی روشن مثال ہے۔

میر، سودا، درد، انشا، اور انیس وغیرہ کی شاعری ہو یا ہماری داستانیں، افسانے اور تخلیقی نثر کے نمائندہ نمونے...... مثلوں اور محاوروں وغیرہ سے مملو ان کی زبان کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان وسیلوں کو بھی اچھی طرح سمجھیں۔

فارسی کے عالم، اردو کے محقق اور عربی کی فہم رکھنے والے بلند پایہ مصنف پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیب کو علمی شاہکاروں کے مطالعے اور ان کی ترتیب و تدوین میں

مسلسل منہمک رہنے کی وجہ سے اُن مشکلوں اور دشواریوں سے ہمیشہ دوچار رہنا پڑتا تھا جو زبان میں ان وسیلوں کے استعمال سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لیے انھوں نے ایسے شہ پاروں کے متون کی صحت کے وقت ان کے مطالعے میں آسانی پیدا کرنے کی غرض سے ان کی فرہنگیں بھی تیار کیں اور مثلوں، محاوروں اور فقروں وغیرہ کے اصل مفہوم اور اُن کے محلِ استعمال سے بھی واقف کرایا۔ اُن کے اس ادبی کارنامے کا اہم ترین شاہکار، انیس کے آٹھ نمائندہ مرثیوں پر مشتمل 'روحِ انیس' کے عنوان سے 1931 میں شائع ہونے والا وہ انتخاب بھی ہے جس میں حواشی کی شکل میں ان مراثی کی بہت مفصل اور معتبر فرہنگ موجود ہے۔ اگر یہ فرہنگ اتنی تفصیل اور شرح کے ساتھ اس کتاب میں موجود نہ ہوتی تو پڑھنے والوں کے لیے انیس کے مرثیوں کا سمجھنا آسان نہ ہوتا۔ پروفیسر مسعود حسن رضوی کو شاید اسی فرہنگ کی تیاری کے وقت خیال آیا ہو کہ فارسی کے وہ اقوال و اشعار جو علمائے ادب کی زبانوں پر آکر ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، کیوں نہ انھیں اُن کے ترجمے اور شرح کے ساتھ ایک جگہ پر جمع کر دیا جائے۔ ایسا اس لیے بھی تھا کہ وہ زبان پرستوں اور سخن شناسوں کے شہر لکھنؤ میں سرگرم تصنیف تھے جہاں ان کے زمانے میں بات بات میں خاص و عام مثلوں اور محاروں کا استعمال کرتے تھے۔ یہ کتاب 'فرہنگِ امثال' جو اس وقت آپ کے پیش نظر ہے، اس کے سببِ تصنیف کی وضاحت کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے:

> ''فارسی اور عربی کے بہت سے فقرے، جملے، مصرعے اور شعر ضرب المثل ہو گئے ہیں اور اردو تحریر و تقریر میں کثرت سے استعمال کیے جاتے ہیں۔ مگر جو لوگ ان زبانوں سے ناآشنا ہیں انھیں ان کے سمجھنے میں دقت ہوتی ہے...... [اس لیے] ان مثلوں کو سمجھنے اور استعمال کرنے کے لیے ان کے مطلب اور محلِ استعمال کا جاننا بہت ضروری ہے۔''

پروفیسر مسعود حسن رضوی نے اس کتاب میں بڑی کاوش اور تحقیق کے ساتھ ساڑھے بارہ سو سے زائد ایسی تمام کثیر الاستعمال امثال کو جمع کیا اور ان میں سے بیشتر

کا بامحاورہ ترجمہ کرکے ردیف وار انہیں ان کے معنی کے ساتھ نقل کیا اور جملے وضع کرکے یہ بھی بتایا کہ ان کا استعمال کن موقعوں پر ہوتا ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری تھا کہ فارسی کی بعض مثلیں اردو میں آ کر اپنے مفہوم کے خلاف جاپڑتی ہیں۔ اس بہت اہم اور نایاب کتاب کے مرتب ہونے سے قبل ایسی کوئی کتاب سامنے نہیں آئی تھی اور اس کی اشاعت کے بعد بھی ایسی وسعت اور جامعیت کے ساتھ لکھی ہوئی اس نوع کی دوسری کوئی کتاب ہماری نگاہ سے نہیں گزری، اس لیے برسوں بعد بھی یہ کتاب پڑھنے والوں کے لیے اتنی ہی نئی ہے جتنی اپنے زمانے میں تھی۔

عرض کیا جاچکا ہے کہ پہلے کی طرح اب مثلوں کا متواتر استعمال نہیں ہوتا لیکن بہت کم استعمال ہونے کے باوجود عام زندگی کی حالتوں اور کیفیتوں سے مطابقت رکھنے والی عربی اور فارسی کی بعض مثلیں آج بھی زبانوں پر چڑھی ہوئی ہیں جیسے:

آب چواز سر گزشت چہ یک نیزہ چہ یک دست

گرگِ باراں دیدہ، آب آمد تیمّم برخاست

آب نہ دیدہ موزہ کشیدہ، من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

یا

وقنا ربنا عذاب النّار، السّعی منّی و اتمامٌ من اللّٰہ وغیرہ

علاوہ برایں میر، انشا، انیس اور اقبال وغیرہ نے اپنے کلام میں جگہ جگہ ایسے مشہور فقروں، شعروں اور مصرعوں کا استعمال کیا ہے اور ان کی تضمینیں کی ہیں جن کے معنی اگر نہ معلوم ہوں تو کلام کی فہم کا عمل دشوار ہوجاتا ہے۔ مثلاً:

داند آں کس کہ فصاحت بہ کلامے دارد
ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد — انیس

گرت ہو است کہ باخضر ہم نشیں باشی
نہاں ز چشمِ سکندر چو آبِ حیواں باش — اقبال

وقنا ربّنا عذاب النّار ؎ غالب

یہ کتاب ایسے کلام کی فہم کو آسان بنانے میں پڑھنے والوں کے لیے بہت معاون ہوگی۔

بہت برسوں بعد نئی آب و تاب کے ساتھ 'فرہنگ امثال' کی یہ اشاعت ممکن نہ ہوتی اگر بلند پایہ ادیب اور نقاد پروفیسر گوپی چند نارنگ اس کو شائع کرانے میں خصوصی دلچسپی نہ لیتے۔ بہت سے اہم علمی کارناموں کے ساتھ ساتھ پروفیسر نارنگ کا ایک اہم کارنامہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے تشنگانِ علم کے استفادے کے لیے مفید اور کارآمد تصانیف کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر شائع کرایا۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جس کے لیے مسعود حسن رضوی ادیب کا خانوادہ خصوصی طور پر ان کا شکرگزار ہے۔

انیس اشفاق

(1) آب از دریا بخشیدن

دریا سے پانی دینا۔ یعنی کسی ایسے مال میں سے کچھ دینا جو اپنا نہیں ہے یا مفت کا احسان رکھنا۔

(2) آب آمد و تیمّم برخاست

پانی آیا اور تیمّم رخصت ہوا۔ مسلمانوں کو بعض عبادتیں بجا لانے کے لیے بالخصوص نماز پڑھنے کے لیے پانی سے وضو کرنا ضروری ہوتا ہے اور اگر پانی میسر نہیں ہوتا تو خاک پر تیمّم کرتے ہیں مگر جب پانی مل جاتا ہے تو وہ تیمّم بیکار ہو جاتا ہے۔ اس جملے میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ اکثر اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی آدمی کے آتے ہی کوئی شخص چلنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

(3) آب چو از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست

جب پانی سر سے گزر گیا تو کیا نیزہ بھر اور کیا ہاتھ بھر (نتیجہ ہر حالت میں موت ہے)۔ یہ قول اُس وقت نقل کرتے ہیں جب کسی چیز کا مطلق وجود کسی بُرے نتیجے کا باعث ہوتا ہے اور اس چیز کی کمی یا زیادتی سے نتیجے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

(4) آبِ حیواں درون تاریکی است

آب حیات اندھیرے میں ہے۔ یعنی بعض نعمتیں بغیر سختیاں اُٹھائے ہوئے نہیں ملتیں۔

(5) آب در کوزہ و من تشنہ دہاں می گردم

پانی کٹورے میں ہے اور میں پیاسا پھر رہا ہوں۔ یعنی اپنی تکلیف دور کرنے کے ذریعے اپنے پاس ہی موجود ہیں مگر میں اُن سے بے خبر ہوں اور اُن کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔

(6) ابر را بانگِ سگ ضرر نہ کند

کتّے کے بھونکنے سے بادل کا نقصان نہیں ہوتا۔ یعنی معمولی لوگوں کی مخالفت سے بڑے آدمیوں کا کچھ نہیں بگڑتا۔

(7) آبِ رفتہ بہ جوے باز آمد

جو پانی بہہ گیا تھا وہ نہر میں واپس آیا۔ یعنی گئی ہوئی رونق پلٹی۔ بگڑا ہوا کام بن گیا۔

(8) ابر می خواہند مستاں خانہ گو ویراں شود

نشے کے متوالے ابر کے خواہاں رہتے ہیں گھر چاہے ویران ہو جائے۔ اس مصرع میں ایسے لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو کسی چیز سے لطف اٹھانا چاہتے ہیں اور اس کے بُرے نتائج کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔

(9) ابلہ گفت و دیوانہ باور کرد

بے وقوف نے کہا اور سڑی نے یقین کر لیا۔ جب کوئی شخص کسی خلاف قیاس بات کو صحیح سمجھ لیتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(10) ابلہے کو روز روشن شمع کافوری نہد
زود باشد کش بشب روغن نماند در چراغ

جو بیوقوف روز روشن میں کافوری شمع جلائے گا تھوڑے ہی دنوں میں رات کے وقت اس کے چراغ میں تیل نہ رہے گا۔ یعنی جو بے محل اور بے ضرورت خرچ کرے گا اُس کے پاس ضرورت کے وقت کچھ نہ نکلے گا۔

(11) آب نہ دیدن وموزہ کشیدن

بغیر پانی کو دیکھے ہوئے جوتا اُتار لینا۔ یعنی کسی کام کے لیے قبل از وقت تیاری کرنا۔

(12) آتش سوزاں نہ کند باسپند انچہ کند دودِ دلِ مُستمند

تیز آگ کالے دانے کے ساتھ وہ سلوک نہیں کرتی جو مظلوم کے دل کا دھواں کرسکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مظلوم اور درد رسیدہ کی آہ و زاری میں بڑا اثر ہوتا ہے۔

(13) آتش نشاندن و اخگر گذاشتن وافعی کشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمنداں نیست

آگ بجھانا اور چنگاری چھوڑ دینا۔ سانپ مارنا اور اُس کے بچے کو محفوظ رکھنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ یعنی جس چیز سے تم کو نقصان پہنچ سکتا ہو اُسے بالکل نیست و نابود کردو کیونکہ اگر وہ کچھ بھی باقی رہ گئی تو آگے چل کر کبھی نہ کبھی اس سے نقصان ضرور پہنچے گا۔

(14) اختیار بدست مختار

اختیار مختار کے ہاتھ میں ہے۔ اس قول سے اپنی مجبوری ظاہر کرتے ہیں۔

(15) آخرُ الحِیل السَّیف

آخری تدبیر تلوار ہے۔ یعنی جب صلح و آشتی سے کام نہیں نکلتا تو تلوار اٹھانا پڑتی ہے۔

(16) آخرُ الدَّواءِ الکیُّ

آخری دوا داغنا ہے۔ جب کوئی درد کسی دوا سے اچھا نہیں ہوتا تو درد والے عضو کو داغنا پڑتا ہے۔ اس سے یہ مراد بھی ہوسکتی ہے کہ جب نرمی

سے کام نہیں نکلتا تو سختی کرنا پڑتی ہے۔

(17) ادب آبِ حیات آشنائی است

ادب دوستی کے لیے آبِ حیات ہے۔ یعنی اگر دوستی ہمیشہ قائم رکھنا ہوتو دوست کا ادب کرنا چاہیے۔

(18) ادب تاجیست از فضلِ الٰہی بنہ برسر برو ہر جا کہ خواہی

ادب خدا کی مہربانی کا تاج ہے۔ اسے سر پر رکھ لے اور جس جگہ جی چاہے چلا جا۔ یعنی باادب آدمی کی ہر جگہ عزت ہوتی ہے۔

(19) آدمیاں گم شدند ملک خدا خر گرفت

آدمی گم ہوگئے اور خدا کے ملک پر گدھے نے قبضہ کرلیا۔ یہ مصرع اس وقت پڑھتے ہیں جب کسی بیوقوف کوکوئی اعلیٰ درجہ مل جاتا ہے یا جب کوئی آدمی کوئی ایسا کام ہاتھ میں لیتا ہے جس کی اہلیت اس میں نہیں ہوتی۔

(20) آدمی را آدمیت لازم است عود اگر بو نہ باشد ہیزم است

آدمی میں آدمیت ضرور ہونا چاہیے۔ عود میں اگر خوشبو نہ ہوتو وہ محض ایندھن ہے یعنی جس طرح بغیر خوشبو کے عود میں اور دوسری لکڑیوں میں کوئی فرق نہیں اُسی طرح بے آدمیت کے آدمی میں اور دوسرے جانوروں میں کوئی فرق نہیں۔

(21) آدمی را بچشم حال نگر

آدمی کو حال کی نظر سے دیکھو (دیکھو نمبر 34)

(22) إذا فات الشرط فات المشروط

جب شرط فوت ہوگئی تو مشروط بھی فوت ہوگیا۔ اگر کوئی ارادہ کوئی وعدہ یا کوئی عہد کسی شرط پر کیا جائے اور وہ شرط پوری نہ ہوتو اُس ارادے یا وعدے یا عہد کا پورا کرنا بھی واجب نہیں رہتا۔

(23) ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست
در حضرت کریم تقاضا چہ حاجت است

ہم حاجت مند لوگ ہیں مگر زبان سے سوال نہیں نکلتا۔ سخی کے سامنے تقاضا کرنے یعنی مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔

(24) ارزاں بہ علت گراں بہ حکمت

خرابی کی وجہ سے سستی اور خوبی کی وجہ سے مہنگی۔ یعنی سستی چیز میں کوئی خرابی اور مہنگی چیز میں کوئی خوبی ضرور ہوتی ہے۔

(25) آرے بہ اتفاق جہاں می تواں گرفت

بے شک میل جول سے تمام دنیا پر قبضہ کیا جاسکتا ہے۔

(26) آرے طریق دولت چالاکی است وچستی

بیشک دولت کا ذریعہ چالاکی و چستی ہے۔ یعنی چالاکی و چستی ہی سے دولت حاصل ہوتی ہے۔

(27) ازاں گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک

جس گناہ سے دوسرے کو کوئی نفع پہنچے اُسے کیا خوف۔ یعنی اگر دوسروں کی بھلائی کے لیے کوئی بُرا کام بھی کرنا پڑے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(28) از بیضۂ خاکی چوزہ نہ زاید

خاکی انڈے سے بچہ نہیں پیدا ہوتا۔ یعنی نااہل سے کوئی کام نہیں ہوسکتا۔

(29) از پائے لنگ چہ سیر واز دست گرسنہ چہ خیر

لنگڑا پیر کیا چل سکتا ہے اور بھوکا ہاتھ کیا خیرات کرسکتا ہے۔

(30) از تو حرکت از ما برکت

تجھ سے حرکت مجھ سے برکت۔ یہ قول خدا کی زبان سے ہے۔ یعنی اگر

تو (انسان) حرکت یعنی کوشش، محنت، دوڑ دھوپ کرے تو میں برکت دوں گا۔

(31) از چاہ بروں آمدہ در چاہ اُفتاد

(ایک) کنویں سے نکل کر (دوسرے) کنویں میں گر پڑا۔ یعنی ایک آفت سے بچا تو دوسری میں مبتلا ہوگیا۔

(32) از خرداں خطا و از بزرگاں عطا

چھوٹوں سے خطا اور بڑوں سے عطا۔ یعنی چھوٹوں سے قصور ہو ہی جاتا ہے اور بڑے معاف کر ہی دیا کرتے ہیں۔

(33) از خرس موے بس است

ریچھ کا ایک بال بھی بہت ہے۔ یعنی کسی ظالم یا جابر سے یا کسی ایسے شخص سے جس سے کچھ بھی ملنے کی امید نہ ہو جو کچھ مل جائے وہی بہت ہے۔

(34) از خیال پری و دی بگزر   آدمی را بہ چشم حال نگر

کل اور پرسوں کا خیال چھوڑ دے اور آدمی کو آج کی نظر سے دیکھ۔ یعنی ہر شخص کی عزت و توقیر اس کی موجودہ حالت کے موافق کرنا چاہیے۔ اس بات پر نظر نہ کرنا چاہیے کہ پہلے وہ کس حال میں تھا۔

(35) از دل برود ہر انچہ از دیدہ برفت

جو آنکھ سے چلا گیا وہ دل سے بھی چلا جاتا ہے۔ یعنی جو چیز نظر کے سامنے نہیں رہتی اُس کا خیال بھی دل سے نکل جاتا ہے۔

(36) از دوزخیاں پُرس کہ اعراف بہشت است

دوزخ کے رہنے والوں سے پوچھو اُن کے نزدیک اعراف ہی بہشت ہے۔ اعراف بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک مقام ہے جہاں بہشت کا سا آرام تو نہیں ہے مگر دوزخ کی سی تکلیف بھی نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ مصیبتوں میں مبتلا ہیں وہ اس حالت کو بھی بہت پسند کریں گے جس میں اُن کی تکلیفیں کم ہو جائیں، عیش و عشرت کا سامان ہو یا نہ ہو۔ (دیکھو نمبر 500)

(37) از دوست ناداں دشمن دانا بہتر

نادان دوست سے عقلمند دشمن اچھا۔

(38) از دوست یک اشارت و زما بسر دویدن

دوست کا ایک اشارہ اور ہمارا سر کے بل دوڑنا۔ یعنی اِدھر دوست نے اشارہ کیا اُدھر ہم سر کے بل دوڑے۔ مطلب یہ ہے کہ دوستی کے معنی یہ ہیں کہ انسان خودی اور خودغرضی کو چھوڑ کر دوست کی مرضی کا تابع ہو جائے اور اُس کے اشارے پر چلے۔

(39) آزردن دل دوستاں خطا/جہل است

دوستوں کا دل دکھانا غلطی/جہالت ہے۔

(40) آزردہ دل آزردہ کند انجمنے را

رنجیدہ آدمی ساری محفل کو رنجیدہ کر دیتا ہے۔ (دیکھو نمبر 76)

(41) از صد زباں زبان خموشی نکوتر است

خاموشی کی زبان سیکڑوں زبانوں سے اچھی ہے۔ یعنی بعض موقعوں پر چپ رہنا بولنے سے اچھا ہوتا ہے۔

(42) از ضعف بہر جا کہ نشستیم وطن شد

ضعف کی وجہ سے ہم جہاں بیٹھ گئے وطن ہو گیا۔ یعنی ضعف کا یہ عالم ہے کہ بیٹھ کے اُٹھنا مشکل ہے۔

(43) از کفچۂ مار حلوا نتواں خورد

سانپ کے کفچے (پھن) سے حلوا نہیں کھایا جا سکتا۔ یعنی بُروں سے

اچھائی کی امید نہیں ہوسکتی۔

(44) از کوزہ ہماں بروں تراود کہ دراوست

پیالے سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اُس میں ہوتی ہے۔ یعنی جیسی جس کی فطرت ہوتی ہے ویسے ہی افعال اُس سے سرزد ہوتے ہیں۔

(45) از گفتن آتش دہن نسوزد

آگ کہنے سے منہ نہیں جلتا۔ یعنی کسی مضرت رساں چیز کا نام لینے سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔

(46) از گوشۂ بامے کہ پریدیم پریدیم

جس کوٹھے کے گوشے سے ہم اُڑے تو بس اُڑے۔ یعنی جس سے ایک دفعہ تعلق قطع کرلیا پھر کبھی نہ ملے۔ اردو میں ایک مثل ہے "چھوڑے گاؤں کا ناتا کیا۔"

(47) از مکافاتِ عمل غافل مشو

عمل کے بدلے سے غافل نہ رہ۔ یعنی تو جیسا کام کرے گا ویسا بدلہ ضرور پائے گا۔ (دیکھو نمبر 978)

(48) از ماست کہ بر ماست

ہماری جو حالت ہے وہ ہماری ہی بنائی ہوئی ہے۔

(49) از من بگیر عبرت وکسب ہنر مکن   با بخت خود عداوتِ ہفت آسماں مخواہ

مجھ سے عبرت حاصل کر اور کوئی ہنر نہ سیکھ۔ سات آسمانوں کی عداوت اپنے نصیب کے لیے مول نہ لے۔ اس شعر میں اہلِ کمال کی پریشاں حالی دکھائی گئی ہے۔ یہ شعر اُس وقت پڑھتے ہیں جب کسی سے یہ کہنا ہوتا ہے کہ ہم نے ہنر سیکھ کے کیا پایا جو تم پاؤ گے۔

(50) **آزمودہ را آزمودن جہل است**

آزمائے ہوئے کو آزمانا نادانی ہے۔

(51) **آزمودہ را نہ باید آزمود**

آزمائے ہوئے کو آزمانا نہ چاہیے۔

(52) **از مئے دولت اگر مست نہ گردی مردی**

اگر دولت کی شراب سے مست نہ ہو جاؤں تو مرد ہوں (دیکھو نمبر 954)

(53) **ازنقش ونگارِ در و دیوار شکستہ آثار پدیداست صنادید عجم را**

ٹوٹے پھوٹے درازوں اور گری ہوئی دیواروں کے نقش و نگار سے عجم کے لوگوں کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ شعر اُس وقت پڑھتے ہیں جب کسی عالیشان عمارت کے کھنڈر یا کوئی اور چیز دیکھ کر کسی قوم یا کسی شخص کی گزشتہ عظمت یاد آجاتی ہے۔

(54) **از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است**

ایک دل ہزاروں کعبوں سے بہتر ہے (دیکھو نمبر 636)

(55) **ازیں سو راندہ وازاں سو درماندہ**

اِدھر سے نکالا ہوا اور اُدھر سے مجبور۔ یہ فقرہ اس موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جب کوئی کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے نہ یہ کرتے بنتا ہے نہ وہ۔ اس کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ نہ دنیا کا نہ آخرت کا۔

(56) **آساں گردد برانچہ ہمت بستی**

جس کام پر ہمت باندھ لی وہ آسان ہو جاتا ہے۔

(57) **آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است**
بادوستاں تلطف بادشمناں مدارا

دونوں جہانوں کا آرام ان دو باتوں کی تفسیر ہے۔ دوستوں کے ساتھ

مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ نرمی۔ یعنی یہ دو کام کرنے سے انسان دنیا میں بھی آسائش سے بسر کرسکتا ہے اور آخرت میں بھی۔

(58) اسپ تازی اگر ضعیف بود ہمچناں از طویلۂ خر بہ

تازی گھوڑا اگر کمزور بھی ہو جائے تو بھی گدھوں کے پورے طویلے سے اچھا ہے۔ یعنی کوئی بیش قیمت چیز کچھ خراب ہو جانے کے بعد بھی بہت سی ادنیٰ چیزوں سے اچھی رہتی ہے۔

(59) اسپ تازی شدہ مجروح بہ زیر پالاں
طوق زرّیں ہمہ در گردن خرمی بینم

تازی گھوڑے پالانوں سے زخمی ہو گئے ہیں اور گدھوں کی گردن میں سونے کے طوق دکھائی دیتے ہیں۔ یعنی جو لوگ قدر کے قابل ہیں وہ تکلیف میں ہیں اور نااہل نہایت آرام سے ہیں۔

(60) اسپ چوبیں راہ نہ میرود

لکڑی کا گھوڑا راہ نہیں چلتا۔ یعنی نااہل سے کوئی کام نہیں ہوسکتا۔

(61) اسپ لاغر میاں بکار آید روز میداں نہ گاو پرداری

جنگ کے دن پتلی کمر والا گھوڑا ہی کام آتا ہے موٹا تازہ بیل کام نہیں آتا۔ یعنی کسی چیز کی قدر و قیمت اس کے قد و قامت کے لحاظ سے نہیں ہوتی بلکہ اُس کے اوصاف کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

(62) اسپ وزن و شمشیر وفادار کہ دید

وفادار گھوڑا وفادار عورت اور وفادار تلوار کس نے دیکھی ہے۔

(63) استغفراللہ

خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔ اس جملے سے اکثر انکار کی تاکید مقصود ہوتی ہے۔ مثلاً استغفراللہ میں نے ہرگز تم پر کوئی الزام نہیں لگایا۔

استغفراللہ بھلا آپ اور جھوٹ بولتے۔

(64) آسماں بار امانت نہ توانست کشید قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

آسمان امانت کا بوجھ نہ اُٹھا سکا تو (کارکنان قضا و قدر نے) فال کا قرعہ مجھ دیوانے کے نام ڈال دیا۔ اس شعر میں قرآن شریف کی اُس آیت کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: "تم نے آسمان زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی تو اُنھوں نے اُس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور ڈرے اور انسان نے اُسے اُٹھا لیا۔" یہ شعر اُس وقت پڑھتے یا لکھتے ہیں جب کوئی ایسا اہم کام کسی کے سر پر آپڑے جس کو بڑے بڑے لوگ بھی انجام دینے کی ہمت نہ کرتے ہوں۔

(65) آسودگی حرفے ست نہ اینجا ست نہ آنجا ست

اطمینان ایک لفظ ہے جو نہ یہاں ہے نہ وہاں ہے۔ یعنی اطمینان کا نام ہی نام ہے حقیقت میں اس کا کہیں وجود نہیں۔

(66) آسودہ دلاں لذتِ آزار نہ دانند
راحت طلباں درد دل زار نہ دانند
ایں رسم قدیم است کہ مرغان چمن سیر
حال دل مرغان گرفتار نہ دانند

جنھیں اطمینان نصیب ہے وہ تکلیف کا مزہ نہیں جانتے۔ جن کی آرام سے گزرتی ہے وہ درد بھرے دل کا دکھ نہیں سمجھتے۔ یہ پُرانا دستور ہے کہ چمن میں سیر کرنے والی چڑیاں اُن چڑیوں کے دل کا حال نہیں جانتیں جو قید میں ہیں۔ اکثر اس رباعی کا صرف پہلا مصرع یا دوسرا مصرع یا آخر کے دو مصرعے پڑھتے ہیں۔

(67) آسودہ کسے کہ خر نہ دارد

آرام سے وہی ہے جس کے پاس گدھا نہیں ہے۔ یعنی سامان زندگی جتنا مختصر ہو اور تعلقات جتنے کم ہوں اطمینان اور بے فکری اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔

(68) اصل بد از خطا خطا نہ کند

بداصل آدمی خطا سے کبھی نہیں چوکتا۔ یعنی کمینہ آدمی ضرور دھوکا دیتا ہے۔ اس مصرع کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ بداصل آدمی غلطی سے خطا نہیں کرتا بلکہ جان بوجھ کے کرتا ہے۔

(69) اظہر من الشّمس وابین من الامس

آفتاب سے زیادہ روشن اور گزرے ہوئے دن سے زیادہ ظاہر۔ جب یہ کہنا ہوتا ہے کہ فلاں بات ایسی کھلی ہوئی اور اتنی ظاہر ہے کہ اس کے لیے کسی ثبوت یا کسی دلیل کی ضرورت نہیں تو یہ فقرہ بولتے ہیں۔ اکثر صرف ''اظہر من الشّمس'' کہتے ہیں۔

(70) اَعْلٰی اللّٰہ مُقَامَہٗ

خدا اس کا مقام یعنی مرتبہ بلند کرے۔ کسی مرحوم محترم ہستی کے ذکر کے ساتھ یہ دعائیہ جملہ کہتے ہیں۔

(71) اعوذُ باللہ

میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ کسی چیز سے اپنی برأت ظاہر کرنے کے لیے یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(72) اَعُوذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

شیطان رجیم سے (بچنے کے لیے) میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں (رجیم کے معنی سنگسار کیا ہوا، مراد مردود)۔

(73) آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

آفتاب کی دلیل آفتاب ہے یعنی فلاں بات ایسی صاف ظاہر ہے کہ اس کے لیے دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔

(74) آفتابِ لبِ بام

کوٹھے کے کنارے پر پہنچا ہوا آفتاب یعنی ڈوبتا ہوا سورج۔ جس چیز کے مٹنے کا زمانہ قریب اور جس آدمی کی موت کے دن نزدیک ہوں اُس کو ''آفتاب لب بام'' کہتے ہیں۔

(75) آفریں باد برایں ہمتِ مردانۂ تو

تیری اس مردانہ ہمت کو شاباش۔ جب کوئی آدمی کوئی بڑا کام کرتا ہے تو اس کی تعریف میں یہ مصرع پڑھتے ہیں۔ جب کوئی نہ کرنے کا کام کر بیٹھتا ہے تو بھی یہ مصرع طنز سے پڑھتے ہیں۔

(76) افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

رنجیدہ آدمی ساری محفل کو رنجیدہ کر دیتا ہے (دیکھو نمبر 40)

(77) اگر بمرد عدو جاے شادمانی نیست
که زندگانی ما نیز جاودانی نیست

اگر دشمن مر گیا تو یہ خوشی کا مقام نہیں ہے کیونکہ ہماری زندگی بھی ہمیشہ باقی رہنے والی نہیں ہے۔

(78) اگر بینی کہ نابینا و چاہ است وگر خاموش بنشینی گناہ است

اگر دیکھو کہ اندھا کنویں کے پاس پہنچ گیا ہے اور اس میں گرنے کو ہے تو تمہارا خاموش بیٹھا رہنا گناہ ہے۔ یعنی اگر تمہاری خاموشی سے کسی نادان کا کچھ نقصان ہوتا ہو یا کوئی تکلیف پہنچتی ہو تو تم کو ہرگز خاموش نہ بیٹھے رہنا چاہیے۔

(79) اگر پدر نہ تواند پسر تمام کند

اگر باپ سے نہ ہو سکے تو بیٹا پورا کرے۔ یعنی اگر کوئی کام باپ شروع کرے مگر اُسے پورا نہ کر سکے تو بیٹے کو چاہیے کہ اُسے پورا کر دے۔ جب کسی بات میں بیٹا باپ سے بڑھ جاتا ہے تو بھی یہ قول نقل کرتے ہیں۔ اس سے کبھی تعریف منظور ہوتی ہے کبھی طنز مقصود ہوتا ہے۔

(80) اگر دریافتی بردانشت بوس وگر غافل شدی افسوس افسوس

اگر تم بات کی تہ کو پہنچ گئے تو تمہاری عقل بوسے دینے کے قابل ہے یعنی تم بڑے عقلمند ہو اور اگر تم نے غفلت کی تو افسوس ہے۔ کسی کو کوئی نصیحت کرنے کے بعد یہ شعر لکھتے ہیں۔

(81) اگر روزی بہ دانش برفزودے زناداں تنگ تر روزی نہ بودے

اگر روزی عقل کی وجہ سے بڑھتی ہوتی تو نادان سے زیادہ مفلس اور پریشاں حال کوئی نہ ہوتا۔ یعنی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے بیوقوف نہایت آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزی حاصل کرنے کے لیے خالی عقل سے کام نہیں چلتا قسمت بھی چاہیے۔

(82) اگر زباغ رعیت ملک خورد سیبے برآورند غلامان او درخت از بیخ

اگر رعیت کے باغ سے بادشاہ ایک سیب کھالے تو اُس کے غلام پورا درخت جڑ سے اُکھاڑ لیں۔ مطلب یہ ہے کہ بادشاہ اور حاکم کو بہت احتیاط لازم ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ رعایا کے مال پر ذرا بھی بیجا تصرف کرتے گا تو اس کے نوکر چاکر رعایا کو بالکل تباہ و برباد کر ڈالیں گے۔

(83) اگر شہ روز را گوید شب است ایں بباید گفت اینک ماہ و پرویں

اگر بادشاہ دن کو رات کہے تو کہنا چاہیے کہ یہ کیا چاند تارے نکلے ہوئے

ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کی مخالفت نہ کرنا چاہیے۔

(84) اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است وہمین است وہمین است

اگر دنیا میں بہشت ہے تو یہی ہے یہی ہے یہی ہے۔ یہ شعر کسی پُرفضا مقام یا کسی دلکشا عمارت کی تعریف کے موقع پر آتا ہے۔

(85) اگر قحط الرجال اُفتد ازیں سہ اُنس کم گیری
یکے افغاں دوم کمبہ سوم بدذات کشمیری

اگر آدمیوں کا کال پڑ جائے تو بھی ان تین سے دوستی نہ کرنا، ایک افغان دوسرے کمبوہ تیسرے بدذات کشمیری۔ یعنی ان تین قوموں سے دوستی کی اُمید نہ رکھنا چاہیے۔ کہتے ہیں کہ یہ قول شہنشاہ اورنگ زیب کا ہے۔

(86) اگر ماند شبے ماند شب دیگر نمی ماند

(یہ حالت) اگر رہے گی تو ایک رات رہے گی دوسری رات کو نہ رہے گی یعنی یہ حالت بالکل عارضی ہے۔ ایک آدھ دن سے زیادہ باقی نہ رہے گی۔

(87) اگر ہوس است ہمیں قدر بس است

اگر خواہش ہے تو اتنا بھی بہت ہے۔

(88) اگر یار اہل است کار سہل است

اگر دوست لائق ہے تو کام آسان ہے۔ یعنی اگر کسی لائق آدمی سے سابقہ پڑتا ہے تو کسی کام میں کوئی دقت نہیں ہوتی البتہ نااہل آدمی کے ساتھ گزر کرنا مشکل ہے۔

(89) اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِھَا

چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر رات نہ ہو تو دن کوئی چیز نہیں اور رنج نہ ہو تو خوشی کچھ نہیں۔ (دیکھو نمبر 382)

(90) **اَلاَعْمَالُ بِالنِّیات**

اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں۔یعنی جو کام کسی اچھے ارادے سے کیا جائے وہ اچھا ہے۔نتیجہ چاہے بُرا ہی ہو۔ اور جو کام کسی بُری نیت سے کیا جائے وہ بُرا ہے نتیجہ چاہے اچھا ہو۔

(91) **اَلاَقَارِبُ کالعقَارِب**

عزیز بچھوؤں کے مثل ہوتے ہیں۔ جب کسی کو اپنے عزیزوں سے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ یہ فقرہ کہتا ہے۔

(92) **اَلاَمَان اَلْحَذَرَ**

امان کے معنی حفاظت اور پناہ۔ حذر کے معنی پرہیز اور خوف۔ اس فقرہ سے کبھی کسی کیفیت کی شدت دکھاتے ہیں کبھی تعجب کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور کبھی اُسے ''خدا بچائے'' کے معنی میں بولتے ہیں۔ ان دونوں لفظوں کو ساتھ بولنا ضروری نہیں ہے۔کبھی صرف 'الاماں' یا 'الحذر' بھی کہتے ہیں۔مثلاً میں ایک جلسہ میں شریک ہوا وہ مجمع تھا کہ الاماں اور وہ گرمی تھی کہ الحذر۔

(93) **اَلاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب**

حکم ادب سے بالاتر ہے۔یعنی اگر کوئی بزرگ کسی ایسے کام کا حکم دے جس کے کرنے میں ادب مانع ہو تو تم ادب کا لحاظ نہ کرو اور حکم کی تعمیل کرو۔

(94) **اَلاِماءُ یَترشَّحُ بِمافیه**

برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس میں ہوتی ہے۔یعنی جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر آتا ہے۔یا جو جیسا ہوتا ہے ویسے ہی کام کرتا ہے۔

(95) اَلْاِنتِظارُ اَشَدُّ مِنَ المَوت

انتظار موت سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

(96) اَلْاِنسانُ بِاللِّسان

انسان زبان سے انسان ہے۔ یعنی زبان ہی کی بدولت انسان دوسرے حیوانوں سے افضل ہے۔

(97) اَلْاِنسانُ مَرْکَبُ الْخَطَاءِ وَالنّسیان

انسان غلطی اور بھول کی سواری ہے۔ غلطی اور بھول انسان پر سوار رہتی ہے۔ یعنی انسان سے غلطی اور بھول چوک ہو جانا ہر وقت ممکن ہے۔

(98) اَلْاِنسانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الخطاءِ وَالنّسیان

انسان غلطی اور بھول سے مل کر بنا ہے۔ یعنی غلطی اور بھول چوک انسان کا فطری خاصّہ ہے، اُس کے خمیر میں شامل ہے۔

(99) اَلْآنَ کَما کَان

اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا۔ یعنی فلاں چیز کی حالت اب بھی ویسی ہی ہے جیسی پہلے تھی۔

(100) الثالث بالخیر

تیسرے آدمی کے ساتھ بھلائی ہوتی ہے۔ جب دو آدمی کوئی کام کر رہے ہوں اور کوئی تیسرا آدمی آ کر اُن میں شامل ہو جائے تو اس فقرے سے اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

(101) اَلْحَدِیْدُ بِالْحَدِیْدِ یُفْلَحَ

لوہا لوہے سے کٹتا ہے۔ یعنی سخت آدمی سخت ہی آدمی سے دبتا ہے۔

(102) اَلْحَقُّ مُرٌّ

سچ کڑوا ہوتا ہے۔ سچی بات زہر ہوتی ہے۔ کھری کھری باتیں بُری لگتی ہیں۔

(103) اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعلیٰ

حق بلند ہوتا ہے اس پر کوئی شے بلند نہیں ہوسکتی یعنی حق غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔

(104) اَلْحَلُوْ لِلْمُومِنْ

شیرینی مومن کے لیے ہے۔ جن لوگوں کو مٹھاس سے شوق ہوتا ہے وہ اس کی فضیلت میں یہ قول پیش کرتے ہیں۔

(105) اَلْحَمْدُلِلّٰہ

ہرطرح کی تعریف خدا کے لیے زیبا ہے۔ یہ فقرہ اکثر کوئی اچھی خبر سننے کے بعد یا سنانے کے پہلے اظہار شکر کے لیے بولا جاتا ہے۔

(106) اَلْحَیَاءُ جُزءٌ مِنَ الایْمان یا اَلحَیَاءُ مِنَ الْایمان ،

حیا ایمان کا ایک جز ہے۔

(107) الخاموشی نیم رضا

خاموشی آدھی رضامندی ہے (خاموشی فارسی لفظ ہے اس کے ساتھ عربی قاعدے کی رو سے الف لام لانا صحیح نہیں ہے۔ مگر اردو میں اکثر یوں ہی بولتے ہیں اس لیے یوں ہی لکھا گیا ہے۔)

(108) اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَطُلاّبُھا کِلاب

دنیا مردار ہے اور اس کے خواہشمند کتے ہیں۔

(109) اَلدُّنیا سَجْنٌ لِلْمُومِن وَ جَنَّۃٌ لِلْکافِر

دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے بہشت ہے۔

(110) اَلسَّعیُ مِنّی وَالاِتمام وَمِن اللّٰہ

کوشش میری طرف سے اور اس کا پورا ہونا خدا کی طرف سے ہے یعنی کوشش کرنا ہمارا کام ہے اور کامیابی خدا کی مدد پر منحصر ہے۔

(111) اَلسُّکوتُ کالْاِقرار

سکوت مثل اقرار کے ہے۔کوئی بات سن کر خاموش ہو رہنا گویا اُس کا اقرار کرنا ہے۔

(112) الشاذ کالمعدوم

شاذ مثل معدوم کے ہے۔یعنی جو چیز بہت کمیاب ہو اُس کا وجود اور عدم برابر ہے۔

(113) اَلْعَاقِلُ تکفیه الاشاره

عقلمند کو اشارہ کافی ہے۔

(114) العلم حجابُ اکبر

علم سب سے بڑا پَردا ہے۔علوم ظاہری حقائق باطنی کے سمجھنے میں حائل ہوتے ہیں۔ یہ صوفیوں کا قول ہے۔

(115) العوام کالانعام

عام لوگ مثل چوپایوں کے ہوتے ہیں۔ کہ جس راستے پر لگا دیے جائیں اُسی پر چلنے لگتے ہیں۔سوچتے سمجھتے کچھ نہیں۔

(116) اَلْعَیاذُبِاللّٰه

خدا کی پناہ۔

(117) اَلْغِنَاءِ اَشدُّ مِنَ الزّنا

گانا بجانا زنا سے بدتر ہے۔ یہ مسلمانوں کے بعض فرقوں کا اعتقاد ہے۔

(118) اَلْغَیبُ عِندَاللّٰه

غیب کا حال خدا جانتا ہے۔

(119) اَلْفَقْرُ فخری

فقیری میرا فخر ہے۔ یہ رسول عربی کا قول ہے (فقر سے مراد ہے

اسباب دنیا سے استغنا)

(120) اَلْفَقْرُ سوادُالْوجه فِی الدَّارَیْن

مفلسی دونوں جہانوں میں منہ کی سیاہی ہے یعنی مفلسی کی وجہ سے اکثر انسان کو وہ کام کرنا پڑتے ہیں جن سے اس کی دنیا بھی بگڑتی ہے اور عاقبت بھی۔

(121) اَلْقَاسِمُ مَحْرُوْمُ

بانٹنے والا محروم رہ جاتا ہے۔

(122) اَلْقَرْضُ مِقراضُ المحبّتُ

قرض محبت کے لیے قینچی ہے۔ یعنی قرض لینے دینے سے محبت اور دوستی میں فرق آجاتا ہے۔

(123) اَلْکَرِیْمُ اِذَاوَعَدَ وَفا

کریم جب وعدہ کرتا ہے تو اُسے پورا کر دیتا ہے۔

(124) اَللّٰهُ اَکْبَرُ

خدا سب سے بڑا ہے۔ حیرت اور تعجب کے وقت بھی یہ فقرہ بولتے ہیں۔ مسلمانوں کا قومی نعرہ بھی یہی فقرہ ہے۔

(125) اللہ بس باقی ہوس

خدا کافی ہے۔ خدا کے علاوہ اگر کسی چیز کی خواہش کی جائے تو یہ محض ہوس ہے۔

(126) اَللّٰهُمّ اَجْعَلْنِیْ مَحْسُوداً ولاحاسِداً

یا اللہ مجھ کو محسود بنا حاسد نہ بنا۔ یعنی مجھ کو اس قابل بنا دے کہ دوسرے مجھ پر رشک کریں اور مجھ کو رشک و حسد کے عیب سے محفوظ رکھ۔

(127) اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا

اے خدا ہم کو اپنے نفسوں کی برائیوں سے محفوظ رکھ۔

(128) اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

یا اللہ زیادہ کر اور زیادہ کر۔ اس جملے سے کسی چیز کی زیادتی یا ترقی کی دعا کرتے ہیں۔

(129) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّ آلِ مُحَمَّدْ

خداوند محمدؐ اور آل محمدؐ پر رحمت نازل کر۔ یہ عربی جملہ 'درود' کہلاتا ہے۔ مسلمان اس کو زبان پر جاری کرنا ثواب سمجھتے ہیں۔ کوئی اچھی خوشبو سونگھ کر کوئی اچھی صورت دیکھ کر، یا کوئی اچھی بات سن کر بھی درود پڑھتے ہیں۔

(130) اَلْمَاضِی لَایُذْکر

گزری ہوئی بات کا ذکر نہیں کیا جاتا ہے۔ یعنی جو بات گزر گئی اس کا کیا ذکر۔

(131) اَلْمَاْمُوْرُ مَعْذُوْر

جو شخص کسی کام پر مامور کیا جائے وہ اس کے کرنے میں قابل الزام نہیں ہے۔

(132) اَلْمَجْبُوْرُ مَعْذُوْر

جو مجبور ہے وہ معذور ہے۔ یعنی اگر کسی کو کوئی بُرا کام مجبوراً کرنا پڑے تو اُس پر کوئی الزام نہیں۔

(133) المعنیٰ فی بطنِ الشاعر

معنی شاعر کے پیٹ میں ہیں۔ یعنی فلاں بات کا مطلب صرف کہنے والا ہی سمجھا ہوگا اور کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔

(134) اَلْمَكْتُوبُ نِصفُ الْمُلاقَاتْ

خط آدھی ملاقات کے برابر ہے۔

(135) اَلنَّاسُ بِاللّباس

آدمی لباس سے آدمی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی انسان کی عزت لباس سے ہوتی ہے۔

(136) اَلنَّاسُ علیٰ دین مُلوکھم

لوگ اپنے بادشاہ کے طریقے پر چلتے ہیں۔

(137) اَلنَّحوفِی الْکلام کالِملحُ فی الطّعام

کلام میں نحو جیسے کھانے میں نمک۔ یعنی کلام کے لیے نحو اتنی ہی ضروری ہے جتنا کھانے کے لیے نمک۔

(138) آلو بہ آلو نگر د رنگ بر آرد

آلو جب آلو کو دیکھتا ہے تو رنگ لاتا ہے۔ یعنی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ اردو میں یہ مثل یوں مشہور ہے۔ ''خربوزے کو دیکھ کے خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔''

نوٹ: آلو ایک ایرانی پھل کا نام ہے۔

(139) اَلْوَلَدسِرٌّلاَبِیْہ

بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ بیٹے میں باپ کی کچھ نہ کچھ شان ضرور ہوتی ہے۔

(140) الٰہی آفتابِ دولت و اقبال ہمیشہ درخشاں و تاباں باد

خدا کرے دولت و اقبال کا آفتاب ہمیشہ چمکتا رہے۔ یعنی آپ کی دولت اور آپ کا اقبال ہمیشہ قائم رہے۔ یہ جملہ اکثر عرضی کے آخر میں لکھتے ہیں۔

(141) الٰہی در جہاں باشی بہ اقبال   جواں بخت و جواں دولت جواں سال

الٰہی تو دنیا میں اقبال مند، خوش نصیب، دولت مند اور تندرست رہے۔

(142) آمدم برسرِ مطلب

اب میں مطلب پر آیا۔ یعنی اب میں مطلب کی بات کہتا ہوں۔ کسی تمہید یا جملۂ معترضہ کے بعد یہ جملہ بولتے ہیں۔

(143) آمدن بہ ارادت و رفتن بہ اجازت

آنا ارادے سے اور جانا اجازت سے۔ یعنی آدمی آتا ہے اپنے ارادے سے مگر جانا چاہتا ہے، تو جس کے پاس آیا تھا اس سے اجازت لے کر رخصت ہوتا ہے۔

(144) آمَنّا وَصَدَّقْنَا

ہم نے یقین کیا اور سچ جانا۔ ان الفاظ سے کسی کے قول کی تصدیق کرتے ہیں۔

(145) اَنَارَاللّٰہ بُرھَانَہٗ

خدا اس کی دلیل کو روشن کرے۔ یہ فقرہ کسی مرحوم بادشاہ کے ذکر کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

(146) اِنّالِلّٰہ وَاِنّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن

بے شک ہم خدا کے لیے ہیں اور اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ مسلمانوں میں دستور ہے کہ کسی کے مرنے کی خبر سن کر یہ جملہ کہتے ہیں۔ یہ قرآن شریف کی ایک آیت ہے۔

(147) آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشمے بہ ما کنند

جو لوگ ایک نظر میں خاک کو کیمیا بنا دیتے ہیں کیا ہوسکتا ہے کہ وہ کنکھیوں سے ہماری طرف بھی دیکھ لیں۔ جب کسی بڑے آدمی کے

سامنے کوئی عرض پیش کی جاتی ہے تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کی مہربانی سے ہر ادنیٰ اعلیٰ ہوسکتا ہے اگر آپ میری طرف بھی ذرا سی توجہ فرمائیں تو میرا مقصد بھی حاصل ہو جائے۔

(148) آنانکہ غنی تر اند محتاج تر اند

جو لوگ زیادہ سیر چشم ہوتے ہیں وہی زیادہ محتاج رہتے ہیں۔

(149) انا ولا غیری

میں اور میرے سوا کوئی نہیں۔ جو شخص اپنے آگے کسی کی کچھ ہستی نہیں سمجھتا وہ اس قول کا مصداق ہوتا ہے۔

(150) انچہ بر خود نہ پسندی بہ دیگراں ہم مپسند

جو بات اپنے لیے پسند نہیں کرتے ہو دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو۔

(151) انچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابی بسیار

جو کام عقلمند کرتا ہے وہی بیوقوف بھی کرتا ہے مگر بہت خرابی کے بعد۔

(152) انچہ در دیگ است بچچہ می آید

جو کچھ دیگ میں ہے وہ چمچے میں آئے گا۔ یعنی اصلیت کہاں تک چھپے گی آخر ظاہر ہو کر رہے گی۔

(153) انچہ ما در کار داریم اکثرے در کار نیست

جو چیزیں ہمارے کام میں ہیں ان میں سے اکثر غیر ضروری ہیں۔

(دیکھو نمبر 486)

(154) انچہ ما کردیم با خود ہیچ نابینا نہ کرد

ہم نے اپنے ساتھ جو کچھ کیا ہے کسی اندھے نے بھی نہیں کیا۔ یعنی ہم نے اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی ماری ہے۔ اپنے حق میں آپ بُرائی کی ہے۔

(155) انچہ نصیب است بہم می رسد

جو قسمت میں ہوتا ہے وہ ضرور ملتا ہے۔

(156) اندرون قعر دریا تختہ بندم کردہٗ بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

تو نے مجھے ایک تختہ میں باندھ کر دریا کی گہرائی میں ڈال دیا ہے اور کہتا ہے کہ ہشیار رہ دامن نہ بھیگنے پائے۔ یہ شعر ایسے موقع پر لاتے ہیں جب سامان تو ایسے جمع کر دیے جائیں کہ کوئی شخص ایک کام کرنے پر مجبور ہو جائے اور پھر وہ اُسی کام سے روکا جائے۔

(157) آں دفتر را گاؤ خورد و گاؤ را قصاب برد

اس دفتر کو گائے کھا گئی اور گائے کو قصائی لے گیا۔ جب کوئی شخص کسی سے کوئی چیز مانگے اور وہ صاف انکار نہ کرے بلکہ ایسے عذر پیش کر دے جس سے نتیجہ یہی نکلتا ہو کہ وہ چیز نہیں مل سکتی تو یہ جملہ بولتے ہیں۔

(158) اندک اندک ہمی شود بسیار

تھوڑا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے۔

(159) اند کے جمال بہ از بسیاری مال

تھوڑا سا حسن بہت علم و دولت سے اچھا ہے۔

(160) آں را کہ بداد ند بداد ند بداد ند واں را کہ نداد ند نداد ند نداد ند

(کارکنان قضا و قدر نے) جس کو دیا دیا دیا۔ جس کو نہیں دیا نہیں دیا نہیں دیا۔ یعنی خدا جس کو دیتا ہے دیتا ہی چلا جاتا ہے اور جس کو نہیں دیتا کچھ بھی نہیں دیتا۔ اس شعر میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں بعض لوگ تو اتنے امیر ہیں کہ اُن کی دولت کی انتہا نہیں اور بعض ایسے مفلس ہیں کہ کوڑی پاس نہیں۔

(161) آں را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

جس کا حساب صاف ہے اُس کو جانچ کا کیا خوف۔

(162) آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

جس کو خبر ہوئی اُس کی خبر پھر نہ آئی۔ یعنی جس کو خدا کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے وہ خود گم ہو جاتا ہے۔ یعنی اُسے دنیا سے کوئی مطلب نہیں رہتا۔

(163) آں را کہ عقل بیش غمِ روزگار بیش

جس کو عقل زیادہ ہوتی ہے اُس کو غم بھی زیادہ ہوتا ہے۔

(164) انشاء اللہ

اگر خدا نے چاہا۔ جب کوئی شخص آئندہ زمانے میں کوئی کام کرنے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے تو یہ فقرہ استعمال کرتا ہے۔ اس سے اپنی بے بسی کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ یعنی اگر خدا نے چاہا تو میں ایسا کروں گا یا یہ کام ہوگا ورنہ میں کیا اور میرا ارادہ کیا۔

(165) انشاء اللہ تعالیٰ

اگر خدائے بزرگ نے چاہا (دیکھو فقرۂ ماقبل)

(166) انصاف شیوہ ایست کہ بالائے طاعت است

انصاف ایسی روش ہے کہ اس کا مرتبہ عبادت سے بھی بلند ہے۔

(167) آں صید کہ دیدی بہ کمند تو نیاید

وہ شکار جو تم نے دیکھا تھا تمہاری کمند میں نہ پھنسے گا۔ یعنی تمہاری فلاں خواہش پوری نہ ہوگی۔

(168) اُنظر اِلیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال

یہ دیکھو کہ کیا کہا یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا۔ یعنی جو بات سنو اُسے عقل

سے جانچو۔ اچھی ہو تو مان لو بُری ہو تو نہ مانو اور اس کا ذرا بھی خیال نہ کرو کہ اس بات کا کہنے والا کون ہے۔

(169) آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

وہ پیالہ ٹوٹ گیا اور وہ ساقی نہ رہا کسی گزشتہ جلسے کی یاد میں یا کسی گزری ہوئی اچھی حالت کا بیان کرتے وقت یہ مصرع اکثر پڑھتے ہیں۔

(170) آنکس کہ بداند و بداند کہ نداند اسپِ طرب خویش بہ افلاک رساند
وانکس کہ بداند و بداند کہ بداند او ہم خرک لنگ بہ منزل برساند
وانکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابدالد ہر بماند

جو شخص جانتا ہے اور جانتا ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں وہ اپنا خوشی کا گھوڑا آسمانوں تک پہنچا دیتا ہے۔ اور جو شخص جانتا ہے اور جانتا ہے کہ میں جانتا ہوں وہ بھی اپنا لنگڑا گدھا منزل تک پہنچا دیتا ہے۔ اور جو شخص نہیں جانتا ہے اور جانتا ہے کہ میں جانتا ہوں وہ ہمیشہ جہل مرکب میں مبتلا رہتا ہے۔ یعنی جو عالم اپنے کو جاہل سمجھتا ہے اس کا مرتبہ بہت بلند ہے اور جو عالم اپنے کو عالم سمجھتا ہے وہ بھی خیر غنیمت ہے اور جو جاہل اپنے کو عالم سمجھتا ہے وہ ہمیشہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہتا ہے۔ اس کو کبھی کچھ نہیں آتا۔

(171) آں کہ شیراں را کند روبہ مزاج احتیاج است احتیاج است احتیاج

وہ چیز جو شیروں کو لومڑی کی طرح بزدل بنا دیتی ہے ضرورت ہے ضرورت ہے ضرورت۔ یعنی عرض یا ضرورت وہ چیز ہے جو بڑے بڑے سرکشوں اور آن بان والوں کے بل نکال دیتی ہے۔

(172) انگشت کاسب کلید روزی است و دست بے ہنر کفچۂ گدائی

محنتی آدمی کی انگلی روزی کی کنجی ہے اور بے ہنر آدمی کا ہاتھ گدائی کا کفچہ یا بھیک کا ٹھیکرا ہے۔ یعنی جو آدمی محنت کرتا ہے اُس کے لیے روزی کا

دروازہ ہر جگہ کھلا ہوا ہے اور جو شخص کوئی کام نہیں جانتا اُسے بھیک مانگنا پڑتا ہے۔

(173) انگور زا انگور ہمی گیرد رنگ

انگور سے انگور رنگ پکڑتا ہے۔ یعنی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

(174) انّما الاعمال بالنیات

بیشک اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں (دیکھو نمبر 90)

(175) انّما الدّنیا متاعُ اللغرور

بیشک دنیا دھوکے کی پونجی ہے۔ یعنی دنیا صرف ایک دھوکہ ہے اس کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔

(176) آواز دُہل شنیدن از دور خوش است

ڈھول کی آواز سننا دور ہی سے اچھا ہے۔ جب کسی شخص یا کسی چیز سے بخوبی واقف ہوجانے کے بعد یہ حقیقت کھلتی ہے کہ ہم نے اُسے جس درجے کا سمجھا تھا حقیقت میں وہ اُس سے بہت کم ہے یا جب کسی کی شہرت کسی بات میں اصلیت سے زیادہ ہوجاتی ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔ اس فارسی قول کا ترجمہ بھی اردو میں یوں رائج ہے ''دور کے ڈھول سہانے''۔

(177) آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا

کتوں کے بھونکنے سے فقیر کی روزی کم نہیں ہوتی۔ یعنی لوگ لاکھ رکاوٹیں پیدا کریں جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

(178) آواز گدا رونقِ بازار کریم است

فقیر کی آواز سخی کے بازار کی رونق ہے۔ یعنی اگر فقیر نہ ہوں تو سخی کی

سخاوت ظاہر نہ ہو۔

(179) او بہ فکر عجب و من بہ خیال عجبے

وہ عجیب فکر میں ہے اور میں عجب خیال میں ہوں۔ یعنی ہم کسی اور تاک میں ہیں اور وہ کسی اور گھات میں ہے۔

(180) او خویشتن گم است کرا رہبری کند

وہ خود بھٹکا ہوا ہے کسی کو راستہ کیا بتائے گا۔

(181) او سبق ہرگز نہ گیرد آنکہ بنیادش بدست
تربیت نااہل راچوں گردگاں برگنبد است

جس کی فطرت خراب ہے وہ کوئی اچھا اثر قبول نہیں کرتا نالائق کو تعلیم دینا گنبد پر اخروٹ رکھنا ہے یعنی جس طرح گنبد پر اخروٹ ٹھہر نہیں سکتا اسی طرح نااہل پر تعلیم کا اثر باقی نہیں رہ سکتا۔

(182) اوقات مکن ضائع و تنہا بنشیں

اوقات ضائع نہ کر اور تنہا بیٹھ۔ یعنی بیکار باتوں میں وقت ضائع کرنے سے تنہا بیٹھے رہنا اچھا ہے۔

(183) اولاً نداف بودم بعد ازاں گشتیم شیخ
غلّہ چوں ارزاں شود امسال سیّد می شوم

میں پہلے دُھنیا تھا اُس کے بعد شیخ ہوا۔ اگر غلّہ سستا ہو گیا تو اس سال سید ہو جاؤں گا۔ جب کوئی ادنیٰ طبقے کا آدمی دولت مند ہو جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا شمار عالی خاندان لوگوں میں ہونے لگے اور وہ خود یا دوسرے لوگ اس کے نام کے ساتھ کوئی اعزازی لفظ مثلاً ''شیخ'' یا ''سید'' وغیرہ لگانے لگتے ہیں تو یہ قول نقل کیا جاتا ہے۔ اکثر اس شعر کا صرف دوسرا مصرع پڑھتے ہیں۔

(184) اوّل اندیشہ وانگہے گفتار

پہلے سوچنا پیچھے کہنا۔ یعنی جو بات کہو سوچ سمجھ کے کہو۔

(185) اوّل بہ آخر نسبتے دارد

اول کو آخر سے کچھ تعلق ہوتا ہے۔ جب کسی کام کا انجام وہی ہوتا ہے جس کی امید اس کے آغاز سے کی گئی تھی تو یہ جملہ بولتے ہیں۔

(186) اوّل خویش بعدہٗ درویش

پہلے خود اس کے بعد فقیر۔ مطلب یہ کہ انسان پہلے اپنی اور اپنوں کی فکر کرتا ہے اس کے بعد غیروں کی۔

(187) اوّل شب می کشد مفلس چراغ خانہ را

غریب آدمی اپنے گھر کا چراغ رات کے ابتدائی حصے ہی میں بُجھا دیتا ہے۔

(188) اوّل طعام بعدہٗ کلام

پہلے کھانا پیچھے باتیں۔ بھوک کی حالت میں لوگ یہ فقرہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ پہلے کھانا کھالیں اس کے بعد باتیں کریں گے۔

(189) اہانت العبد اہانت المولیٰ

غلام کی توہین آقا کی توہین ہے۔

(190) آہستہ خرام بلکہ مخرام زیر قدمت ہزار جان است

آہستہ چل بلکہ بالکل نہ چل۔ تیرے قدم کے نیچے ہزاروں جانیں ہیں۔

(191) آہستہ لب بجنباں دیوار گوش دارد

آہستہ ہونٹ ہلاؤ دیوار کے کان ہیں۔ یعنی جو باتیں تم پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔ وہ بہت آہستہ کہو ممکن ہے کہ کہیں آڑ میں کوئی چھپا ہوا سن رہا ہو۔

(192) آہن بہ آہن تواں کرد نرم

لوہا لوہے سے نرم کیا جا سکتا ہے۔ یعنی سخت آدمی سخت ہی آدمی سے دبتا ہے۔

(193) آہن سرد کوفتن

ٹھنڈا لوہا پیٹنا۔ یعنی ایسی کوشش کرنا جس کا نتیجہ کچھ نہ ہو۔

(194) آئینہ بدست زنگی

حبشی کے ہاتھ میں آئینہ۔ جب کسی کو کوئی ایسی چیز مل جائے جس سے اس پر اپنے عیب ظاہر ہو جائیں تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(195) آئینہ داری در مجلس کوراں

اندھوں کی محفل میں آئینہ دکھانا۔ یعنی ایسی جگہ کوئی کمال دکھانا جہاں اس کا سمجھنے والا اور قدر کرنے والا کوئی نہ ہو۔

(196) آئینہ عیب پوش سکندر نمی شود

آئینہ سکندر کے عیب نہیں چھپاتا۔ یعنی صاف گو لوگ بڑے بڑوں کے عیب اُن کے منہ پر کہہ دیتے ہیں۔ (دیکھو نمبر 693)

(197) ایاز قدر خویش بہ شناس

اے ایاز اپنی قدر پہچان۔ جب کوئی شخص اپنی ہستی کو بھول جاتا ہے یا اپنی حیثیت سے بڑھ کر کوئی بات کہتا ہے تو یہ جملہ بولتے ہیں۔ (ایاز سلطان محمود غزنوی کا سرچڑھا غلام تھا)۔

(198) اے آمدنت باعث آبادی ما

تمہارا آنا ہمارے یہاں آبادی کا باعث ہے۔ اس مصرع سے مہمان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

(199) اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

اے بادِ صبا یہ سب تیرا ہی لایا ہوا ہے۔ جب کسی کی طرف اشارہ کر کے

یہ کہنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ سارا فساد اس کی ذات کا ہے تو یہ مصرع استعمال کرتے ہیں۔

(200) اے بسا ابلیس آدم روے تست

آدمی کی شکل کے شیطان بہت ہیں۔ یعنی ایسے لوگ بہت ہیں جو صورت میں تو انسان ہیں مگر سیرت میں شیطان ہیں۔

(201) اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

افسوس کتنی آرزوئیں خاک ہوگئیں یعنی پوری نہ ہوسکیں۔

(202) اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

بہت سے خرقے آگ کے مستحق یعنی جلا دینے کے قابل ہوتے ہیں۔ خرقہ درویشوں کی پوشاک ہے۔ مراد یہ ہے کہ بہت سے لوگ صوفیوں اور درویشوں کی پوشاک پہن کر دنیا کو دھوکا دیتے ہیں۔ وہ اپنے کو خدارسیدہ اور تارک الدنیا ظاہر کرتے ہیں مگر حقیقت میں دنیاداروں سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔

(203) اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

اے میرے ذہن کی تیزی تو میرے لیے بلا ہوگئی۔ یہ اُس وقت کہتے ہیں جب کسی کو اپنی طبیعت کی تیزی سے کوئی تکلیف یا نقصان پہنچ جاتا ہے۔

(204) اے زبردست زیردست آزار گرم تا کے بماند ایں بازار

اے کمزوروں کو ستانے والے زبردست! یہ بازار کب تک گرم رہے گا؟ مطلب یہ ہے کہ کوئی کتنا ہی طاقت یا اختیار والا کیوں نہ ہو اگر وہ کمزوروں اور غریبوں کو ستانے پر کمر باندھ لے گا تو کبھی نہ کبھی اس کا زور ضرور ڈھے جائے گا۔

(205) اے زر تو خدا نہ ولیکن بہ خدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

اے دولت تو خدا نہیں ہے مگر خدا کی قسم ستار عیوب (عیبوں کو چھپانے والی) اور قاضی الحاجات (ضرورتوں کو پورا کرنے والی) ہے۔ ستار عیوب اور قاضی الحاجات خدا کے مخصوص اوصاف ہیں۔

(206) اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

اے فرصت سے بے خبر جو کچھ کرنا ہو جلد کر لے۔

(207) اے گل بتو خرسندم تو بوے کسے داری

اے پھول میں تجھ سے خوش ہوں تجھ سے کسی کو بو آتی ہے۔ یہ مصرع اُس وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کسی چیز یا کسی شخص سے اس لیے محبت ہوتی ہے کہ وہ کسی کی یادگار ہے۔

(208) ایلچی را چہ زوال

ایلچی کو کیا زوال۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کے پاس کسی دوسرے کا پیغام لے جاتا ہے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا وہ پیغام کتنا ہی بُرا کیوں نہ ہو۔ کیونکہ پیغام کی اچھائی برائی کا ذمہ دار تو وہ ہے جس نے پیغام بھیجا نہ کہ وہ جو پیغام لے گیا۔

(209) ایلچی را زوال نیست

ایلچی کو زوال نہیں (دیکھو فقرۂ ماقبل)

(210) اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز

کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

اے بلبل پروانے سے عشق سیکھ کہ وہ جل مرا مگر اُف تک نہ کی۔

(211) ایں خانہ تمام آفتاب است

یہ گھر کا گھر آفتاب ہے۔ یعنی فلاں خوبی یا فلاں عیب اس گھر کے سب

لوگوں میں موجود ہے۔

(212) ایں خیال است ومحال است وجنوں

یہ خیال ہے اور محال اور جنون ہے۔ یہ اس وقت کہتے ہیں جب کوئی دوراز عقل بات کہتا ہے یا اَن ہونی بات کی اُمید کرتا ہے۔

(213) ایں دست رامباد بآں دست احتیاج

خدا نہ کرے کہ یہ ہاتھ اُس ہاتھ کا محتاج ہو۔ یعنی دوسروں کا محتاج ہونا درکنار اگر اپنا ہی ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کا محتاج ہو تو یہ بھی بُرا ہے۔

(214) ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمیں باد

میں یہ دعا کرتا ہوں اور تمام دنیا آمین کہے۔ کوئی دعا کرنے کے بعد یہ مصرع پڑھتے یا لکھتے ہیں۔

(215) ایں دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ

اس بے معنی دفتر کو شراب خالص میں ڈبو دینا ہی بہتر ہے۔ یعنی یہ تحریر بالکل لغو اور مہمل ہے، اس قابل نہیں کہ اس کی طرف ذرا بھی توجہ کی جائے۔

(216) ایں را بہ کسے گو کہ ترا نشناسد

یہ بات اُس سے کہہ جو تجھ کو پہچانتا نہ ہو۔ یعنی ہم تم کو خوب جانتے ہیں اور تمہارے فریب میں نہیں آسکتے۔

(217) ایں رسم قدیم است کہ مرغان چمن سیر
حالِ دل مرغانِ گرفتارندانند

یہ پرانا دستور ہے کہ چمن میں سیر کرنے والی چڑیاں قیدی چڑیوں کے دل کا حال نہیں جانتیں۔ یعنی جو آرام سے بسر کرتے ہیں وہ مصیبت زدوں کا حال نہیں جانتے۔

(218) ایں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

جس راستے پر تم جا رہے ہو یہ ترکستان کو جاتا ہے۔ یعنی جو طریقہ تم نے اختیار کیا ہے اس سے تمہارا مقصد حاصل نہ ہوگا۔

(219) ایں زر قلب بہ ہر کس کہ دہی باز آید/ دہد

یہ کھوٹا سونا جس کو دو گے واپس کر دے گا۔

(220) ایں سعادت بہ زور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جب تک خداوند کریم عطا نہ کرے کوئی خود یہ سعادت حاصل نہیں کر سکتا۔

(221) ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

تم نے یہ کام کیا اور مرد یہی کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص کوئی بڑا کام کرتا ہے تو اُس کی تعریف میں اور اگر بُرا کام کرتا ہے تو طنز کے طور پر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(222) ایں کہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

خداوند یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں جاگتے میں دیکھ رہا ہوں یا سوتے میں۔ اکثر جب کوئی اچھی بات خلاف اُمید ہو جاتی ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(223) ایں گل دیگر شگفت

یہ دوسرا پھول کھلا۔ یعنی فلاں بات تو ہو ہی چکی تھی یہ ایک نئی بات اور ہوئی۔

(224) ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

لوگ کہتے ہیں کہ جوان مر گیا یہ بڑا غمناک واقعہ ہے۔ یہ مصرع کسی جوان آدمی کی موت کی خبر سن کر پڑھتے ہیں۔

(225) ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

عاشقی میں جہاں اور غم ہیں وہاں ایک یہ بھی سہی۔ یہ قول ایسے موقعوں پر نقل کیا جاتا ہے جہاں کچھ مصیبتیں پہلے سے موجود ہوں اور کوئی تازہ مصیبت اور آپڑے۔

(226) ایں ہم برسرِ الم

جہاں اور مصیبتیں تھیں وہاں یہ بھی سہی۔

(227) ایں ہم غنیمت است

اتنا بھی غنیمت ہے۔

(228) اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

تو نے مجھ کو خوش کیا خدا تجھ کو خوش رکھے۔

(229) با ادب باش تا بزرگ شوی

باادب رہو تاکہ بزرگ ہوجاؤ۔ یعنی تم دوسروں کا ادب کروگے تو لوگ تمہارا بھی ادب کریں گے۔

(230) باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

باادب آدمی خوش نصیب ہے اور بے ادب آدمی بدنصیب ہے۔

(231) بآب زمزم وکوثر سفید نتواں کرد گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

جس شخص کے نصیب کی کملی سیاہ بُنی گئی ہے وہ زمزم اور کوثر کے پانی سے بھی سفید نہیں ہوسکتی۔ یعنی قسمت کی برائی کوشش سے دور نہیں ہوسکتی۔ (زمزم مکہ کے ایک چشمے کا نام ہے جس کا پانی متبرک سمجھا جاتا ہے۔ کوثر بہشت کی ایک نہر کا نام ہے۔)

(232) با تنک ظرفاں نشستن عمر ضائع کردن است

اوچھی طبیعت والوں میں بیٹھنا عمر ضائع کرنا ہے۔

(233) باخدا کاراست مارا ناخدا درکار نیست

ہم کو خدا سے کام ہے ناخدا کی ضرورت نہیں۔ یعنی ہم کو خدا کے سوا کسی کی مدد نہیں چاہیے (ناخدا = ملّاح)

(234) با درد کسے رسد کہ درد ے دارد

ہمدردی وہی کرتا ہے جو خود تکلیف میں ہوتا ہے۔

(235) با دُرد کشاں ہر کہ در افتاد بر اُفتاد

تلچھٹ پینے والوں سے جو اُلجھا وہ گرا۔ رندوں اور آزادوں سے جو اُلجھا ذلیل ہوا۔

(236) بادوستاں تلطّف بادشمناں مدارا

دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ نرمی (دیکھو نمبر 57)

(237) بادہ نوشیدن و ہشیار نشستن سہل است
گر بدولت برسی مست نگروی مردی

شراب پی کے ہوشیار بیٹھنا تو آسان ہے۔ اگر دولت پا کے ہوش میں رہو تو البتہ مرد ہو (دیکھو نمبر 954)

(238) باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید در شورہ بوم خس

بارش کی فطری صفائی و پاکیزگی سے کسی کو انکار نہیں لیکن باغ میں لالہ اُگتا ہے اور ادسر زمین میں گھاس پھوس۔ یعنی جیسی جس کی فطرت ہوتی ہے ویسا ہی اثر وہ ہر بات سے لیتا ہے۔

(239) بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم

بارہا کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں۔

(240) بارے بہ ہیچ خاطر خود شادمی کنم

خیر، کسی طرح اپنے دل کو خوش کر لیتا ہوں۔

(241) بازار مصطفےٰ خریدار خدا

بازار مصطفےٰ کا اور خریدار خدا۔ اردو میں اس فقرے کو اُس محل پر نقل کرتے ہیں جب یہ کہنا ہوتا ہے کہ تم فلاں چیز کو لے کر بازار میں جا بیٹھو کوئی نہ کوئی خریدار آ ہی جائے گا۔

(242) باز گردد باصل خود ہر چیز

ہر چیز اپنی اصلیت کی طرف پلٹتی ہے۔

(243) باز گو از نجد و از یاران نجد

نجد اور نجد والے دوستوں کا ذکر پھر کرو۔ یاران نجد سے کوئی گزری ہوئی صحبت مراد ہوتی ہے (نجد ملک عرب کے اس علاقہ کا نام ہے جس میں مجنوں رہتا تھا)۔

(244) بازی بازی باریش بابا ہم بازی

کھیلتا ہے کھیلتا ہے باپ کی ڈاڑھی سے بھی کھیلتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے سے بڑے رُتبے والے کے ساتھ تمسخر کرتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(245) باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ

جس کا دل سیاہ ہو اُس کو نصیحت کرنے سے کیا فائدہ۔ (ایک عام خیال ہے کہ گناہوں کی کثرت سے دل سیاہ ہو جاتا ہے)۔

(246) باقی داستان فردا شب

باقی داستان کل رات کو۔ جب کوئی شخص کسی طولانی قصہ کا کچھ حصہ دوسرے وقت یا دوسرے دن کے لیے اُٹھا رکھتا ہے تو یہ قول نقل کرتا ہے۔

(247) با کہ وفا کرد کہ با ما کند

اُس نے کس کے ساتھ وفا کی ہے کہ ہمارے ساتھ کرے گا۔

(248) با گرسنگی قوت پرہیز نماند افلاس عنان از کفِ تقویٰ بستاند

بھوک کے ساتھ پرہیز کی قوت باقی نہیں رہتی۔ افلاس پرہیزگاری کے ہاتھ سے باگ لے لیتا ہے۔ یعنی مفلسی میں پرہیزگار رہنا اور گناہ سے بچنا مشکل ہے۔

(249) بالاتر از سیاہی رنگ دگر نباشد

سیاہی سے بہتر کوئی اور رنگ نہیں ہے۔

(250) باللہ العظیم

قسم ہے خدائے بزرگ کی۔

(251) با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

مسلمان کے ساتھ اللہ اللہ اور برہمن کے ساتھ رام رام۔ یہ مصرع اُن لوگوں کے لیے پڑھا جاتا ہے جن کا طریقہ یہ ہے کہ جس رنگ کے لوگوں میں بیٹھتے ہیں وہی رنگ خود اختیار کر لیتے ہیں۔ کبھی کبھی اس مصرع سے بے تعصبی کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

(252) باہمیں مردماں بباید ساخت

انھیں لوگوں میں بسر کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب اکثر یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ اچھے ہوں یا بُرے گزر انھیں کے ساتھ کرنا ہے۔

(253) باہیچ دلاور سپر تیر قضا نیست

کسی بہادر کے پاس تیر قضا کی سپر نہیں ہے۔ یعنی حکم الٰہی ٹل نہیں سکتا۔ قانون قدرت بدل نہیں سکتا (قضا = حکم خدا یا قانون قدرت)۔

(254) باید متاع نیکو از ہر دکاں کہ باشد

اچھا مال چاہیے کسی دوکان کا ہو۔

(255) ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

راستے کا فاصلہ دیکھو تو کہاں سے کہاں تک ہے۔ یہ اُس موقعے پر بولتے ہیں جب دو چیزوں میں کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔

(256) بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

مظلوموں کی آہ سے ڈرو کیونکہ جب وہ دعا کرتے ہیں تو قبولیت درگاہ الٰہی سے اس دعا کے استقبال کے لیے آتی ہے۔ یعنی مظلوم کی دعا خدا قبول کر لیتا ہے۔

(257) بخت کہ برگردد اسپ تازی خر گردد

جب مقدر پلٹ جاتا ہے تو تازی گھوڑا گدھا ہو جاتا ہے۔ یعنی جب کسی کے بُرے دن آتے ہیں تو اچھی چیزیں بُری ہو جاتی ہیں۔

(258) بخیل بود زاہد بحر و بر بہشتی نباشد بحکمِ خبر

کنجوس آدمی اگر خشکی و تری میں یعنی دنیا بھر میں سب سے بڑا زاہد ہو تو بھی حدیث کی رو سے اُس کو بہشت نصیب نہ ہوگی۔

(259) بد است مرگ ولے بدتر از گمان تو نیست

موت بُری ہے مگر تیرے گمان سے زیادہ بُری نہیں ہے۔ یعنی تو انتہا درجے کا بدگمان ہے۔

(260) بدگہر با کسے وفا نہ کند

بداصل یعنی کمینہ آدمی کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتا۔

(261) بدنام کنندۂ نکونامے چند

چند نیک ناموں کو بدنام کرنے والا۔ جب کوئی اچھے خاندان میں کوئی نالائق پیدا ہو جاتا ہے اور لوگ اُس خاندان کی عظمت کی بنا پر اُسے بھی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو واقف حال لوگ یہ مصرع پڑھتے ہیں اور جب کسی معزز خاندان کے کسی شخص کی عزت یا تعریف اس کے خاندانی اعزاز کی بنا پر کرتے ہیں تو وہ شخص اظہار انکسار کے لیے یہ مصرع پڑھتا ہے۔

(262) بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

لالچ عقلمند کی آنکھ سی دیتا ہے۔ یعنی لالچ میں پڑ کر عقلمند آدمی بھی بُرے بھلے میں تمیز نہیں کر سکتا۔

(263) براتِ عاشقاں بر شاخ آہو

عاشقوں کا حصہ ہرن کے سینگ پر۔ مراد یہ ہے کہ عاشقوں کے مقدر میں محرومی ہے۔

(264) براحتے نہ رسید آں کہ محنتے نہ کشید

جس نے تکلیف نہیں اُٹھائی وہ راحت تک نہیں پہنچا۔ یعنی اگر آرام کرنا چاہتے ہو تو محنت کرو۔

(265) براہ او چہ در بازیم نے دینے نہ دنیائے
دلے داریم واندوہے سرے داریم وسودائے

میں اس کی راہ میں کیا لٹاؤں نہ دین ہے نہ دنیا ہے۔ ایک دل ہے اور اندوہ ہے ایک سر ہے اور سودا ہے۔

(266) برایں زیستم ہم برایں بگزرم

میں اسی پر زندہ رہا اور اسی پر مروں گا۔ یعنی میرا خیال عقیدہ یا شیوہ تمام

عمر یہی رہا اور مرتے دم تک یہی رہے گا۔

(267) برایں عقل و دانش بباید گریست

اس عقل اور اس سمجھ پر رونا چاہیے۔ جب کسی سے کوئی بیوقوفی سرزد ہوتی ہے تو یہ مصرع پڑھ دیتے ہیں۔

(268) برایں مژدہ گر جاں فشانم رواست

اگر اس خوش خبری پر میں اپنی جان نثار کردوں تو مناسب ہے۔ کوئی بڑی اچھی خبر سن کر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(269) برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر

رکھ چھوڑنے کے لیے کیا پتھر کیا سونا۔ یعنی روپیہ اگر صرف کیا جائے تو اس سے ہر طرح کے عیش اور فائدے اُٹھائے جاسکتے ہیں۔ اور اگر جمع رکھا جائے تو بالکل بیکار ہے۔ اس حالت میں اشرفیوں کا انبار اور کنکر پتھر کا ڈھیر برابر ہے۔

(270) برخیز و عزم جزم بہ کار صواب کن

اُٹھ اور نیک کام کا پختہ ارادہ کر۔

(271) بر رسولاں بلاغ باشد و بس

ایلچیوں کا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے۔ اس مصرع سے اکثر یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم نیک صلاح دے کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے اب ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے۔

(272) بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر   ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

زبان پر خدا کی تعریف اور دل میں بیل گدھا۔ اس طرح خدا کی تعریف کرنے کا کیا اثر ہوسکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صرف زبان سے خدا کی حمد کرنا کافی نہیں ہے دل کو بھی خدا کی طرف متوجہ کرنا چاہیے۔ زیادہ تر

اس شعر کا صرف پہلا مصرع نقل کرتے ہیں۔

(273) برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد

آدم زاد کے سر پر جو مصیبت پڑتی ہے وہ آخر گزر جاتی ہے۔ یعنی کوئی مصیبت ایسی نہیں جو ہمیشہ باقی رہے۔

(274) برصراطِ مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

اے دل سیدھے راستے پر کوئی گمراہ نہیں ہوتا۔ یعنی جو سیدھی راہ چلتا ہے وہ راستہ نہیں بھولتا۔ منزل پر ضرور پہنچ جاتا ہے۔ جو حصول مقصد کے صحیح ذریعے اختیار کرتا ہے وہ ضرور کامیاب ہوتا ہے۔

(275) برعکس نہند نامِ زنگی کافور

لوگ کیا اُلٹی باتیں کرتے ہیں کہ حبشی کا نام کافور رکھتے ہیں۔ حبشی بالکل سیاہ ہوتا ہے اور کافور بالکل سفید۔ یہ مصرع اس محل پر لاتے ہیں جب کسی کی طرف ایسے اوصاف منسوب کیے جائیں جن کے برعکس صفتیں اُس میں موجود ہوں۔

(276) برکریماں کارہا دشوار نیست

اہل کریم کے نزدیک بڑے بڑے کام بھی مشکل نہیں۔ اس مصرع سے مراد یہ ہوتی ہے کہ کرم والوں کے لیے دوسروں کی مشکل آسان کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔

(277) برگ درختاں سبز درنظر ہوشیار
ہر ورقے دفترے ست معرفتِ کردگار

عقلمندوں کی نگاہ میں سبز درختوں کا ہر پتہ خدا کی معرفت کے دفتر کا ایک ورق ہے۔ یعنی عقلمند آدمی دنیا کی ذرا ذرا سی چیز سے خدا کی

معرفت حاصل کر لیتے ہیں۔

(278) برگ سبز است تحفۂ درویش

سبز پتّی فقیر کا تحفہ ہے۔ اکثر پان دیتے وقت یہ مصرع پڑھتے ہیں۔ منشا یہ ہوتا ہے کہ ہم اور کس قابل ہیں ہمارے پاس جو حقیر ہدیہ موجود ہے وہ حاضر ہے۔

(279) بر مخنث سلاح جنگ چہ سود

ہیجڑے کو جنگ کے ہتھیار لگانے سے کیا فائدہ (اس کے دل میں بہادری تو پیدا ہو ہی نہیں سکتی)۔

(280) بر مزارِ ما غریباں نے چراغے نے گلے
نے پرِ پروانہ سوزد نے صدائے/سراید بلبلے

ہم غریبوں کی قبر پر نہ کوئی چراغ ہے نہ کوئی پھول ہے نہ یہاں پروانے کا پَر جلتا ہے نہ بلبل کی آواز آتی ہے۔ اس شعر سے کسی قبر کی بیکسی دکھاتے ہیں (کہتے ہیں کہ یہ شعر زیب النسا نے اپنی قبر پر لکھوایا تھا)

(281) بر من منگر بر کرمِ خویش نگر

مجھ کو نہ دیکھ اپنے کرم کو دیکھ۔ یعنی تو اس بات پر غور نہ کر کہ میں کرم کا مستحق ہوں یا نہیں بلکہ یہ خیال کر کہ تو اتنا بڑا کریم ہے۔ ایک میں ہی تیرے کرم سے کیوں محروم ہو جاؤں۔ جب کسی کے سامنے کوئی غرض پیش کی جاتی ہے اور یہ بھی کہنا مقصود ہوتا ہے کہ میں حقیقۃً کسی مہربانی کا مستحق نہیں ہوں تو یہ مصرع استعمال کیا جاتا ہے۔

(282) برو ایں دام بر مرغ دگر نہ   کہ عنقا را بلند است آشیانہ

جا یہ جال کسی دوسری چڑیا کے لیے لگا کہ عنقا کا آشیانہ بہت اونچا ہے (وہ اس جال میں پھنس نہیں سکتا) مطلب یہ ہے کہ جاؤ یہ چال کسی اور

سے چلو میں تمہارے فریب میں نہیں آسکتا)۔

(283) برہمانیم کہ ہستیم و ہماں خواہد بود

ہم اسی بات پر قائم ہیں جس پر ہیں اور یہی ہوگا۔ یعنی ہماری جو حالت تھی وہی ہے اور وہی رہے گی۔

(284) بزرگاں خردہ برخرداں نگیرند

بڑے اپنے چھوٹوں پر نکتہ چینی نہیں کرتے ہیں۔

(285) بزرگش نخوانند اہل خرد   کہ نامِ بزرگاں بزشتی برد

جو شخص بزرگوں کا نام بری طرح لیتا ہے اُس کو عقلمند لوگ بزرگ نہیں سمجھتے ہیں۔

(286) بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال

بزرگی عقل سے ہے نہ کہ سن سے۔ یعنی بزرگ وہ ہے جو عقلمند زیادہ ہو نہ کہ وہ جس کی عمر زیادہ ہو۔

(287) بسفر رفتنت مبارک باد   بہ سلامت روی و باز آئی

تم کو سفر کرنا مبارک ہو۔ سلامتی کے ساتھ جاؤ اور واپس آؤ۔ جب کوئی عزیز یا دوست سفر کرنے لگتا ہے تو یہ شعر یا اس کا کوئی مصرع پڑھتے ہیں۔

(288) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رحیم اور بخشش کرنے والے خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) مسلمان لوگ کسی کام کے شروع کرتے وقت یہ جملہ کہتے ہیں۔

(289) بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

عقل حیرت کے مارے جل گئی کہ یہ کیا عجیب بات ہے۔ کوئی حیرت خیز

بات دیکھ کر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(290) بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ایک ناتجربہ کار آدمی کو تجربہ کار بننے کے لیے بہت سفر کرنا چاہیے۔

(291) بشہر خویش ہر کس شہر یار است

اپنے شہر میں ہر شخص بادشاہ ہے۔ اردو میں ایک مثل ہے ''اپنے دروازے پر کتا شیر ہوتا ہے۔''

(292) بعد از خرابی بصرہ

بصرہ کی تباہی کے بعد۔ جب کوئی کام بہت خرابیوں کے بعد انجام پاتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(293) بقدرِ مال باشد سر گرانی

جتنی دولت ہوتی ہے اتنی ہی فکر ہوتی ہے۔

(294) بقدرِ ہر سکوں راحت بود بنگر تفاوت را
دویدن رفتن استادن نشستن خفتن و مردن

جتنا سکون زیادہ ہوتا ہے اُتنا ہی آرام زیادہ ملتا ہے۔ دوڑنے، چلنے، کھڑے رہنے، بیٹھنے، سونے اور مرنے کے فرق کو دیکھو۔

(295) بقول شخصے

کسی شخص کے قول کے مطابق۔ جب کسی دوسرے آدمی کا قول نقل کرتے ہیں تو یہ فقرہ لاتے ہیں۔

(296) بَقِیَۃُ السَّیف

تلوار سے بچے ہوئے۔ کسی شکست کھائی ہوئی فوج کے جتنے سپاہی زندہ بچ جاتے ہیں وہ ''بَقِیَۃُ السَّیف'' کہلاتے ہیں۔

(297) بگفتن آتش دہن نہ سوزد

آگ کہنے سے منہ نہیں جلتا۔ یعنی مضرت رساں چیز کا نام لینے سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

(298) بلائے طویلہ بر سر میموں

طویلے کی بلا بندر کے سر۔ اسی محل کے لیے اردو کی ایک مثل ہے ''کرجائے ڈاڑھی والا پکڑا جائے مونچھوں والا۔''

(299) بلبلا مژدۂ بہار بیار   خبر بد بہ بوم شوم گزار

اے بلبل بہار کی خوشخبری لا۔ بری خبر منحوس اُلو کے لیے چھوڑ دے۔

نوٹ: اُلو کا بولنا کسی بُری خبر کا پیش خیمہ سمجھا جاتا ہے۔

(300) بلقماں حکمت آموزی چہ حاجت

لقمان کو حکمت سکھانے کی کیا ضرورت۔ پڑھے ہوئے کو پڑھانے اور سیکھے ہوئے کو سکھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ مصرع اکثر اس معنی میں نقل کرتے ہیں کہ ''آپ خود سمجھ دار ہیں آپ کو سمجھانے کی ضرورت نہیں۔''

(301) بلے خود کردہ را درماں نباشد

ہاں اپنے کیے کا کوئی علاج نہیں۔

(302) بلے کے کارگر باشد سنان خار بر خارا

ہاں کانٹے کی نوک پتھر پر کب اثر کرتی ہے۔ یعنی جن لوگوں میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ ان پر صحبت یا نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔

(303) بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد

ہاں میوے سے میوہ رنگ پکڑتا ہے۔ یعنی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

(304) بمرگش بگیر تا بہ تپ راضی آید/شود

اُسے موت کی دھمکی دو تا کہ بخار پر راضی ہو جائے یعنی اگر کسی کو کسی مشکل بات پر راضی کرنا ہو تو اس سے زیادہ دشوار بات پر اُسے مجبور کرو اس طرح پہلی بات مشکل نہ معلوم ہوگی اور وہ آسانی سے اُس پر آمادہ ہو جائے گا۔

(305) بمطلب می رسد جویاے کام آہستہ آہستہ
زور یا می کشد صیّاد دام آہستہ آہستہ

جو شخص کسی مقصد کی جستجو میں ہوتا ہے وہ آہستہ آہستہ اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ ماہی گیر دریا سے جال آہستہ آہستہ کھینچتا ہے۔ یعنی صبر و استقلال کے ساتھ کوشش کرنے سے آدمی رفتہ رفتہ اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے اور جلدی کرنے سے کام بگڑ جاتا ہے۔

(306) بندگی باید پیمبر زادگی در کار نیست

بندگی چاہیے پیمبر زادگی کی ضرورت نہیں۔ یعنی ہمیں کام کا آدمی چاہیے ہم کو اس کے عالی خاندان ہونے سے کچھ سروکار نہیں۔

(307) بندگی بیچارگی

نوکری بیچارگی ہے۔ یعنی مجبوری اور بے اختیاری نوکری کا لازمہ ہے۔

(308) بندۂ عشق شُدی ترک نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اے جامی تو عشق کا بندہ ہو گیا ہے اب اپنے نسب کو بھول جا کیونکہ اس راہ میں فلاں ابن فلاں ہونا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ یعنی عشق کی دنیا میں وضیع و شریف امیر و غریب سب ایک ہیں۔

(309) بنگر کہ چہ میگوید و منگر کہ می گوید

یہ دیکھو کہ کیا کہتا ہے یہ نہ دیکھو کہ کون کہتا ہے۔ یعنی تم سے جو بات کہی جائے اُسے عقل پر جانچو کہ وہ اچھی ہے یا بُری۔ اگر اچھی ہو تو مان لو چاہے کسی چھوٹے سے چھوٹے یا جاہل سے جاہل نے کہی ہو اور اگر بُری ہو تو ہرگز نہ مانو چاہے کسی بڑے سے بڑے عالم نے کہی ہو۔ یہ مصرع ایک عربی قول کا ترجمہ ہے (دیکھو نمبر 168)

(310) بہ نیم بیضہ کہ سلطاں ستم روا دارد زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

اگر بادشاہ آدھے انڈے کے لیے ظلم جائز رکھے تو اس کے لشکر والے ہزار چڑیاں بھون کر کھا جائیں۔ یعنی بادشاہ کو چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی عدل و انصاف کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اگر وہ ذرا سا ظلم روا رکھے گا تو اس کے ماتحت عمال بہت ظلم کرنے لگیں گے۔

(311) بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن

ایک ہی پیشہ کے لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہوتے ہیں۔

(312) بوسہ بہ پیغام راست نیاید

پیغام سے بوسہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ کچھ کام ایسے ہیں جو اصالتاً ہی کیے جاسکتے ہیں۔

(313) بوقت تنگ دستی آشنا بیگانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

مفلسی کے زمانے میں دوست غیر ہوجاتے ہیں۔ جب صراحی خالی ہوجاتی ہے تو پیمانہ الگ ہوجاتا ہے۔ دوسرا مصرع صرف مثال کے طور پر ہے۔

(314) بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من اندازِ قدت را می شناسم

چاہے جس رنگ کا لباس پہن لے میں تیرے قد کے انداز کو پہچانتا ہوں۔ یعنی لباس کا رنگ بدل دینے سے تو مجھ سے نہیں چھپ سکتا۔ جب کوئی شخص فریب یا کسی دوسرے کے نام سے کوئی کام کرنا چاہتا ہے اور کسی پر حقیقت کھل جاتی ہے تو وہ یہ شعر پڑھتا ہے۔

(315) بہر زمیں کہ رسیدیم آسماں پیداست

ہم جس سرزمین پر پہنچے وہاں آسمان کو موجود پایا۔ آسمان مصیبتوں اور تکلیفوں کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا اس مصرع کا مفہوم یہ ہوا کہ ہم جہاں کہیں گئے وہیں مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

(316) بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد

جس کام کے لیے ہمت باندھ لی جائے تو اگر کانٹا ہو تو گلدستہ ہو جاتا ہے۔ یعنی ہمت باندھ لینے سے ہر مشکل اور تکلیف دہ کام آسان اور خوشگوار ہو جاتا ہے۔

(317) بہر یک گل منتِ صد خار می باید کشید

ایک پھول کے لیے سو کانٹوں کا احسان اُٹھانا پڑتا ہے۔ یعنی ایک خواہش پوری کرنے کے لیے سیکڑوں باتیں اپنی خواہش کے خلاف کرنا پڑتی ہیں اور ایک مقصد حاصل کرنے میں سیکڑوں دقتیں پیش آتی ہیں۔

(318) بہشت آنجا کہ آزارے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

بہشت وہیں ہے جہاں کوئی تکلیف نہ ہو اور کسی کو کسی سے سروکار نہ ہو۔

(319) بہ ہنگام سختی مشو نا اُمید کز ابرِ سیہ بارد آبِ سپید

سختی کے وقت نا اُمید نہ ہو۔ کالا بادل سفید پانی برساتا ہے۔ یعنی بعض اوقات نتیجہ ظاہری حالات کے خلاف نکلتا ہے۔ اس لیے کسی حال پر

ناامید نہ ہونا چاہیے۔

(320) بے ادب پا منہ ایں جا کہ عجب درگاہ است
سجدہ گاہِ ملک وروضۂ شاہنشاہ است

اس جگہ بے ادبی سے قدم نہ رکھ یہ عجب درگاہ ہے۔ یہ فرشتوں کے سجدہ کرنے کی جگہ اور ایک شاہنشاہ کا روضہ ہے۔

(321) بے ریاضت نتواں شہرۂ آفاق شدن

بغیر محنت کے دنیا بھر میں مشہور ہو جانا ممکن نہیں۔

(322) بے زر بے پر

مفلس آدمی مجبور ہوتا ہے۔

(323) بے زری کرد بمن انچہ بہ قاروں زر کرد

میرے ساتھ مفلسی نے وہ کیا جو قارون کے ساتھ دولت نے کیا تھا۔ (دیکھو نمبر 526)

(324) بیک بینی و دو گوش

ایک ناک اور دو کانوں کے ساتھ۔ جب کوئی کہیں خالی ہاتھ جاتا ہے اور اس کے ساتھ کچھ اسباب نہیں ہوتا تو وہ اس قول کا مصداق ٹھہرتا ہے۔ یعنی وہ اپنے ساتھ اگر کچھ لایا ہے تو بس ایک ناک اور دو کان۔

(325) بیک کرشمہ دو کار

ایک کرشمے سے دو کام۔ ''ایک پنتھ دو کاج''۔

(326) بیّنوا تو جروا

بیان کیجیے آپ کو اجر ملے گا۔ جب کسی عالم دین سے کوئی دینی مسئلہ دریافت کرتے ہیں تو سوال کے آخر میں یہ جملہ لکھ دیا کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ اس مسئلے کو بیان کریں گے تو خدا آپ کو

اس کا اجر دے گا (اس جملہ میں دو الف ہیں مگر وہ تلفظ میں نہیں آتے)۔

(327) پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے

پیر دوسرے کے ہاتھ میں اور ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں۔ یہ فقرہ اکثر اُس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب یہ کہنا مقصود ہوتا ہے کہ فلاں شخص اس طرح نکالا گیا کہ پیر کسی نے پکڑے اور ہاتھ کسی نے۔ یعنی بہت بُری طرح نہایت ذلّت کے ساتھ۔

(328) پاجی بہ طواف کعبہ حاجی نشود

پاجی آدمی کعبہ کے گرد پھرنے سے حاجی نہیں ہوجاتا یعنی عبادت کے ظاہری ارکان بجالانے سے کسی بدنفس آدمی کی طبیعت نہیں بدل جاتی۔

(329) پاک باش بے باک باش

پاک رہ بے باک رہ۔ یعنی اگر تو نے کوئی برائی نہیں کی تو تجھ کو کسی قسم کا خوف نہ کرنا چاہیے۔

(330) پائے در زنجیر پیشِ دوستاں بہ کہ با بیگانگان در بوستاں

پیر میں زنجیر پہن کر یعنی قید ہوکر دوستوں میں رہنا اجنبی لوگوں کے ساتھ باغ کی سیر کرنے سے بہتر ہے۔

(331) پائے گدا/مرا لنگ نیست ملک خدا تنگ نیست

میرے پاؤں میں لنگ نہیں ہے اور خدا کا ملک تنگ نہیں ہے۔ اس سے اکثر یہ مطلب ہوتا ہے کہ میری روزی کا صرف یہی موجودہ ذریعہ نہیں ہے جہاں کہیں چلا جاؤں گا اور محنت مشقت کروں گا وہیں گزر ہوجائے گی۔ اردو میں ایک مثل ہے 'ایک در بند ہزار در کھلے'۔

(332) پدرم سلطان بود

میرا باپ بادشاہ تھا۔ جب کوئی اپنے خاندان یا اپنی قوم کی گزشتہ عظمت پر فخر کرتا ہے تو یہ فقرہ استعمال کرتے ہیں۔

(333) پراگندہ روزی پراگندہ دل

جس شخص کا کوئی مستقل ذریعہ معاش نہیں ہوتا اس کا دل پریشان رہتا ہے۔

(334) پرتوِ نیکاں نہ گیرد ہر کہ بنیادش بداست
تربیت نااہل را چوں گردگاں برگنبد است

جس کی فطرت بُری ہوتی ہے وہ اچھوں کا اثر قبول نہیں کرتا۔ نااہل کی تربیت ایسی ہے جیسے گنبد پر اخروٹ۔ جس طرح گنبد پر اخروٹ ٹھہر نہیں سکتا اسی طرح نااہل پر تربیت کا اثر باقی نہیں رہ سکتا۔

(335) پرستار زادہ نیاید بکار اگرچہ بود زادۂ شہریار

لونڈی بچہ کام نہیں آتا چاہے وہ بادشاہ سے پیدا ہوا ہو۔

(336) پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ بورانی ست بادنجان و بادنجان بورانی

تیس برس کے بعد خاقانی کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ بورانی باد بخان ہے اور بادنجان بورانی ہے۔ جب کوئی شخص کوئی بات جانتا ہو مگر اس کی خبر اُسے نہ ہو اور ایک مدت کے بعد اُسے معلوم ہو کہ میں اُس بات کو جانتا تھا تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔

بورانی = ایک طرح کا کھانا جو بیگن، دہی اور مسالوں سے بنتا ہے۔

بادنجان = بیگن

خاقانی = ایران کا ایک مشہور شاعر

(337) پس خوردۂ سگ سگ را شاید

کتے کا جھوٹا کتے ہی کو چاہیے۔ یعنی جو چیز کسی ذلیل آدمی کے تصرف میں آچکی ہو وہ اس قابل نہیں رہتی کہ کوئی معزز آدمی اُسے اپنے تصرف میں لائے۔

(338) پسر کہ بدگہر اُفتد پدر چہ کار کند

لڑکا نالائق نکل جائے تو باپ کیا کرے۔ یعنی جب لڑکا نالائق ہوتا ہے تو باپ کے بنائے کچھ نہیں بنتی۔

(339) پسرِ نوح بابداں بہ نشست خاندانِ نبوتش گم شد
سگِ اصحاب کہف روزے چند پے نیکاں گرفت مردم شد

حضرت نوح کا بیٹا بُروں کے ساتھ بیٹھا، اُس کا خاندان نبوت گم ہوگیا۔ اصحاب کہف کا کتا چند روز نیکوں کے پیچھے چلا اور آدمی ہوگیا۔ یعنی جیسی جس کی صحبت ہوتی ہے ویسا ہی وہ خود بھی ہوجاتا ہے۔

(340) پسرِ نوحؑ =

حضرتِ نوح ایک نبی تھے۔ ان کا بیٹا ان کی نبوت پر ایمان نہیں لایا اور کفار سے مل گیا۔ جب حضرت نوح نے اپنی امت کی بداعمالیوں سے تنگ آکر بددعا کی اور قہر الٰہی طوفان کی شکل میں نازل ہوا تو انھوں نے اپنے بیٹے کو اپنی کشتی پر بٹھانا چاہا مگر وہ ان کے مرتبہ کا قائل نہ تھا۔ اُسے یقین نہ ہوا کہ یہ معمولی سی کشتی طوفان کا مقابلہ کرسکے گی اس لیے اُس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ میں فلاں پہاڑی پر چڑھ جاؤں گا اور طوفان سے محفوظ رہوں گا۔ مگر طوفان اتنا بڑھا اور پانی اتنا چڑھا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی اونچا ہوگیا اور اُن چند خوش اعمالوں کے سوا جو حضرت نوح کی کشتی پر سوار تھے ساری دنیا غرق ہوگئی۔

اصحاب کہف =

غار والے لوگ۔ دقیانوس بادشاہ کے ظلم سے تنگ آ کر سات حق پرست آدمی ایک غار میں چھپ رہے تھے۔ ایک کتا بھی اُن کی رفاقت میں ان کے ساتھ اُسی غار میں جا چھپا تھا۔ خدا نے ان سب پر ایک ایسی نیند غالب کر دی کہ یہ تین سو برس تک سوتے رہے۔ اتنی مدت کے بعد ایک دفعہ جاگے اور پھر سو گئے۔ اب قیامت کے دن اُٹھیں گے۔ یہی لوگ اصحاب کہف کہلاتے ہیں۔

(341) پس ماندۂ گاؤ را بخر باید داد

بیل کا جھوٹا گدھے کو دینا چاہیے۔ یعنی جس چیز پر کوئی ذلیل آدمی تصرف کر چکا ہو وہ اسی قابل ہے کہ اُس سے زیادہ ذلیل آدمی کو دی جائے۔

(342) پشہ چو پُر شد بزند پیل را

جب بہت سے مچھر جمع ہو جاتے ہیں تو ہاتھی کو گرا دیتے ہیں۔ یعنی جب بہت سے کمزور آدمی متفق ہو جاتے ہیں تو بڑے سے بڑے شہزور پر غالب آ جاتے ہیں۔

(343) پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد برگردن او بماند و بر ما بگزشت

ظالم سمجھا کہ اس نے مجھ پر جفا کی لیکن مجھ پر سے تو وہ گزر گئی البتہ اس کی گردن پر ایک وبال باقی رہ گیا۔

(344) پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را

پیدائشی بدنام کو باپ کی نصیحت روک نہ سکی۔ یعنی بعض لوگ ایسی بُری عادتیں ساتھ لے کر پیدا ہوتے ہیں کہ اُن پر بزرگوں کی نصیحت کچھ اثر نہیں کرتی اور وہ رسوا اور بدنام ہو کر رہتے ہیں۔

(345) پیراں نہ می پرند مریداں می پرانند

پیر نہیں اُڑتے مرید اُن کو اڑاتے ہیں۔ یہ جملہ اُس موقع پر استعمال کرتے ہیں جب کوئی شخص خود کسی کمال کا دعویٰ نہ کرے مگر اس کے ماننے والے یا طرفدار اُس کی شہرت کی غرض سے کسی کمال کو اُس کی طرف منسوب کریں۔

(346) پیر شود بیاموز

بڈھا ہو اور سیکھ۔ یعنی تمہارا سن کتنا ہی آ گیا ہو کسی سے کچھ سیکھنا تمہارے لیے عیب نہیں ہے۔ تمہیں بڑھاپے میں بھی سیکھنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

(347) پیر من خس است اعتقاد من بس است

میرا پیر تو گھاس پھوس ہے (یعنی بالکل بے حقیقت ہے) میرا اعتقاد کافی ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص دل سے کسی کو باکمال یا باصلاحیت کرامات ماننے لگے تو وہ اس کو ایسا ہی معلوم ہوگا چاہے حقیقت میں ایسا نہ ہو۔

(348) پیر من ہر چہ کند عین عنایت باشد

میرا پیر جو کچھ کرے وہ اس کی عین عنایت ہے۔

(349) پیر نابالغ

نابالغ بڈھا۔ جو لوگ بوڑھے ہو کر بچہ بنتے ہیں یا بچوں کی طرح بے عقلی کی باتیں کرتے ہیں اُن کو پیر نابالغ کہتے ہیں۔

(350) پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است

جو بڈھا عشق کا دم بھرتا ہے وہ بہت غنیمت ہے۔

(351) پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند

لوگوں نے کہا ہے کہ ایک بڑھاپا اور سو عیب۔ اکثر صرف اتنا ہی کہتے

ہیں ''پیری و صد عیب''۔

(352) پیش از مرگ واویلا

مرنے سے پہلے واویلا۔ یعنی کسی مصیبت کے آنے سے پہلے ہی اس سے اثر لینا۔ یا کسی واقعے کے وقوع سے پہلے ہی اُس کے متعلق غوغا مچانا۔

(353) پیش از من و تو لیل و نہارے بودہ است

مجھ سے اور تجھ سے پہلے بھی دن رات گزر چکے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی بات پر بہت اتراتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ دنیا بہت پرانی ہے اس میں نہ معلوم کیسے کیسے لوگ گزر چکے ہیں۔

(354) پیش ازیں من ہم درایں باغ آشیانے داشتم

اس سے پہلے میرا بھی اس باغ میں آشیانہ تھا۔ یعنی فلاں مقام سے اب تو ہم کو کوئی تعلق نہیں رہا مگر کبھی تھا۔

(355) پیش پا اُفتادہ

پاؤں کے آگے پڑا ہوا۔ جو بات یا مضمون بالکل سامنے کا ہوتا ہے۔ یعنی جس کے لیے زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہیں ہوتی اُسے ''پیش پا اُفتادہ'' کہتے ہیں۔

(356) پیش طبیب مرو پیش کار آزمودہ برو

حکیم کے پاس نہ جاؤ تجربہ کار کے پاس جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی بات کا صرف علم رکھتا ہے۔ اس سے زیادہ اس شخص کی رائے صائب ہوگی جو اس چیز کا تجربہ رکھتا ہے۔

(357) پیش کسے رو کہ طلبگار تست ناز براں کن کہ خریدار تست

اس کے پاس جا جو تیرا طلبگار ہے اور اس سے ناز کر جو تیرا خریدار

ہے۔ یعنی کسی کے ناز وہی اُٹھا سکتا ہے جس کے دل میں اس کی محبت یا عزت ہو۔ اکثر اس شعر کا صرف دوسرا مصرع نقل کرتے ہیں۔

(358) پیش مرداں چہ گندم چہ جَو

مردوں کے آگے کیا گیہوں کیا جَو۔ اللہ والے لذتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اُن کو جو ملا کھالیا جو ملا پہن لیا۔

(359) پیش مُلّا شاعر، پیش شاعر مُلّا، پیش ہیچ ہر دو پیش ہر دو ہیچ

شاعر کے سامنے مُلّا۔ مُلّا کے سامنے شاعر، جو کچھ نہ ہو اُس کے سامنے دونوں اور دونوں کے سامنے کچھ نہیں۔ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو حقیقت میں کسی طرح کی قابلیت نہیں رکھتے مگر ناواقفوں کے سامنے قابلیت کا اظہار کرتے ہیں۔

(360) پیل در گل ماندہ راسہ پیل باید تا کشد

کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہاتھی کو نکالنے کے لیے تین ہاتھی چاہیے۔ یعنی مصیبت میں بڑے آدمی کی مدد کرنا بھی بڑے ہی آدمیوں کا کام ہے۔

(361) تا بینیم کہ از غیب چہ آید بیروں

دیکھیں غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

(362) تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود

جب تک عراق سے تریاق لایا جائے سانپ کا کاٹا مر جائے گا۔ جب کسی امر کے لیے کسی فوری تدبیر کی ضرورت ہو اور کوئی شخص ایسی تدبیر بتائے جس میں بہت دیر لگے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(363) تا تو بہ من می رسی من بہ خدا می رسم

جب تک تم میرے پاس پہنچو گے میں خدا کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ جب کسی کام میں بہت دیر ہونے کا احتمال ہوتا ہے یا جب بعد از وقت کسی

کامیابی کا خیال ہوتا ہے تو یہ جملہ پڑھتے ہیں۔

(364) تا خدا ندہد سلیماں کے دہد

جب تک خدا نہیں دیتا سلیمان کب دیتا ہے۔ یعنی اصل میں دینے والا صرف اور صرف خدا ہے۔ جب وہ دلواتا ہے تبھی کوئی دیتا ہے۔

(365) تا درمیانہ خواستۂ کردگار چیست

دیکھا چاہیے کہ اس معاملہ میں خدا کو کیا منظور ہے۔ جب کسی کام کا انجام سمجھ میں نہیں آتا یا جب کوئی تدبیر شروع کرتے ہیں تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی سی کرتے ہیں دیکھیں خدا کو کیا منظور ہے۔

(366) تا ریشہ در آب است امیدِ ثمرے ہست

جب تک جڑ پانی میں ہے پھل کی امید ہے۔ جب تک کامیابی کا کچھ بھی امکان ہو تب تک ناامید نہ ہونا چاہیے۔

(367) تا سال دگر مے کہ خورد زندہ کہ ماند

اگلے سال تک کون جیتا ہے اور کون شراب پیتا ہے۔ یعنی موجودہ زمانے کو غنیمت سمجھو اور خوب لطف اٹھاؤ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

(368) تا شب نہ روی روز بہ جائے نہ رسی

اگر رات کو نہ چلو گے تو دن کو کہیں نہ پہنچو گے۔ یعنی بغیر محنت کیے ہوئے کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

(369) تا کہ احمق باقی است اندر جہاں مرد عاقل کے شود محتاج ناں

دنیا میں جب تک احمق باقی ہیں عقلمند لوگ روٹی کو محتاج نہ رہیں گے۔ یہاں احمق سے دولتمند احمق مراد ہیں۔

(370) تا مردسخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

جب تک آدمی بات نہیں کرتا اُس کے عیب اور ہنر چھپے رہتے ہیں۔

(371) تانباشد چیز کے مردم نہ گویند چیزہا

جب تک کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہوتی لوگ بہت سی باتیں نہیں کہتے۔ یعنی جب تک کسی بات کی کچھ اصلیت نہ ہو لوگ اُسے بڑھا کے نہیں بیان کرتے۔ یا جو بات عام طور پر مشہور ہوجاتی ہے وہ کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور رکھتی ہے البتہ ممکن ہے کہ اس میں لوگوں نے بہت مبالغہ کردیا ہو۔

(372) تانفس باقی ست راہِ زندگی ہموار نیست

جب تک سانس باقی ہے زندگی کا راستہ ہموار نہیں ہے۔ یعنی آخر دم تک انسان کو دقتوں سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ کامل عیش و اطمینان کی زندگی کبھی نصیب نہیں ہوتی۔

(373) تحسین ناشناس وسکوت سخن شناس

سخن شناس کی خاموشی اور ناشناس کی تعریف (دیکھو نمبر 778)

(374) تحصیل حاصل

جو چیز حاصل ہو اُس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا یعنی فعل عبث۔

(375) تخت یا تختہ

اس قول میں ''تخت'' سے تحت سلطنت، ''تختہ'' سے تختہ تابوت مراد ہے۔ معنی یہ ہیں کہ یا تخت سلطنت پر بیٹھیں گے یا تختۂ تابوت پر لیٹیں گے۔ یعنی یا سلطنت لے لیں گے یا جان دے دیں گے۔

(376) تخم تاثیر صحبت اثر

نطفہ میں تاثیر اور صحبت میں اثر ہوتا ہے۔

(377) تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ

انسان تدبیر کرتا ہے اور تقدیر ہنستی ہے۔ جب کسی تدبیر کا انجام خلاف خواہش ہوتا ہے تو یہ قول کہتے ہیں۔

(378) ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

تجھ کو دیکھا ہے اور یوسف کا نام سنا ہے۔ سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی چیز کے مانند کہاں ہوتی ہے۔ یعنی تو یوسف سے بہتر ہے۔

(379) تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبد است

نالائق کو تعلیم دینا گنبد پر اخروٹ رکھنا ہے۔ جس طرح گنبد پر اخروٹ ٹھہر نہیں سکتا اسی طرح نا اہل پر تعلیم کا اثر باقی نہیں رہ سکتا۔ (دیکھو نمبر 334)

(380) ترکی تمام شد

ترکی تمام ہوگئی یعنی فلاں شخص کا سارا زور شور سارا رعب داب مٹ گیا۔

(381) تشنہ در خواب آب می بیند

پیاسے کو خواب میں پانی دکھائی دیتا ہے۔ اردو میں ایک مثل ہے "بلی کو خواب میں چھیچھڑے دکھائی دیتے ہیں۔"

(382) تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں

مصنف اپنی تصنیف کو خوب بیان کرتا ہے۔ جب کسی شخص سے اس کا کلام یا اُس کی تصنیف پڑھوانا مقصود ہوتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(383) تعرف الاشیاء باضدادِ ہا

چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر رات نہ ہو تو دن کوئی چیز نہیں۔ رنج نہ ہو تو خوشی کچھ نہیں۔ (دیکھو نمبر 89)

(384) تعریف زیادہ بدتر از دشنام است

بہت زیادہ تعریف گالی سے بدتر ہے۔ یعنی جب کسی شخص کی تعریف حد

سے زیادہ کی جاتی ہے تو اُسے ناگوار ہوتا ہے اور کچھ شرم سی معلوم ہوتی ہے۔ وہ تعریف تعریف ہی نہیں رہتی بلکہ تضحیک معلوم ہونے لگتی ہے۔

(385) تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ

(خدا) جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔

(386) تعظیم کاریگراں معاف

کاریگروں کو تعظیم معاف ہے۔ یعنی جو شخص کارِ منصبی میں مصروف ہو اُس پر تعظیم و تکریم کے بہت سے آداب لازم نہیں رہتے۔

(387) تکبر عزازیل را خوار کرد   بزندان لعنت گرفتار کرد

غرور نے شیطان کو ذلیل کیا اور لعنت کے قید خانے میں گرفتار کیا۔ یعنی غرور بڑے سے بڑے آدمی کو ذلیل و حقیر کر دیتا ہے۔ (شیطان اصل میں ایک جن تھا۔ اس نے خدا کی اتنی عبادت کی کہ اُس کا مرتبہ فرشتوں سے بڑھ گیا اور معلم الملکوت یعنی فرشتوں کا استاد اس کا لقب ہوا۔ جب حکم خدا سے حضرت آدم کا پتلا بن چکا تو فرشتوں کو حکم ہوا کہ اُسے سجدہ کریں۔ سب نے خدا کے حکم کی تعمیل کی مگر شیطان کے سر میں اپنے رتبے کا غرور سمایا ہوا تھا اُس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور انکار پر اڑا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے درجے سے اُتار دیا گیا اور ذلیل ترین مخلوق قرار دیا گیا۔)

(388) تکلیف مالا یطاق

ایسا فرض جو طاقت سے باہر ہو

(389) تکیہ برجائے بزرگاں نتواں زد بگزاف

لاف زنی سے بزرگوں کی جگہ پر تکیہ (بستر) نہیں لگایا جا سکتا ہے یعنی

محض ڈینگیں مارنے سے بزرگوں کی جگہ نہیں مل سکتی۔ اگر تم کو اُن کے مرتبے کی خواہش ہو تو اُن کی سی قابلیت اور ان کے سے اوصاف پیدا کرو۔

(390) تلف المال خلف العمر

مال کی بربادی جان کا عوض ہے۔ یعنی جان کی حفاظت کے لیے مال کو لٹا دینا چاہیے۔ جان کا صدقہ مال ہے۔

(391) تندرستاں را نباشد درد ریش

تندرستوں کو بیمار کا درد نہیں ہوتا۔ دوسروں کا درد دکھ وہی خوب سمجھتا ہے جو خود اُسی حالت میں ہو۔

(392) تنہا پیش قاضی روی راضی آئی

حاکم کے پاس اکیلے جاؤ گے تو راضی پلٹو گے یعنی فیصلہ تمہارے موافق ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ صحیح فیصلہ جب ہی ہوسکتا ہے جب دونوں فریق حاکم کے سامنے موجود ہوں۔

(393) تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

سارا بدن داغ داغ ہوگیا ہے پھاہا کہاں کہاں رکھوں۔ جب کسی کام میں اتنی خرابیاں آپڑتی ہیں کہ اس کی درستی امکان سے باہر ہوجاتی ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں (دیکھو نمبر 1240)

(394) تو از چنگال گرگم در ربودی چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

تو مجھ کو بھیڑیے کے چنگل سے تو چھڑا لے بھاگا لیکن جب میں نے دیکھا تو آخر تو خود بھیڑیا نکلا۔ یعنی تو نے مجھ کو دوسرے کے پنجے سے چھڑا کر اپنے پھندے میں پھانس لیا۔ دوسرے کے ظلم سے تو بچایا مگر خود ہی ظلم کیا۔

(395) تواضع زگردن فرازاں نکوست گدا گر تواضع کند خوے اوست

ذی عزت اور صاحب اختیار لوگوں کو انکسار اچھا معلوم ہوتا ہے اگر فقیر انکسار کرتا ہے تو کیا اس کی تو عادت ہی یہی ہے۔

(396) توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

توبہ کا حکم دینے والے خود بہت کم توبہ کرتے ہیں۔ یہ کیوں؟ یعنی تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں وہ خود اس نصیحت پر عمل نہیں کرتے۔ (دیکھو نمبر 1056)

(397) تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

اے بھائی تو پاک رہ اور کسی سے خوف نہ کر۔ دھوبی ناپاک کپڑے کو پتھر پر پٹکتے ہیں۔ یعنی اگر تم کوئی جرم نہ کرو تو تم کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر جرم کرو گے تو سزا پاؤ گے۔ اکثر اس شعر کا پہلا مصرع اور کبھی صرف دوسرا مصرعہ نقل کرتے ہیں۔

(398) تو جنگِ یلاں را کجا دیدۂ کہ زیں گونہ برخویش بالیدۂ

تو نے پہلوانوں کی جنگ کہاں دیکھی ہے کہ اس طرح اپنے آپ پر پھولا ہوا ہے یا تو نے ابھی اہل کمال کو دیکھا ہی نہیں ہے ورنہ تجھے اتنا غرور نہ ہوتا۔

(399) تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

تو کیا جانے کہ اس گرد میں کوئی سوار ہوگا۔ یعنی تم ظاہری علامتوں سے کوئی صحیح نتیجہ نہیں نکال سکتے۔ تم کیا جانو کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہونے والا ہے۔

(400) تو کارِ زمیں رانکو ساختی   کہ با آسماں نیز پرداختی

تو نے زمین ہی کا کام خوب کیا کہ آسمان میں بھی ہاتھ لگایا۔ مطلب یہ ہے کہ تم سے فلاں آسان کام تو ہو نہ سکا مشکل کام کا ارادہ کس بوتے پر کیا ہے۔

(401) تَوَکُّلاً عَلَیٰ اللّٰہ

خدا پر بھروسہ کر کے۔

(402) تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہ

میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔

(403) تونگری بدل است نہ بمال

امیری دل سے ہے نہ کہ مال سے۔

(404) تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

قسمت کے تہی دستوں کو رہبر کامل سے کیا فائدہ جبکہ خضر سکندر کو آبِ حیات کے چشمے سے پیاسا لے آئے۔ یعنی جن لوگوں کی قسمت میں محرومی و ناکامی ہے اُنھیں کسی کی مدد سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

نوٹ : سکندر حضرت خضر کے ساتھ آبِ حیات کی تلاش میں گیا تھا مگر ناکام واپس آیا۔

(405) تیر انداز کاہل نباشد

تیر انداز کاہل نہیں ہوتا۔ یعنی کام کرنے والے لوگ کاہلی نہیں کیا کرتے ہیں۔

(406) تیغ کج رانیام کج باشد

ٹیڑھی تلوار کا میان بھی ٹیڑھا ہوتا ہے۔

(407) ثواب روزہ بے عذاب آں روزی نہ شود

روزے کا ثواب بغیر اس کے عذاب کے حاصل نہیں ہوتا۔ یعنی جتنا عیش اُٹھانا ہو اتنی ہی تکلیف اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔

(408) جامہ ندارم دامن از کجا آرم

میرے پاس لباس ہی نہیں ہے، دامن کہاں سے لاؤں۔ جب کوئی کسی کی حیثیت کا غلط اندازہ کر کے اس سے کسی ایسی بات کی توقع کرتا ہے جو اُس کے امکان میں نہیں ہوتی تو یہ قول نقل کیا جاتا ہے۔

(409) جائے استاد خالی ست

اُستاد کی جگہ خالی ہے۔ جب کوئی آدمی یا کئی آدمی کوئی کام کرنا چاہتے ہیں مگر اُسے بخوبی انجام نہیں دے سکتے اور کسی شخص کی مدد یا ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے یا جب کسی کام میں کوئی کسر رہ جاتی ہے اور کوئی شخص اُسے بتا دیتا ہے یا جب کوئی شخص کوئی صحیح اور معقول اعتراض کر دیتا ہے تو یہ جملہ اکثر زبان پر لاتے ہیں۔

(410) جائے بنشیں کہ برنخیزی

ایسی جگہ بیٹھو کہ اُٹھنا نہ پڑے۔ یعنی جب کسی محفل میں جاؤ تو اس جگہ بیٹھو جو تمہاری حیثیت کے موافق ہو ایسا نہ ہو کہ تم اپنے سے بڑے مرتبے والوں کی جگہ پر بیٹھ جاؤ اور پھر وہاں سے اُٹھائے جاؤ۔

(411) جائے تنگ است و مرد ماں بسیار

جگہ تنگ ہے اور آدمی بہت سے ہیں۔

(412) جائے کہ عقاب پر بریزد   از پشۂ لاغرے چہ خیزد

جہاں عقاب کے پر جھڑتے ہیں وہاں ایک کمزور مچھر کیا کر سکتا ہے۔ یعنی جس موقع پر بڑے بڑوں کے جی چھوٹ جاتے ہیں وہاں کسی

معمولی آدمی کے بنائے کیا بن سکتا ہے (عقاب ایک طاقتور اور بلند پرواز شکاری چڑیا کا نام ہے)۔

(413) جائے گل گل باش و جائے خار خار

پھول کی جگہ پھول بن جا اور کانٹے کی جگہ کانٹا۔ یعنی نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی کرنا چاہیے۔

(414) جُزوِ لاینفک

ایسا جزو جو علاحدہ نہ ہوسکتا ہو۔

(415) جگر جگر است و دگر دگر

اپنا اپنا ہی ہے اور غیر غیر ہی ہے۔

(416) جل جلالہٗ جلّ شانہٗ

بڑا ہے اُس کا جلال اور بڑی ہے اُس کی شان۔ اللہ کے نام کے ساتھ اکثر یہ فقرے استعمال کیے جاتے ہیں۔

(417) جَلّ شانہٗ

اُس کی شان بڑی ہے۔

(418) جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد

ہمنشیں کی خوبی نے مجھ پر اثر کیا۔ جب کسی کی صحبت سے کسی میں کوئی خوبی یا عیب پیدا ہوجاتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(419) جنگ دو سر دارد

جنگ کے دو رخ ہوتے ہیں (شکست و فتح) یعنی مقابلہ کرتے وقت یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ فتح ہماری ہی ہوگی۔ ممکن ہے کہ شکست ہو۔

(420) جواب ترکی بہ ترکی

ترکی کا جواب ترکی سے۔ جب کوئی شخص کسی سخت بات کا سخت بات

سے جواب دیتا ہے تو اُسے ''جواب ترکی بہ ترکی'' کہتے ہیں۔

(421) جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

سرخ اور شیریں لب کو تلخ جواب زیب دیتا ہے۔ یعنی خوبصورت اور شیریں گفتار آدمی کی زبان سے سخت بات بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ یہ مصرع اکثر طنز کے موقع پر پڑھتے ہیں۔

(422) جواب جاہلاں باشد خموشی

جاہلوں کی بات کا جواب خاموشی ہے۔ یعنی اگر کوئی جاہل کسی بات میں تم سے اُلجھ پڑے تو تم کو چاہیے کہ اُس سے بحث نہ کرو بلکہ خاموش ہو جاؤ۔

(423) جواں مرداں نہ پیچند از کسے رو ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گو

جواں مرد کسی سے منہ نہیں پھیرتے۔ آؤ یہی میدان ہے یہی تھاپی ہے اور یہی گیند ہے۔ یعنی اہل کمال مقابلے سے نہیں ڈرتے۔ اکثر اُس شعر کا صرف دوسرا مصرع پڑھتے ہیں۔

(424) جور اُستاد بہ زمہر پدر

اُستاد کا ظلم باپ کی محبت سے اچھا ہے۔

(425) جو فروش گندم نما

گیہوں دکھا کر جَو بیچنے والا یعنی ایسا آدمی جس کا ظاہر کچھ ہو باطن کچھ ہو۔

(426) جوئندہ یابندہ

جو ڈھونڈھتا ہے وہ پاتا ہے۔

(427) جوے طالع زخروارے ہنر بہ

جو بھر خوش قسمتی بوجھ بھر ہنر سے بہتر ہے۔

(428) جہاں دیدہ بسیار گوید دروغ

جہاں دیدہ آدمی بہت جھوٹ بولتا ہے۔

(429) جہد نما تا تو بجائے رسی

کوشش کرتا کہ تجھے کوئی رتبہ حاصل ہو۔

(430) چار پائے براو کتا بے چند

ایک چوپایہ جس پر کچھ کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ اس سے ایسا آدمی مراد ہوتا ہے جو پڑھا لکھا ہو مگر اُس میں قابلیت یا انسانیت نہ ہو (دیکھو نمبر 228)

(431) چارۂ نیست دریں واقعہ الاّ تسلیم

اس واقعہ پر صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ کوئی غمناک حادثہ ہونے پر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(432) چاہ کن را چاہ در پیش

کنواں کھودنے والے کے آگے کنواں پڑتا ہے۔ یعنی جو دوسروں کو بلا میں پھنسانا چاہتا ہے اگر وہ خود بلا میں پھنس جاتا ہے۔

(433) چراغ پیش آفتاب پرتو ندارد

آفتاب کے آگے چراغ میں روشنی نہیں رہتی۔ اس جملے سے اکثر یہ مطلب ہوتا ہے کہ کسی علم یا فن میں کمال رکھنے والے کے آگے اُن لوگوں کی ہستی مٹ جاتی ہے جو اس علم یا فن میں معمولی دستگاہ رکھتے ہیں یا کمال نہیں رکھتے۔

(434) چراغ را نہ تواں دید جز بنور چراغ

چراغ کو چراغ ہی کی روشنی سے دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی اہل کمال اپنے کمال ہی سے پہچانے جاتے ہیں۔

(435) چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

کہاں بجھا ہوا چراغ اور کہاں آفتاب کی شمع۔ جب یہ کہنا ہوتا ہے کہ فلاں چیز کو فلاں چیز سے کوئی نسبت نہیں یا فلاں چیز فلاں چیز سے بدرجہا بہتر ہے تو مصرع پڑھتے ہیں۔

(436) چراغِ مفلساں نورے ندارد

غریبوں کے چراغ میں روشنی نہیں ہوتی مفلسوں کا کوئی کام بارونق نہیں ہوتا۔

(437) چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

خوش نصیبوں کا چراغ کبھی گل نہیں ہوتا۔ یعنی جب تک قسمت کسی کا ساتھ دیتی ہے اُس وقت تک اس کے تمام کام بارونق رہتے ہیں۔

(438) چراغے کہ بیوہ زنے برفروخت بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت

تم نے اکثر دیکھا ہوگا کہ جو چراغ کسی بیوہ عورت نے روشن کیا اُس نے پورا شہر جلا ڈالا۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کو بالکل بے بس سمجھ کر نہ ستاؤ جس کا کوئی نہیں ہوتا اُس کی مدد غیب سے ہوتی ہے اور جو خود انتقام نہیں لے سکتا اُس کی طرف سے خدا انتقام لے لیتا ہے۔

(439) چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

عقلمند آدمی ایسا کام کیوں کرے کہ بعد کو پچھتانا پڑے۔

(440) چشم از روئے دوستاں روشن شود نہ از باغ و بوستاں

دوستوں کی صورت سے آنکھیں روشن ہوتی ہیں نہ کہ باغ اور پھلواری سے۔ یعنی دوستوں کی صحبت سے جو خوشی ہوتی ہے وہ باغوں اور چمنوں کی سیر سے نہیں ہوتی۔

(441) **چشم بد دور**

بُری نظر دور رہے۔ یعنی نہ لگے۔ کسی کی تعریف کرتے وقت یہ فقرہ استعمال کرتے ہیں۔

(442) **چشم ما بسیار ایں خواب پریشاں دیدہ است**

ہماری آنکھوں نے اسے پریشان خواب بہت دیکھے ہیں۔ یعنی ہم نے ایسے کھیل بہت کھیلے ہیں۔ ہم تمہاری باتوں میں نہیں آسکتے۔ اس قول سے اپنی تجربہ کاری اور ہوشیاری کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

(443) **چشم ما روشن دلِ ما شاد**

ہماری آنکھ روشن ہمارا دل خوش۔ اس فقرہ سے اکثر کسی بات پر اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہیں۔

(444) **چقندر کاشتم زردک برآمد**

میں نے چقندر بویا اور گاجر اُگی۔ جب کسی کام کا نتیجہ خلاف امید نکلتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(445) **چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند**

ویسا نہیں رہا اور ایسا بھی نہ رہے گا۔ یعنی دنیا میں کسی حالت کو قرار نہیں۔ (دیکھو نمبر 677)

(446) **چندیں آمد چندیں رفت کجا سلیماں کجا تخت**

کتنے آئے اور کتنے چلے گئے کہاں سلیمان کہاں تخت یعنی نہ حضرت سلیمان باقی رہے نہ اُن کا تخت۔ مراد یہ کہ دنیا کی بڑی سے بڑی ہستی اور بڑی سے بڑی حکومت بھی فانی ہے۔

(447) **چندیں سال خدائی کردی گاؤ و خر را نہ شناختی**

تو نے اتنے سال خدائی کی مگر گائے اور گدھے کو نہ پہچانا۔ اگر کوئی شخص

مدت تک ایک کام کرتا رہے اور اسی کام میں کوئی سخت غلطی کرے تو وہ اس قول کا مصداق ہوگا۔ اس قول کے متعلق ایک نقل مشہور ہے۔ کسی آغا کے پڑوس میں ایک دھوبی رہتا تھا۔ اس کا گدھا بے وقت بولا کرتا تھا۔ آغا کو اس کے چیخنے سے تکلیف ہوتی تھی تو وہ خدا سے گدھے کے مرنے کی دعا کرتا تھا۔ خود آغا کے یہاں ایک گائے پلی ہوئی تھی اتفاق سے وہ انھیں دنوں میں مرگئی۔ آغا تھے ظریف کہہ اُٹھے کہ ''چندیں سال... شناختی۔''

(448) چندیں شکل برائے اکل

یہ تمام صورتیں پیٹ کے لیے ہیں۔

(449) چو احمق در جہاں باقی ست مفلس کس نمی ماند

جب تک دنیا میں بیوقوف باقی ہیں کوئی مفلس نہیں رہ سکتا۔ یہاں احمق سے دولتمند احمق مراد ہیں۔

(450) چو از قومے یکے بے دانشی کرد نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

اگر کسی قسم کے ایک شخص نے بیوقوفی کی تو نہ بڑوں کی عزت رہ جاتی ہے نہ چھوٹوں کی۔

(451) چوب تر را چناں کہ خواہی پیچ نشود خشک جز بآتش راست

گیلی لکڑی کو جس طرح چاہے موڑ لو مگر خشک ہونے کے بعد وہ آگ ہی سے سیدھی ہوگی۔ اس شعر سے یہ مراد ہے کہ بچپن میں تعلیم و تربیت آسان ہوتی ہے مگر سن زیادہ ہوجانے کے بعد بہت مشکل ہوجاتی ہے۔

(452) چو برگردد فلک کچکول سازد تاج شاہی را

جب آسمان پھر جاتا ہے تو شاہی تاج کو بھیک کا برتن بنا دیتا ہے یعنی جب بُرے دن آتے ہیں تو امیر سے امیر آدمی غریب اور محتاج ہوجاتے

ہیں۔ یہاں تک کہ بادشاہوں کو گدائی کرنا پڑتی ہے۔

(453) چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نہ ای دلبرا خطا اینجاست

جب کسی اہل دل کی بات سنو تو یہ نہ کہو کہ غلط ہے۔ میری جان! غلطی تو یہ ہے کہ تم سخن شناس نہیں ہو۔

(454) چو بیشہ تہی گردد از نرہ شیر شغالاں در آیند ہر سو دلیر

جب جنگل شیر نر سے خالی ہو جاتا ہے تو گیدڑ ہر طرف دلیری دکھانے لگتے ہیں۔ اس سے اکثر یہ مراد لیتے ہیں کہ جب کوئی باکمال نہیں ہوتا تو ہر شخص کمال کا دعویٰ کرنے لگتا ہے۔

(455) چو تیر از کماں رفت ناید بہ شست

جب تیر کمان سے نکل گیا تو پھر چٹکی میں نہیں آتا۔ جب کسی کام کا وقت گزر جاتا ہے یا کوئی ایسی غلطی ہو جاتی ہے جس کی اصلاح ممکن نہیں ہوتی تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(456) چو جاہل کسے در جہاں خوار نیست

دنیا میں جاہل آدمی کے برابر کوئی ذلیل نہیں۔

(457) چو دُم برداشتم مادہ برآید

جب میں نے دم اُٹھا کر دیکھا تو مادہ نکلا۔ یہ مصرع اس موقع پر پڑھتے ہیں جب کسی شخص کو ابتدا میں دلیر یا کسی فن کا ماہر سمجھ لیا جائے اور بعد کو وہ ایسا نہ نکلے۔

(458) چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

میں نے دیکھا تو آخر میں خود بھیڑیا نکلا۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کا محافظ مقرر کیا جائے اور وہ خود اس میں بیجا تصرف کرے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(459) چو شد زہر عادت مضرت نہ بخشد

جب زہر کی عادت ہو جاتی ہے تو وہ نقصان نہیں کرتا۔

(460) چو فردا رسد کار فردا کنم

جو کل آئے گی تو کل کا کام کروں گا۔ یہ اُن لوگوں کا قول ہے جو قبل از وقت کوئی کام کرنا پسند نہیں کرتے ہیں۔

(461) چو کارے بے فضول تو برآید ترا در وے سخن گفتن نشاید

اگر بغیر تمہارے دخل دیے ہوئے کوئی کام نکلتا ہے ہو تو تم کو اس میں بولنا نہ چاہیے۔

(462) چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

جب کعبے سے کفر پیدا ہوگا تو اسلام کہاں باقی رہے گا۔ اس مصرع کا محلِ استعمال اس مثال سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ مثلاً ایک معلم کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو تمیز اور ادب سکھائے اب اگر وہ خود بدتمیزی اور بے ادبی کرے تو وہ اس مصرع کا مصداق ٹھہرے گا۔

(463) چو مہ بہ ہالہ نشید دلیل باران است

اگر چاند ہالے میں بیٹھے تو یہ بارش کی علامت ہے۔ (ہالہ اُس سفید حلقے کو کہتے ہیں جو کبھی کبھی چاند کے گرد نظر آتا ہے)

(464) چو می بینی کہ نابینا و چاہ است اگر خاموش بنشینی گناہ است

اگر تم کسی اندھے کو کنویں کے پاس دیکھو اور خاموش بیٹھے رہو تو یہ گناہ ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص ناواقفیت کی وجہ سے کسی آفت میں مبتلا ہو جانے والا ہو تو تمہارا فرض ہے کہ اُسے خبردار کر دو۔

(465) چو میداں فراخ است گوئے بزن

جب میدان وسیع مل جائے تو گیند کھیل لو۔ یعنی جب کوئی اچھا موقع

ہاتھ لگ جائے تو اُس سے فائدہ اُٹھاؤ۔

(466) چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

مرتا ہے تو مبتلا مرتا ہے اور اُٹھتا ہے تو مبتلا اُٹھتا ہے۔ یہ قول اُن لوگوں کے حسب حال ہے جو ہر حالت میں مصیبتوں میں گرفتار رہتے ہیں۔

(467) چوں آب از سر گزشت چہ یک نیزہ چہ یک دست

(دیکھو نمبر 3)

(468) چو نرمی کنی خصم گردد دلیر

اگر نرمی کرو گے تو دشمن دلیر ہو جائے گا۔

(469) چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد

جب غرض آ پڑی تو ہُنر چھپ گیا۔ یعنی غرض مند آدمی کے ہنر پر نظر نہیں پڑتی۔

(470) چوں قضا آید طبیب ابلہ شود

جب موت آجاتی ہے تو طبیب کی عقل جاتی رہتی ہے۔

(471) چوں گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است

جس طرح روزہ دار کے کان اللہ اکبر پر لگے ہوتے ہیں۔ یعنی جس طرح روزہ دار مغرب کی اذان کا انتظار کرتا ہے۔ اس مصرع سے سخت انتظار کی حالت دکھانا مقصود ہوتا ہے۔

(472) چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوحؑ کشتیباں

جس کی ناؤ نوحؑ کھے رہے ہوں اُس کو سمندر کی لہروں کا کیا ڈر یعنی جس شخص کی پشتی پر کوئی بڑا دولت، حکومت اور اختیار والا آدمی ہو اس کو اپنے دشمنوں سے یا دنیا کے حادثوں سے کچھ خوف نہیں ہوتا۔

(473) چہ حاجت است بمشاطہ روے زیبا را

خوبصورت چہرے کے لیے مشاطہ کی کیا ضرورت۔ یعنی جس چیز میں ذاتی خوبیاں موجود ہیں اُس کو آرائش کی ضرورت نہیں۔ وہ بغیر آرائش کے بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔

(474) چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

کیا اچھا ہو کہ ایک کرشمے سے دو کام نکلیں۔ اس کے ہم پلہ ایک اردو مثل بھی ہے: ''ایک پنتھ دو کاج''۔

(475) چہ خوش چرا نباشد

کیا خوب کیوں نہ ہو۔ طعن اور طنز کے موقع پر یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(476) چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا الا ایہا الساقی ادر کاساً ناولہا

سعدی نے 'زلیخا' میں کیا خوب کہا ہے کہ ''الا ایہا الساقی ادر کاساً ناولہا'' زلیخا سے مراد ہے مثنوی یوسف و زلیخا۔ یہ جامی کی ایک مشہور مثنوی ہے۔ سعدی کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اس سے اول تو یہی غلط ہے کہ سعدی نے زلیخا میں یہ کہا اس پر طرّہ یہ کہ یہ قول سعدی کا ہے بھی نہیں۔ پھر طرّے پر طرّہ یہ کہ مثنوی یوسف زلیخا میں یہ قول سرے سے ہے ہی نہیں۔ یہ بات بھی دیکھنے کی ہے کہ اس شعر کے دونوں مصرعوں کا وزن بھی ایک نہیں۔ غرض کہ یہ شعر غلط بیانی اور بے تکے پن کی بہت عمدہ مثال ہے۔ جب کوئی شخص بے سر پیر کی بات کہہ بیٹھتا ہے یا کوئی بات کسی غیر متعلق شخص سے منسوب کرتا ہے تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔ اکثر صرف پہلا ہی مصرع پڑھ دیتے ہیں۔

(477) چہ داند بوزنہ لذّات ادرک

بندر ادرک کے مزے کیا جانے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں شخص فلاں

چیز کی خوبیاں کیا جانے۔ ایک اور مثل ہے، ''شیخ کیا جانے صابن کا بھاؤ۔''

(478) چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

وہ چور کتنا دلیر ہے جو ہاتھ میں چراغ لیے ہوئے ہو۔ جب کوئی شخص کھلم کھلا کوئی بُرا کام کرتا ہے یا کوئی چیز چرا لیتا ہے اور چوری کو چھپاتا بھی نہیں تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(479) چہ کند بے نوا ہمی دارد

مفلس کیا کرے اس کے پاس یہی ہے۔ کوئی چیز کسی کو دیتے وقت اظہار انکسار کے لیے اکثر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(480) چہ گویم کہ ناگفتم بہتر است

کیا کہوں میرا نہ کہنا ہی اچھا ہے۔

(481) چہل سال عمر عزیزت گذشت مزاج تو از حال طفلی نگشت

تیری عمر عزیز کے چالیس برس گزر چکے مگر تیرا مزاج اب بھی وہی ہے جو بچپن میں تھا۔ جب کوئی آدمی بچوں کی سی حرکت کرتا ہے تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔

(482) چہ نسبت خاک رَا با عالم پاک

خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت۔ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں شخص فلاں شخص سے یا فلاں چیز فلاں چیز سے بدرجہا بہتر ہے۔

(483) حاجت بہ کلاہِ برکی داشتنت نیست
درویش صفت باش و کلاہِ تتری دار

تجھ کو کلاہ برکی پہننے کی ضرورت نہیں۔ درویشوں کے اوصاف پیدا کر اور کلاہ تاتاری پہن۔ یعنی انسان کو اپنے میں عمدہ اوصاف پیدا کرنے کی

کوشش کرنا چاہیے۔ صرف اچھے لوگوں کی سی پوشاک پہن لینا بے سود ہے۔ (کلاہ بر کی ایک طرح کی کھال کی بنی ہوئی ٹوپی جسے اللہ والے فقیر پہنا کرتے تھے۔ کلاہ تاتاری ایک قسم کی قیمتی ٹوپی جسے دنیادار امیر پہنتے تھے)

(484) حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را

اچھی صورت کے لیے مشاطہ کی ضرورت نہیں۔ یعنی جو چیز حقیقت میں اچھی ہے وہ بغیر ظاہری آرائش کے اچھی معلوم ہوتی ہے۔

(485) حاصل عمر نثار رہ یارے کردم شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

میں نے اپنی عمر میں جو کچھ حاصل کیا تھا وہ ایک دوست کی راہ پر نثار کردیا۔ میں اپنی زندگی سے خوش ہوں کہ میں نے ایک کام کیا۔ کوئی بڑا کام کرنے کے بعد یہ شعر پڑھتے ہیں خاص کر اس حالت میں جب وہ کام اپنے ذاتی نفع کی غرض سے نہ کیا گیا ہو۔

(486) حب الوطن از ملک سلیماں خوشتر خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بہ مصر بادشاہی میکرد میگفت گدا بودن کنعاں خوشتر

وطن کی محبت حضرت سلیمانؑ کی سلطنت سے بہتر ہے اور وطن کا کانٹا سنبل اور ریحاں سے اچھا ہے۔ حضرت یوسفؑ جو مصر میں بادشاہی کرتے تھے کہتے تھے کہ اس سے کنعان کا فقیر ہونا بہتر ہے (کنعان حضرت یوسفؑ کا وطن تھا) جب وطن کی محبت کا اظہار مقصود ہوتا ہے تو یہ رباعی پڑھتے ہیں۔ کبھی اس رباعی کا صرف پہلا مصرع کبھی صرف دوسرا اور کبھی دونوں نقل کرتے ہیں۔ کبھی کبھی صرف آخر کے دونوں مصرعے بھی پڑھ دیتے ہیں۔

(487) حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب معاش
انچہ مادر کار داریم اکثرے درکار نیست

اے بیدل حرص قناعت نہیں کرتی ورنہ معاش کا جتنا اسباب ہمارے کام میں ہے اس میں بہت سا غیر ضروری ہے۔ یعنی حرص کی وجہ سے آدمی تمام سامان جمع کرلیتا ہے ورنہ حقیقت میں اس کو اتنی چیزوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(488) حرف حق بر زباں شود جاری

سچی بات زبان سے نکل ہی جاتی ہے۔

(489) حریف باختہ با خود ہمیشہ در جنگ است

جو اپنے مقابل سے ہار جاتا ہے وہ ہمیشہ اپنے آپ سے لڑتا ہے یعنی شکست سے شرمندہ ہوکر جھنجھلاتا ہے اور اپنے آپ پر غصہ کرتا ہے۔

(490) حساب دوستاں در دل

دوستوں کا حساب دل میں رہتا ہے۔ یعنی دوستوں میں غیروں کی طرح کوڑی کوڑی کا حساب نہ ہونا چاہیے۔ اگر کوئی اپنے دوست کے لیے کچھ صرف کردے تو ضروری نہیں کہ وہ اُسے اُسی وقت ادا کردے۔ مگر اُسے یاد رکھنا چاہیے اور اُس کا معاوضہ کسی مناسب طریقے سے کرنا چاہیے۔

(491) حُسن خداداد را حاجت مشاطہ نیست

خداداد حسن کو مشاطہ کی ضرورت نہیں۔ یعنی اچھی صورت یا اچھی چیز بغیر آرائش کے بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔

(492) حقا کہ باعقوبت دوزخ برابر است
رفتن بہ پائمردی ہمسایہ در بہشت

خدا کی قسم پڑوسی کے برتے پر بہشت میں جانا دوزخ کی تکلیفوں کے برابر ہے۔ یہ ہمت والوں کا قول ہے جو ہر کام اپنی قوتِ بازو سے کرنا چاہتے ہیں کسی کا احسان نہیں لینا چاہتے۔

(493) حق بہ حق دار رسید

حق حقدار کے پاس پہنچ گیا۔ یعنی جس کا حق تھا اُس کو مل گیا۔

(494) حق بر زباں جاری می شود

سچی بات منہ سے نکل ہی جاتی ہے۔

(495) حق بہ مرکز قرار گرفت

حق اپنے مرکز پر ٹھہر گیا۔ یعنی جس کا حق تھا اُس کو پہنچ گیا۔

(496) حقہ یک دم دو دم سہ دم باشد نہ کہ میراث جِدّ وعم باشد

حقہ ایک کش دو کش تین کش پیا جاتا ہے۔ دادا اور چچا کی میراث نہیں ہو جاتا۔ مطلب یہ کہ جہاں کئی حقہ پینے والے بیٹھے ہوں وہاں کسی کو بہت دیر تک حقہ پیتے نہ رہنا چاہیے دوسروں کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

(497) حکمت بہ لقمان آموختن

لقمان کو حکمت سکھانا۔ جب اپنے سے بہت بڑے مرتبے کے آدمی کو کوئی نصیحت کرتا ہے تو معذرت کے طور پر یہ فقرہ پڑھتا ہے۔

(498) حکم حاکم مرگ مفاجات

حاکم کا حکم مرگ مفاجات ہے۔ یعنی جس طرح ناگہانی موت یکا یک آجاتی ہے اور سوا مرنے کے کوئی چارہ نہیں ہوتا اُسی طرح حاکم کا حکم یکا یک صادر ہو جاتا ہے اور اس پر چار و ناچار عمل کرنا ہی پڑتا ہے۔

(499) حلوا خوردن را روئے باید

حلوا کھانے کے لیے منہ چاہیے۔ یعنی جس چیز کی انسان کو خواہش ہو

پہلے اپنے آپ کو اس کے قابل بنانا چاہیے۔

(500) حلوا گفتن دہن نسازد شیریں

حلوا کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا ہے۔ یعنی کسی چیز کا صرف ذکر کرنے سے اس چیز کا لطف حاصل نہیں ہوتا۔

(501) حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف
از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

بہشت کی حوروں کے لیے اعراف دوزخ ہے اور دوزخ میں رہنے والوں سے پوچھو تو اعراف ان کے لیے بہشت ہے۔ اعراف بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک مقام ہے جہاں نہ بہشت کا سا آرام ہے نہ دوزخ کی سی تکلیف۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ عیش و عشرت کے عادی ہیں اُن کو معمولی طور پر زندگی بسر کرنے میں بھی بہت تکلیف ہوتی ہے اور جو لوگ مصیبتوں میں گرفتار ہیں وہ اُس حالت میں خوش رہ سکتے ہیں جس میں ان کی تکلیفیں کم ہو جائیں، عیش و عشرت کا سامان ہو یا نہ ہو۔

(502) حیف باشد دلِ دانا کہ مشوّش باشد

اگر عقلمند کا دل فکرمند ہو تو افسوس ہے۔ یعنی عقلمندوں کو کسی بات سے متفکر نہ ہونا چاہیے۔

(503) حیف برایں دانش و فرزانگی

اس عقلمندی اور سمجھداری پر افسوس ہے۔ اس قول سے کسی کی بیوقوفی کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ ’دانش‘ اور ’فرزانگی‘ کے لفظ طنزاً استعمال کیے گئے ہیں۔

(504) حیف دانا مردن و افسوس ناداں زیستن

عقلمند کی موت پر افسوس ہے اور بے عقل کی زندگی پر افسوس ہے۔

(505) حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

افسوس کہ پلک جھپکاتے ہی دوست کی صحبت ختم ہوگئی ہم نے جی بھر کے گُل کی صورت بھی نہ دیکھی اور بہار گزر گئی۔ کسی پُر لطف صحبت کے یکا یک درہم برہم ہوجانے پر یا کسی کی ناگہانی موت پر یہ شعر پڑھتے ہیں۔

(506) حیلہ جو را بہانہ بسیار است

حیلہ ڈھونڈھنے والے کے لیے بہانے بہت ہیں۔

(507) حیلہ رزق بہانہ موت

روزی کسی حیلے سے ملتی ہے اور موت کسی بہانے سے آتی ہے۔

(508) خارِ وطن از سنبل و ریحاں خوشتر

وطن کا کانٹا سنبل اور ریحاں سے بہتر ہے۔ (دیکھو نمبر 485)

(509) خاک از تودۂ کلاں بردار

بڑے ڈھیر سے مٹی اٹھاؤ۔ یعنی ہمیشہ کسی بڑی مقدار پر ہاتھ ڈالو کہ کچھ ہاتھ بھی لگے۔ اس جملے کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ اپنی حاجت ایسے شخص کے پاس لے جاؤ جسے اُس کے پورا کرنے میں دقت نہ ہو۔

(510) خاک بہ دہنم

میرے منہ میں خاک۔ کوئی بڑی بات یا کوئی گستاخی کا کلمہ کہتے وقت یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(511) خاک برفرق بیکسی بادا

بیکسی کے سر پر خاک۔ جب کسی کو اپنی بیکسی سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ قول نقل کرتا ہے۔

(512) خاکساران جہاں را بہ حقارت منگر
دنیا کے خاکساروں کو حقیر نہ سمجھو۔

(513) خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی
خاک ہو جا قبل اس کے کہ تو خاک ہو۔ یعنی جب انجام کار مرنا اور خاک میں مل کر خاک ہونا ہی ہے تو چار دن کی زندگی میں غرور و سرکشی کیسی۔ انسان کو چاہیے کہ خاکساری اور انکسار کے ساتھ زندگی بسر کر دے۔

(514) خاکم بدہن
میرے منہ میں خاک (دیکھو نمبر 509)

(515) خاکِ وطن از ملک سلیماں خوشتر
وطن کی خاک ملک سلیمان سے اچھی ہوتی ہے۔ (دیکھو نمبر 486)

(516) خالصاً بوجہ اللہ
صرف خدا کی راہ پر۔ یعنی بغیر شرکتِ نفس کے محض خوشنودیٔ خدا کے لیے۔

(517) خامشی بہ کہ ضمیرِ دلِ خویش   باکسے گفتن و گفتن کہ مگوے
خاموش رہنا اس سے بہتر ہے کہ اپنے دل کا بھید کسی سے کہہ کر یہ کہو کہ تم کسی سے نہ کہنا۔

(518) خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست
تیری تعریف میں خاموش رہنا تیری تعریف کی انتہا ہے۔ یعنی تجھ میں اتنے اور ایسے اوصاف ہیں کہ اُن کا بیان ممکن نہیں۔ یہ مصرع کبھی کبھی طنز سے بھی پڑھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم میں تعریف کے قابل کوئی بات ہی نہیں ہے کہ اُس کا ذکر کیا جائے بس تمہاری انتہائی تعریف یہی ہے کہ ہم خاموش رہیں تمہارے عیب بیان نہ کریں۔

(519) خاموشی نیم رضا

خاموشی آدھی رضامندی ہے۔

(520) خانہ بردوش بہ یک بینی و دو گوش

گھر کندھے پر ایک ناک اور دو کان۔ یعنی ایسا آدمی جس کے پاس نہ مال و اسباب ہو نہ رہنے کا ٹھکانہ ہو۔

(521) خانۂ خالی را دیومی گیرد

خالی مکان پر بھوت قبضہ کرلیتا ہے۔

(522) خانۂ درویش را شمعے بہ از مہتاب نیست

فقیر کے گھر کے لیے چاندنی سے بہتر کوئی شمع نہیں۔

(523) خانۂ دوستاں بروب و درِ دشمناں مکوب

دوستوں کے گھر میں جھاڑو دے مگر دشمن کا دروازہ نہ کھٹکھٹا یعنی اگر کوئی وقت آپڑے تو اپنے دوستوں سے مدد لو چاہے اُس کے عوض میں تمہیں کوئی ذلیل سی خدمت انجام دینا پڑے مگر دشمنوں سے امداد نہ چاہو۔

(524) خانۂ شیشہ را سنگے بس است

شیشے کے مکان کے لیے ایک پتھر کافی ہے۔ یعنی بودی اور کمزور چیز بہت آسانی سے ٹوٹ جاتی ہے۔

(525) خانۂ ملاّح در چین است و کشتی در فرنگ

ملاح کا گھر چین میں ہے اور کشتی فرنگستان میں ہے۔ جب کوئی تدبیر سمجھ میں آئے مگر اُس پر عمل کرنا امکان میں نہ ہو تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(526) خبر بد بہ بوم شوم گذار

بری خبر منحوس اُلو کے لیے چھوڑ دے۔ یعنی کسی کو بُری خبر نہ سنا (دیکھو نمبر 299)۔

(527) خجلت ردسوالم بہ زمینم در کرد   بے زری کرد بمن انچہ بہ قاروں زر کرد

سوال کو رد کر کے میں شرمندگی سے زمین میں گڑ گیا۔ میرے ساتھ مفلسی نے وہ کیا جو قارون کے ساتھ دولت نے کیا تھا۔ (قارون ایک بہت دولت مند شخص تھا۔ حضرت موسیٰ نے اسے اپنی دولت کا کچھ حصہ خیرات کرنے کی ہدایت کی مگر وہ راضی نہ ہوا تب آپ نے خیرات کی رقم کی مقدار کم کرنا شروع کی مگر قارون ایک حبہ بھی خیرات کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ آخر کار پیغمبر خدا نے بددعا کی اور وہ تمام دولت کے ساتھ زمین میں دھنس گیا۔)

(528) خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

خدا نے پانچوں انگلیاں برابر نہیں بنائیں۔ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ایک طرح کی چیزیں بھی بالکل یکساں نہیں ہوتی ہیں۔

(529) خدا جزائے بہ آناں دہد کہ چارۂ دل
بیک نگاہ نہ کردند و می توانستند

خدا ان کا بھلا کرے کہ میرے دل کا علاج ایک نگاہ سے کر سکتے تھے مگر نہ کیا۔ جب کوئی کسی کی حاجت بہت آسانی سے پوری کرسکتا ہو اور نہ کرے تو یہ شعر پڑھا جاتا ہے۔

(530) خدا داری چہ غم داری

تیرے پاس خدا ہے تجھے کیا غم۔ یعنی جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے اُسے کوئی فکر نہیں ہوتی۔

(531) خدا شرّے برانگیزد کہ خیر مادراں باشد

خدا ایسی بُرائی پیدا کر دیتا ہے کہ اس میں ہماری بھلائی ہوتی ہے یعنی کبھی کبھی ایسے واقعے پیش آتے ہیں جو ظاہر میں ہمارے لیے مضر معلوم ہوتے

ہیں مگر آخر میں نتیجہ ہمارے حق میں اچھا نکلتا ہے۔ (دیکھو نمبر 816)

(532) خدا می بیند و می پوشد ہمسایہ نہ می بیند و می خرد شد

خدا (ہمارے افعال کو) دیکھتا ہے اور چھپا دیتا ہے۔ ہمسایہ نہیں دیکھتا ہے اور غل مچاتا ہے۔

(533) خدا می دہاند خدا می دہد

خدا ہی دلواتا ہے اور خدا ہی دیتا ہے۔

(534) خداوندانِ نعمت را کرم نیست

مالداروں میں سخاوت نہیں ہوتی۔ (دیکھو نمبر 906)

(535) خدائے کہ دنداں دہد ناں دہد

جو خدا دانت دیتا ہے وہی روٹی بھی دیتا ہے۔

(536) خر ار جل اطلس بپوشد خر است

گدھا اگر اطلس کی جھول پہن لے تو بھی گدھا ہی رہے گا۔ یعنی پوشاک یا ظاہری آرائش سے کسی کے ذاتی عیب نہیں چھپ سکتے۔

(537) خراں را کسے در عروسی نہ خواند ولیکن دمے کاب و ہیزم نماند

گدھوں کو کوئی شادی میں نہیں بلاتا۔ مگر اُس وقت جب پانی اور ایندھن نہیں رہتا۔ یعنی اپنا کام نکلوانے کے لیے آدمی اُن لوگوں کی بھی خاطر کر دیتا ہے جن کی یوں کبھی بات بھی نہ پوچھتا تھا۔

(538) خر بار بر بہ از شیر مردم در

بوجھ لے جانے والا گدھا آدمیوں کو پھاڑ کھانے والے شیر سے بہتر ہے۔ یعنی ایک حقیر ادنیٰ آدمی جس سے اپنا کچھ کام نکلے اُس معزز اور شاندار شخص سے بہتر ہے جس سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

(539) خر چہ داند بہائے قند و نبات

گدھا قند اور مصری کی قیمت کیا جانے۔ یعنی جو شخص کسی چیز کی خوبیوں سے واقف نہ ہو اس کی قدر نہیں کرسکتا۔

(540) خاک باشی خوک باشی یا سگِ مردار باش
ہر چہ باشی باش عرفی اند کے زردار باش

اے عرفی چاہے تو خاک ہو، سُور ہو یا مردار کتا ہو جو کچھ بھی ہو ذرا مالدار ہو۔ یعنی دولت انسان کے عیب چھپا دیتی ہے۔

(541) خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

دنیا کے خاکساروں کو حقارت سے نہ دیکھ، تجھ کو کیا معلوم شاید اس گرد میں کوئی سوار ہو۔ جس طرح اُٹھتی ہوئی گرد میں سے کبھی کوئی شہسوار نکل آتا ہے، اُسی طرح خاکساری کے لباس میں کبھی کوئی بڑا باکمال چھپا ہوتا ہے۔

(542) خرس در کوہ بوعلی سیناست

پہاڑ میں ریچھ بوعلی سینا ہے۔ یعنی جہاں اہل کمال نہ ہوں وہاں باکمال بن بیٹھنا کچھ مشکل نہیں۔ بوعلی سینا = ایک حکیم کا نام۔

(543) خرِ عیسیٰؑ بہ آسماں نہ رود

حضرت عیسیٰؑ کا گدھا آسمان پر نہیں جاسکتا۔ اس قول کے دو مطلب ہیں۔ (1) کمینہ آدمی اچھے آدمیوں کی صحبت سے بھی اس قابل نہیں ہوتا کہ کسی اونچے درجے پر پہنچ جائے۔ (2) اگر کسی شخص کو بڑے مرتبے والے آدمی سے کچھ تعلق ہو مگر اُس میں ذاتی خوبیاں موجود نہ ہوں تو وہ محض اس تعلق کی بنا پر اُس کے مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔ مثلاً اگر کسی

بڑے زبردست باعمل عالم کا بیٹا جاہل یا بداطوار ہو تو اُس کو ہرگز وہ عزت نصیب نہیں ہوسکتی جو اُس کے باپ کو حاصل تھی۔

نوٹ : اس قول کی بنا مسلمانوں کے اس عقیدے پر ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دینا چاہا تو وہ خدا کے حکم سے چوتھے آسمان پر پہنچا دیے گئے اور اب تک وہیں ہیں۔

(544) خرِ عیسیٰؑ گرش بہ مکّہ برند چوں بیاید ہنوز خر باشد

حضرت عیسیٰؑ کے گدھے کو اگر مکّہ لے جائیں تو بھی واپس آنے پر وہ گدھا ہی ہوگا۔ مطلب یہ کہ کسی کی فطرت کو بدل دینا ممکن نہیں۔

(545) خر قیمتِ زعفراں چہ داند

گدھا زعفراں کی قیمت کیا جانے۔ یعنی کسی عمدہ چیز کی قدر وہ نہیں کرسکتا جو اُس کی خوبیوں سے واقف نہ ہو۔

(546) خس اگر برآسماں رود ہماں خسیس است و گوہر اگر در خلاب اُفتد ہماں نفیس

تنکا اگر آسمان پر پہنچ جائے تو بھی ذلیل ہی ہے اور موتی اگر کیچڑ میں گر پڑے تو بھی نفیس ہی ہے۔ یعنی بُری چیز کو کتنی ہی اچھی جگہ رکھو وہ بُری ہی رہے گی اور اچھی چیز کو کتنی ہی بُری جگہ رکھو اُس کی اچھائی میں کمی نہ ہوگی۔ اسی طرح کمینہ آدمی کتنا ہی بڑھ جائے اُس کا کمینہ پن نہ جائے گا اور شریف آدمی کتنا ہی تباہ حال ہوجائے اُس کی شرافت میں فرق نہ آئے گا۔

(547) خسر الدُّنیا والآخرہ

دین اور دنیا دونوں کا خسارہ۔

(548) خس کم جہاں پاک

کوڑا کم دنیا صاف۔ جب کوئی بُرا آدمی کہیں سے چلا جاتا ہے یا مر جاتا ہے تو یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(549) خشت اول گر نہد معمار کج   تا ثریا می رود دیوار کج

اگر معمار پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھ دیتا ہے تو ثریا تک دیوار ٹیڑھی چلی جاتی ہے۔ یعنی اگر کسی کام کی ابتدا خراب ہو جاتی ہے تو وہ آخر تک درست نہیں ہوتا (ثریا سات تاروں کے ایک مجموعے کا نام ہے)۔

(550) خُضرا اے دِمَن حسن روستا

دیہات کا حسن گھورے پر کا سبزہ۔ اس فقرہ میں خوبصورت گنوار عورت مراد ہوتی ہے۔

(551) خضر را با پیرہن دوزی چہ کار

خضر کو کرتا سینے سے کیا کام۔ یعنی اللہ والوں کو دنیاداری سے کیا تعلق۔

(552) خطائے بزرگاں گرفتن خطاست

بزرگوں کی غلطی پکڑنا خطا ہے۔

(553) خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

سویا ہوا سوئے ہوئے کو کب جگا سکتا ہے۔ یعنی ایک غافل دوسرے غافل کو ہوشیار نہیں کرسکتا۔

(554) خلافِ رائے سلطاں رائے جستن
بہ خونِ خویش باشد دست شستن

بادشاہ کی رائے کے خلاف رائے ڈھونڈھنا اپنے خون سے ہاتھ دھونا ہے۔ یعنی حاکم کی مرضی کے خلاف چلنے سے نقصان پہنچتا ہے۔

(555) خَلَّدَاللّٰہُ مَلکَہ و سلطانہٗ/ سلطنتہٗ

خدا اس کی حکومت کو ہمیشہ قائم رکھے۔ کسی زندہ بادشاہ کا ذکر کر کے یہ دعائیہ جملہ کہتے ہیں۔

(556) خلق خدا ملک خدا

خلق خدا کی ملک خدا کا۔

(557) خلوت از اغیار باید نے زِیار

خلوت غیروں سے چاہیے نہ کہ دوست سے۔ یعنی اپنے راز غیروں سے چھپانا چاہیے مگر دوستوں پر ظاہر کر دینا چاہیے۔

(558) خموشی معنیے دارد کہ در گفتن نمی آید

خاموشی میں ایسے معنی ہوتے ہیں جو گفتگو میں نہیں آسکتے۔ یعنی بعض وقت خاموشی سے وہ مطلب ادا ہو جاتا ہے جو لفظوں سے ادا نہیں ہو سکتا۔

(559) خواب خرگوش

خرگوش کی نیند۔ بہت گہری نیند۔ اس سے انتہا کی غفلت مراد ہوتی ہے۔

(560) خواب یک خواب است و باشد مختلف تعبیر ہا

خواب صرف ایک خواب، یعنی بے اصل چیز ہے مگر اُس کی تعبیریں مختلف ہوتی ہیں۔ جب کسی ذرا سی بات سے لوگ طرح طرح کے معنی نکالتے ہیں تو یہ قول نقل کیا جاتا ہے۔

(561) خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش

مالک وہ ہے جس کو اپنے نوکر کی فکر ہو۔ یعنی نوکروں کا خیال رکھنا مالک کا فرض ہے۔

(562) خواجہ داند بہاے شاخ نبات

شاخ نبات کی قیمت خواجہ جانتے ہیں۔ یعنی کسی چیز کی خوبی اس کے

قدردان کے دل سے پوچھو (خواجہ سے حافظ شیرازی مراد ہیں اور شاخ نبات خواجہ صاحب کی معشوقہ کا نام ہے)۔

(563) خوب شد کہ بیل نہ بود

اچھا ہوا کہ بیل نہ تھا۔ یعنی اچھا ہوا کہ فلاں چیز نہ تھی ورنہ نتیجہ اور بھی بُرا ہوتا، یا فتنہ و فساد اور بڑھ جاتا۔ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی بادشاہ کو تحفہ بھیجنا چاہتا تھا۔ پہلے اس نے ارادہ کیا کہ کچھ بیل بھیجوں پھر سوچا کہ بیل سے پیاز اچھی ہے۔ چنانچہ پیاز کے کئی ٹوکرے ساتھ لے کر بادشاہ کے دروازے پر پہنچا۔ بادشاہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ اس بدتمیز کی سزا یہ ہے کہ اسی پیاز سے اس کو مارو۔ یہ حکم ہونا تھا کہ پیاز کی آنڈیاں اس پر برسنے لگیں۔ یہ دیہاتی بیچارہ پٹتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ ''اچھا ہوا کہ بیل نہ تھے'' اس قول میں اسی حکایت کی طرف اشارہ ہے۔

(564) خود پسندی دلیل نادانی است

خود پسندی (یعنی اپنی ہر بات کو اچھا سمجھنا) نادانی کی دلیل ہے۔

(565) خود غلط انشا غلط املا غلط

یہ فقرہ ایسی عبارت کے متعلق کہتے ہیں جو ہر حیثیت سے غلط ہو جو بات بیان کی گئی ہو وہ خود غلط ہو۔ انشا یعنی مضمون نگاری کے قواعد کے لحاظ سے بھی غلط ہو۔ اور الفاظ کا املا بھی غلط ہو۔

(566) خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

ہم جو سمجھتے تھے وہ خود ایک غلطی تھی۔

(567) خود فراموشی کند تہمت دہد استاد را

خود بھول جاتا ہے اور استاد پر تہمت لگاتا ہے۔ یہ مصرع اُس وقت

پڑھتے ہیں جب کوئی شخص خود کوئی غلطی کرتا ہے اور دوسرے کے سر تھوپنا چاہتا ہے۔

(568) خودرا فضیحت دیگراں رانصیحت

خود کو فضیحت دوسروں کو نصیحت۔ یہ جملہ اُس موقع پر بولتے ہیں جب کوئی شخص دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور خود اُس نصیحت پر عمل نہیں کرتا۔

(569) خود کردہ را علاجے نیست

اپنے کیے کا کوئی علاج نہیں ہے۔ یہ جملہ اُس وقت بولتے ہیں جب کسی کو اپنے ہی کسی فعل سے نقصان یا تکلیف پہنچ جائے۔

(570) خود کوزہ و خود کوزہ گر دخود گلِ کوزہ

آپ ہی پیالہ، آپ ہی پیالہ بنانے والا، آپ ہی پیالے کی مٹی۔ یہ اصل میں صوفیوں کا قول ہے جن کے نزدیک سوا خدا کے کوئی شے موجود نہیں ہے۔ اُن کا قول ہے کہ دنیا کی ہر چیز خدا ہے اور جس مادہ سے یہ چیزیں بنی ہیں وہ بھی خدا ہے اور سب چیزوں کا بنانے والا بھی خدا ہے۔ اب یہ مصرع اُس موقع پر بھی پڑھ دیتے ہیں کہ ایک ہی شخص کئی مختلف حیثیتیں رکھتا ہو مثلاً کوئی شخص خود ہی کسی اسکول کا ٹیچر ہو خود ہی ہیڈ ماسٹر ہو خود ہی بورڈنگ ہاؤس کا سپرنٹنڈنٹ ہو۔ خود ہی کلرک کا کام کرے اور خود ہی کتب خانے کا مہتمم بھی ہو۔

(571) خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

کھانا زندہ رہنے اور عبادت کرنے کے لیے ہے مگر تیرا اعتقاد یہ ہے کہ زندگی کھانے کے لیے ہے۔ یہ شعر ان لوگوں کے حسب حال ہے جو اپنی زندگی بیکاری اور تن پروری میں بسر کرتے ہیں۔

(572) خوردہ نہ بردہ ناحق دردِ گردہ

نہ کھایا نہ لے گیا بے کا درد گردہ (میں مبتلا ہو گیا)۔ جب کوئی شخص مفت کی زحمت میں پڑ جائے جس سے کسی طرح کا نفع نہ ہو تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(573) خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست

زندگی ہے تو اچھی چیز مگر افسوس کہ ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔

(574) خوشامد ہر کہ را گفتی خوشامد

جس کی خوشامد کرو اُسی کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔

(575) خوش بود تا محک تجربہ آید بہ میاں
تا سیہ روے شود ہر کہ در او غش باشد

اچھا ہو اگر تجربے کی کسوٹی بیچ میں آجائے تا کہ جس میں میل ہو اُس کا منہ کالا ہو جائے سونے کو کسوٹی پر کسنے سے اگر سنہرا چمکدار نشان پڑ جائے تو سونا کھرا ہے اگر سیاہی مائل نشان پڑے تو کھوٹا ہے۔ مراد اس شعر سے یہ ہوتی ہے کہ تجربہ بھی گویا ایک طرح کی کسوٹی ہے جس سے اچھائی بُرائی جھوٹ سچ سب کھل جاتا ہے۔

(576) خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

بہتر یہ ہے کہ دلبروں کا راز دوسروں کے قصے میں بیان کیا جائے یعنی اگر کسی کا کوئی راز کہنا ہو تو اُس کا نام لے کر نہ کہو، دوسروں کے نام سے بیان کرو۔

(577) خوش حال کسانے کہ بہر حال خوش اند

خوشحال وہی ہیں کہ جو ہر حال میں خوش ہیں۔

(578) خوش خو خویش بیگانگانست و بدخو بیگانہ خویشاں

خوش اخلاق آدمی غیروں کے لیے اپنا ہے اور بداخلاق آدمی اپنوں کے لیے غیر ہے۔ یعنی جو شخص سب لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے اُس سے غیر بھی عزیزوں کی طرح محبت کرنے لگتے ہیں اور جو شخص بُرا برتاؤ کرتا ہے اُس سے عزیز بھی غیروں کی طرح الگ رہتے ہیں۔

(579) خوے بد در طبیعتے کہ نشست   نہ رود جز بوقت مرگ از دست

بُری عادت جس دل میں بیٹھ گئی پھر مرتے ہی وقت نکلتی ہے۔

(580) خوے بدرا بہانہ بسیار

بُری عادت کے لیے بہانے بہت ہیں۔ یعنی اگر کسی شخص کو کوئی بُرا کام کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے تو وہ کسی نہ کسی حیلے سے وہ کام ضرور کرتا ہے۔

(581) خویشی بہ خوشی سودا بہ رضا

قرابت خوشی سے اور سودا رضامندی سے ہوتا ہے۔

(582) خَیرُ الاُمور اَوسَطُھَا

ہر کام کا اوسط اچھا ہوتا ہے یعنی ہر کام کی ایک مناسب حد ہوتی ہے اُس کے آگے بڑھ جانا بھی بُرا ہوتا ہے اور اس سے پیچھے رہ جانا بھی بُرا ہوتا ہے۔

(583) دارم چرا نپوشم

میرے پاس ہے پھر میں کیوں نہ پہنوں۔ جب کوئی آدمی کوئی چیز بے موقع یا بے ضرورت پہن لیتا ہے تو یہ جملہ کہتے ہیں۔

(584) داشتہ آید بکار اگرچہ باشد سرِ مار

رکھی ہوئی چیز کام آتی ہے اگرچہ وہ سانپ کا سر ہو یعنی کوئی چیز کتنی ہی

بیکار کیوں نہ معلوم ہوتی ہو مگر کبھی نہ کبھی کام دے ہی جاتی ہے۔

(585) داغ فرزندے کند فرزند دیگر را عزیز

ایک لڑکے کا داغ دوسرے لڑکے کو پیارا کر دیتا ہے۔ یعنی جس کا ایک لڑکا مر جاتا ہے تو اُس کو دوسرے لڑکے سے زیادہ محبت ہو جاتی ہے۔

(586) دامے درمے قدمے سخنے

کوڑی سے پیسے سے (ہاتھ) پاؤں سے زبان سے۔ یعنی ہر طرح سے۔

(587) داند آنکس کہ فصاحت بکلامے دارد
ہر سخن موقع و ہر نقطہ مقامے دارد

جس شخص کے کلام میں فصاحت ہے وہ جانتا ہے کہ ہر بات کا ایک موقع اور ہر نقطے کا ایک مقام ہوتا ہے۔

(588) دانہ دانہ بہم شود انبار

دانہ دانہ مل کر ڈھیر ہو جاتا ہے۔ تھوڑا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے۔

(589) دانی ہمہ اوست و نہ دانی ہمہ اوست

جانو تو سب کچھ وہی ہے اور اگر نہ جانو تو سب کچھ وہی ہے۔ اس قول سے یہ مراد ہوتی ہے کہ تمہارے جاننے نہ جاننے سے حقیقت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

(590) در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند

لالچ چڑیوں اور مچھلیوں کو گرفتار کروا دیتی ہے۔ یعنی لالچ کرنے والا طرح طرح کی دقتوں اور مصیبتوں میں پھنس جاتا ہے۔

(591) دریں چہ شک

اس میں کیا شک ہے۔

(592) درایں ورطہ کشتی فروشد ہزار که نامد بروں تختۂ بر کنار

اس بھنور میں ہزاروں کشتیاں ایسی ڈوبیں کہ ایک تختہ بھی کنارے نہ نکلا۔

(593) در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

باغ میں لالہ اُگتا ہے اور اوسر زمین میں گھاس۔ یعنی جیسی جس کی طبیعت کی اُفتاد ہوتی ہے ویسا ہی اثر وہ ہر چیز سے لیتا ہے۔ (دیکھو نمبر 238)

(594) در بلا بودن بہ از بیمِ بلا

بلا میں ہونا بلا کے خوف سے اچھا ہے۔ یعنی کسی مصیبت کے آنے سے پہلے اُس کے خوف سے جتنی تکلیف ہوتی ہے اتنی مصیبت میں گرفتار ہو جانے سے بھی نہیں ہوتی۔

(595) در بیاباں فقیر گرسنہ را شلغم پختہ بہ ز نقرۂ خام

جنگل میں بھوکے فقیر کے لیے پکا ہوا شلجم خالص چاندی سے اچھا ہے۔ یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ کوئی چیز جو ضرورت کے وقت کام آئے اُس اعلیٰ سے اعلیٰ چیز سے بہتر ہے جس سے ہمارا کام نہ نکل سکے۔

(596) در بیاباں گر بہ شوق کعبہ خواہی زد قدم
سرزنشہا گر کند خار مغیلاں غم مخور

اگر کعبہ کے شوق میں بیاباں میں قدم رکھنا چاہتا ہے تو ببول کے کانٹوں کے چبھنے کی پروا نہ کر۔ یعنی اگر کوئی کام کرنے کا مصمم ارادہ ہو تو اس میں جو تکلیفیں پیش آئیں ان کو برداشت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

(597) در بیشہ گماں مبر کہ خالی است باشد/شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

جنگل میں یہ گمان نہ کر کہ وہ خالی ہے۔ ممکن ہے کہ چیتا سو رہا ہو۔ یعنی

آدمی کو ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے۔ کبھی کہیں یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارا کوئی مخالف یا دشمن نہیں ہے۔

(598) درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند انچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

مجھ کو طوطے کی طرح رکھا ہے۔ استاد ازل نے آئینے کے پیچھے سے جو کچھ کہا وہی میں بھی کہہ دیتا ہوں۔ جب کوئی شخص اپنی عقل سے بات نہیں کرتا کسی دوسرے کی کہی ہوئی یا سکھائی ہوئی باتیں کہہ دیتا ہے یا جب کوئی کسی معاملے میں خود کوئی رائے نہیں رکھتا کسی دوسرے کی رائے بیان کردیتا ہے تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔ کبھی کبھی اس شعر کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ اپنے اقوال و افعال میں ہم کو کچھ دخل نہیں۔ خدا جو کچھ ہمارے دل میں ڈال دیتا ہے ہم وہی کہتے ہیں اور وہی کرتے ہیں۔ یہ مراد بھی ہوسکتی ہے کہ ہم لکیر کے فقیر ہیں۔ جو بات باوا آدم کے زمانے سے ہوتی چلی آئی ہے وہی ہم بھی کرتے ہیں۔

نوٹ: طوطے کو پڑھانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس کا پنجرہ ایک آئینے کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے اور پڑھانے والا آئینے کے پیچھے بیٹھ کر طرح طرح کی بولیاں بولتا ہے طوطا آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر یہ سمجھتا ہے کہ یہ دوسرا طوطا ہے جو بول رہا ہے۔ اور اپنے ہم جنس کو بولتے ہوئے دیکھ کر خود بھی وہی بولیاں بولنے لگتا ہے۔

(599) درپس ہر گریہ آخر خندہ ایست مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

ہر رونے کے بعد آخر ہنسی ہے۔ انجام پر نظر رکھنے والا آدمی مبارک بندہ ہے۔ جو شخص انجام پر نظر رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ کوئی غم ہمیشہ باقی نہیں رہتا اس لیے وہ کسی غم انگیز حادثے سے بہت پریشان نہیں ہوتا۔

(600) درحضرتِ کریم تقاضا چہ حاجت است

سخی کے سامنے تقاضا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی سخی آدمیوں کو اگر معلوم ہوجائے کہ فلاں شخص حاجت مند ہے تو وہ خود اس کی مدد کرتے ہیں، ان سے مانگنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(601) در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

اگر گھر میں کوئی آدمی ہے تو ایک بات کہہ دینا کافی ہے۔ یعنی اگر تمہارا مخاطب کوئی عقلمند آدمی ہے تو ایک اشارہ کافی ہے۔

(602) در خانۂ مور شبنمے طوفان است

چونٹی کے گھر میں ذرا سی شبنم ہی ایک طوفان ہے۔ یعنی وہی بات جو ایک بڑے آدمی پر کچھ اثر نہیں کرتی چھوٹے آدمی پر اُس کا بہت کچھ اثر پڑتا ہے۔ مثلاً کسی امیر آدمی کا ایک روپیہ کھو جائے تو اُسے کچھ بھی تکلیف نہ ہوگی اور اگر کسی غریب کا ایک روپیہ جاتا رہے تو اس کے یہاں کئی فاقے ہوجائیں گے۔

(603) درختِ کاہلی کفر آورد بار

کاہلی کے درخت میں کفر کا پھل لگتا ہے۔ یعنی کاہلی اتنی بُری چیز ہے کہ اس کا انجام کفر تک پہنچتا ہے۔

(604) درد خود پیش دردمند بگو

اپنی مصیبت اُس شخص کے سامنے بیان کرو جس پر کوئی مصیبت پڑی ہو۔ (وہ تمہاری حالت خوب سمجھے گا اور تم سے ہمدردی کرے گا)

(605) درِ درویش را درباں نباید

فقیر کے دروازے پر دربان کی ضرورت نہیں۔ یعنی اللہ والوں کے یہاں کسی کی روک ٹوک نہیں۔

(606) در دست دیگرے ست خزاں و بہار ما

ہماری خزاں اور بہار کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی ہمارا خوش اور رنجیدہ رہنا کسی دوسرے شخص کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو ہم کو خوش رکھے اور چاہے تو رنجیدہ رکھے۔

(607) در رہِ منزل لیلیٰ کہ خطر ہاست بجاں
شرط اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی

لیلیٰ کے مکان کے راستے میں جان کے خطرے بہت ہیں (اگر تم وہاں پہنچنا چاہتے ہو تو) شرط یہ ہے کہ پہلے ہی قدم پر مجنوں ہو جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ کسی اعلیٰ مقصد کے حصول میں بہت سی دقتیں پیش آتی ہیں اور وہی شخص کامیاب ہوسکتا ہے جو اُس کے حاصل کرنے کی دھن پر دنیا و مافیہا کو بھول جائے۔

(608) درشتی و نرمی بہم در بہ است   چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

سختی و نرمی ساتھ ساتھ اچھی ہوتی ہے جس طرح فصد کھولنے والا کہ نشتر بھی دیتا ہے اور مرہم بھی لگاتا ہے۔ یعنی آدمی میں سختی اور نرمی دونوں ہونا چاہیے۔ نہ ہمیشہ سختی اچھی ہے نہ ہمیشہ نرمی۔

(609) در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست

معاف کرنے میں وہ لذت ہے جو بدلہ لینے میں نہیں ہے۔

(610) در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش

نیک کام کرنے کی کوشش کرو اور جو چاہو پہنو۔ یعنی اچھے لوگوں کا سا لباس پہن لینا بے سود ہے اچھے کام کرنا چاہیے۔

(611) در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

نیک کام کے لیے استخارہ کی ضرورت کچھ نہیں ہے۔ یعنی کسی اچھے کام

میں نہ پس و پیش کرنے کی ضرورت ہے نہ صلاح و مشورہ کی حاجت۔
استخارہ = مسلمانوں میں دستور ہے کہ جب کسی نازک موقع پر عقل یہ تصفیہ نہیں کرسکتی کہ فلاں کام کیا جائے یا نہ کیا جائے تو طبیعت کی یکسوئی کے لیے خدا کی طرف دھیان لگا کے دل میں اُس سے مشورہ کرتے ہیں اور قرعہ ڈالتے ہیں اور قرعہ کے حکم کے مطابق اُس کام کو اختیار یا ترک کرتے ہیں۔ اس قرعہ اندازی کو استخارہ کہتے ہیں۔ لفظ استخارہ کے لغوی معنی ہیں طلب خیر کرنا۔ بھلائی چاہنا۔ استخارہ کے کئی طریقے رائج ہیں۔

(612) درکفر ہم ثابت نہ زنار را رسوا مکن

تو کفر میں بھی پکا نہیں ہے زنار کو ذلیل نہ کر۔ یعنی تم جس جماعت کے رکن ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اس کے معیار پر بھی پورے نہیں اُترتے۔ اس لیے تمہارا یہ دعویٰ بھی اُس جماعت کی توہین ہے۔

(613) درمحفل خود راہ مدہ ہمچو منے را افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

اپنی محفل میں مجھ سے آدمی کو داخل نہ ہونے دو۔ غمگین آدمی پوری محفل کو غمگین کر دیتا ہے۔

(614) درمیان راز مشتاقاں قلم نامحرم است

شوق والوں کے رازوں میں قلم اجنبی ہے۔ یعنی اہل شوق کے راز لکھنے کی چیز نہیں ہے۔ اُن کو دل ہی خوب سمجھتا ہے۔ نہ زبان میں ان کے بیان کی قدرت ہے نہ قلم میں ان کے لکھنے کی طاقت۔

(615) درمیان قعر دریا تختہ بندم کردهٔ
بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

دیکھو نمبر 156

(616) دروغ وراست برگردن راوی

جھوٹ سچ بیان کرنے والے کی گردن پر۔ اس فقرے سے کہنے والے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ بات ہم سے یوں ہی بیان کی گئی ہے خدا جانے سچ ہے یا جھوٹ۔

(617) دروغ گورا تا بہ در باید رسانید

جھوٹے کو دروازے تک پہنچانا چاہیے۔ اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جھوٹے کو جھوٹ بولنے کا اس قدر موقع دینا چاہیے کہ اس کا جھوٹ کھل جائے۔

(618) دروغ گورا حافظہ نباشد

جھوٹ بولنے والے کو بات یاد نہیں رہتی۔

(619) دروغ گویم بروے تو

تیرے منہ پر جھوٹ بولتا ہوں۔ جب کوئی کسی دوسرے کے سامنے اُسی کے بارے میں کوئی جھوٹی بات کہتا ہے تو وہ دوسرا شخص یہ جملہ کہتا ہے۔

(620) دروغ مصلحت آمیز بہ از راستیِ فتنہ انگیز

جس جھوٹ میں کوئی مصلحت شامل ہو وہ اس سچ سے اچھا ہے جس سے کوئی فساد اُٹھ کھڑا ہو۔

(621) درویش صفت باش و کلاہِ تتری دار

(دیکھو نمبر 482)

(622) درویش ہر کجا کہ شب آید سرائے اوست

فقیر کو جہاں رات ہو جائے وہی اُس کا گھر ہے۔

(623) درِ یتیم را ہمہ کس مشتری بود

عمدہ موتی کے سب خریدار ہوتے ہیں۔ یعنی اچھی چیز کی سب قدر

کرتے ہیں۔
نوٹ: جب کسی سیپ سے ایک ہی موتی نکلتا ہے تو اُسے درِ یتیم کہتے ہیں۔ ایسا موتی بالعموم بہت بڑا اور بہت قیمتی ہوتا ہے۔

(624) دزد از خانۂ مفلس خجل آید بیروں
مفلس کے گھر سے چور شرمندہ نکلتا ہے۔

(625) دزد دانا می کشد اول چراغِ خانہ
عقلمند چور پہلے گھر کا چراغ بجھا دیتا ہے۔ یعنی ہوشیار اور چالاک لوگ جب کوئی بُرا کام کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس کا انتظام کر لیتے ہیں کہ کوئی اُن کی بدکاری سے واقف نہ ہوسکے۔

(626) دست از طلب ندارم تا کام من برآید
جب تک میرا مقصد حاصل نہ ہو جائے گا میں طلب سے ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا۔ یعنی کوشش سے باز نہ رہوں گا۔ اس مصرع سے مستقل ارادے کا اظہار مقصود ہے۔

(627) دست بہ کار و دل بہ یار
ہاتھ کام میں اور دل دوست میں۔ یہ فقرہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی شخص ہاتھ سے کام کر رہا ہو مگر اُس کی طرف متوجہ نہ ہو دل میں کچھ اور سوچ رہا ہو۔

(628) دست بے ہنر کفچۂ گدائی است
جس ہاتھ میں کوئی ہنر نہ ہو وہ گدائی کا کفچہ (بھیک کا پیالہ) ہے۔ جس شخص کو کوئی ہنر نہیں آتا اُسے بھیک مانگنا پڑتی ہے۔

(629) دست خود دہان خود
اپنا ہاتھ اور منہ۔ یہ فقرہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی بے تکلف مہمان

سے یہ کہنا مقصود ہوتا ہے کہ فلاں چیز تم خود اپنے ہاتھ سے نکالو اور کھاؤ۔

(630) دست زیر سنگ را آہستہ می باید کشد

پتھر کے نیچے دبے ہوئے ہاتھ کو آہستہ سے کھینچنا چاہیے۔ یعنی جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ تو اطمینان سے خوب سوچ سمجھ کر اُس سے نکلنے کی تدبیر کرو۔ جلدی میں کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھو کہ وہ مصیبت اور بڑھ جائے۔

(631) دست شکستہ وبال گردن

ٹوٹا ہوا ہاتھ گردن کے لیے وبال ہے۔ یعنی جب تک کسی چیز سے ہمارا کام نکلتا رہتا ہے اسی وقت تک ہم اس کی قدر کرتے ہیں اور وہ چیز ہم کو پیاری ہوتی ہے مگر جب وہ ہمارے کام کی نہیں رہتی تو اس کو اپنے پاس رکھنا بھی ہمیں گراں گزرتا ہے۔

(632) دست من کوتاہ وخُرما بر نخیل

میرا ہاتھ چھوٹا ہے اور چھوہارے درخت پر ہیں۔ جب کوئی چیز کسی کی دسترس سے باہر ہوتی ہے تو وہ یہ قول نقل کرتا ہے۔

نخیل = چھوہارے کا درخت

(633) دشمن اگر قویست نگہباں قوی تر است

اگر دشمن طاقت ور ہے تو حفاظت کرنے والا (خدا) اس سے زیادہ طاقت ور ہے۔

(634) دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

اگر دوست مہربان ہو تو دشمن کیا کرسکتا ہے، دوست سے خدا بھی مراد لیتے ہیں۔

(635) دشمن دانا بہ از دوستِ ناداں
عقلمند دشمن بے عقل دوست سے بہتر ہے۔

(636) دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد
دشمن کو حقیر اور بے بس نہیں سمجھ سکتے۔ یعنی دشمن کتنا ہی کمزور اور کتنا ہی بے بس کیوں نہ ہو اُس کی طرف سے غافل نہ رہنا چاہیے۔

(637) دل بدست آور کہ حج اکبر است   از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کوئی دل ہاتھ میں لو (یعنی کسی کی دلجوئی کرو) کہ یہ حج اکبر ہے۔ ایک دل ہزاروں کعبوں سے بہتر ہے۔ یعنی ایک شخص کی دلجوئی کرنا ہزاروں کعبوں کے طواف یا کعبہ کے ہزاروں طوافوں سے بہتر ہے۔ اکثر اس شعر کا صرف پہلا مصرع پڑھتے ہیں۔

(638) دل بدست دگرے دادن و حیراں بودن
اپنا دل کسی دوسرے کے ہاتھ میں دے دینا اور حیران ہونا۔ جب کوئی شخص بیٹھے بٹھائے کوئی زحمت مول لیتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(639) دل بہ یار و دست بہ کار
دیکھو نمبر 626

(640) دل را بہ دل رہے ست دریں گنبد سپہر
آسمان کے اس گنبد میں (یعنی دنیا میں) دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔

(641) دل نخواستہ را عذر بسیار
جس کام کو دل نہ چاہے اس کے لیے عذر بہت ہیں۔

(642) دل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم
سارا دل داغ داغ ہو گیا ہے کہاں کہاں پھاہا رکھوں۔ جب کسی کام میں اتنی خرابیاں آپڑتی ہیں کہ اُس کی درستی امکان سے باہر ہو جاتی ہے تو یہ

مصرع پڑھتے ہیں (دیکھو نمبر 392)۔

(643) دلے داریم واندوہے سرے داریم وسودائے

میرا دل ہے اور غم ہے۔ میرا سر ہے اور سودا ہے۔ اس مصرعے سے اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

(644) دنیا و مافیہا

دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے۔

(645) دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ

دنیا ہیچ ہے اور دنیا کے سب کام ہیچ ہیں۔

(646) دو چیز تیرۂ عقل است دم فرو بستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی گفتن

بولنے کے وقت چپ رہنا اور چپ رہنے کے وقت بولنا ان دو چیزوں سے عقل کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔

(647) دو چیز در دو چیز گفتن نہ شاید۔ ذکرِ جوانی در پیری و ذکر توانگری در فقیری

دو چیزوں کا ذکر دو حالتوں میں نہ کرنا چاہیے۔ جوانی کا ذکر بڑھاپے میں اور امیری کا ذکر غریبی میں۔

(648) دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را

جب دو دل ایک ہو جاتے ہیں تو پہاڑ توڑ ڈالتے ہیں اور مجمع کو پراگندہ کر دیتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اتفاق و اتحاد سے بڑے بڑے کام کیے جا سکتے ہیں۔

(649) دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

دوست وہ ہے جو پریشانی اور تکلیف کی حالت میں دوست کا ہاتھ پکڑے یعنی اس کی مدد کرے۔

(650) دوست گر دوست شود ہر دو جہان دشمن گیر

دوست اگر دوست ہوجائے تو دونوں جہانوں کو دشمن سمجھو۔ یعنی جسے تم چاہتے ہو وہ اگر حقیقت میں تمہارا دوست ہوجائے تو پھر دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھنا چاہیے۔

(651) دوستی بے خرد چوں دشمنی ست

بے وقوف کی دوستی بھی دشمنی کے مانند ہے۔

(652) دوستی مایۂ ناز است نہ کہ سرمایۂ دولت

دوستی ناز کا سامان ہے دولت کا سرمایہ نہیں۔ یعنی دوستی وہ چیز ہے جس پر فخر کیا جائے۔ دولت جمع کرنے کا ذریعہ نہیں ہے۔ اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ فلاں شخص کی دوستی سے تم کو کیا حاصل اور وہ جواب میں یہ قول نقل کردے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دوستی خود ہی ایسی چیز ہے جس پر ناز کیا جائے یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں کہ دوستی سے حاصل کیا ہوگا۔

(653) دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را
بلاے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

مجنوں کی جان کو دُہرا عذاب ہے۔ لیلیٰ کی صحبت کی بلا اور لیلیٰ کی جدائی۔ یہ شعر اُس وقت پڑھتے ہیں جب کسی بات کے دو پہلو ہوں اور ہر پہلو کو اختیار کرنے میں کچھ نہ کچھ خرابی لازم آتی ہو۔

(654) دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند

دس فقیر ایک کملی میں سو رہتے ہیں مگر دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں سماتے ہیں۔

(655) دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ

کتے کا منہ نوالے سے سی دینا ہی اچھا ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص کچھ صرف کر دینے سے کسی بدزبان کی بدزبانی سے بچ سکتا ہو تو اُسے صرف کر دینا ہی مناسب۔

(656) دیر آید درست آید

جو کام دیر میں ہوتا ہے وہ ٹھیک ہوتا ہے۔

(657) دیگر بخود مناز کہ ترکی تمام شد

اب اپنے اوپر ناز نہ کرو کیونکہ ترکی تمام ہوگئی۔ یعنی تمہارا سارا زور و شور ختم ہوگیا۔ رُعب داب مٹ گیا اب غرور کس بات پر ہے۔

(658) دیوار ہم گوش دارد

دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی بات پوشیدہ رکھنا ہو تو تنہائی میں بھی اُسے منہ سے نہ نکالو، ممکن ہے کہ کوئی دیوار کی آڑ سے سن رہا ہو۔

(659) دیوانہ باش تا غمِ تو دیگراں خورند

دیوانہ ہو جا تا کہ دوسرے لوگ تیری خبر گیری کریں۔ یعنی اگر تو بے غمی اور بے فکری کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے، تو دیوانہ ہو جا ورنہ جب تک ہوش و حواس بجا ہیں فکروں سے نجات نہیں مل سکتی۔

(660) دیوانہ بکار خویش ہشیار

دیوانہ (مگر) اپنے کام کے لیے ہوشیار۔ بعض لوگ دیکھنے میں بے وقوف سے معلوم ہوتے ہیں مگر اپنے معاملات میں بڑے ہوشیار ہوتے ہیں۔ یہ مصرع ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا گیا ہے۔

(661) دیوانہ را ہوے بس است

دیوانے کے لیے ایک ہو کافی ہے۔ یہ فقرہ ایسے لوگوں کے لیے استعمال

کرتے ہیں جو ذرا سے چھیڑ دینے پر بہت کچھ کہنے یا کرنے پر تیار ہوجاتے ہیں۔

(662) دیو بگریزد ازاں قوم کہ قرآن خوانند
آدمی زادہ نگہ دار کہ مصحف نہ برد

جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں اُن سے شیطان بھاگتا ہے مگر آدمی پر نگاہ رکھو کہیں قرآن ہی نہ لے بھاگے۔ یعنی آدمی سب سے بڑا شیطان ہے اور اس کی شیطنت سے بچنا بہت مشکل ہے۔

(663) ذَالِکَ فَضل اللہ یوتیہ من یشاء

یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ جب کوئی شخص کسی کو بہت اچھی حالت میں دیکھتا ہے یا اُس میں کوئی عمدہ وصف یا غیر معمولی قابلیت پاتا ہے تو یہ آیت پڑھتا ہے۔

(664) ذکر العیش نصف العیش

عیش کا ذکر آدھا عیش ہے۔ یعنی عیش و آرام کے ذکر میں بھی کچھ عیش کا سا لطف ہوتا ہے۔

(665) ذکر مکان از ادب مکیں

مکان کا ذکر مکیں (یعنی مکان میں رہنے والے) کے ادب سے۔ یہ فقرہ اس موقع پر بولتے ہیں جب کسی ایسی چیز کا ذکر کیا جاتا ہے جو خود قابل ذکر نہیں ہوتی بلکہ اُس کا تعلق کسی دوسری قابلِ ذکر ذات سے ہوتا ہے۔

(666) ذوقِ چمن ز خاطر صیاد می رود

چڑیمار کے دل سے چمن کا لطف جاتا رہتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ جو کام اپنے شوق سے کیا جاتا ہے اُس میں بہت لطف آتا ہے اور جو کام

ضرورتوں سے مجبور ہو کر کرنا پڑتا ہے اُس میں کوئی لطف باقی نہیں رہتا۔
اس میں شک نہیں کہ چمن کی سیر بڑے لطف کی چیز ہے مگر ایک چڑیمار
جو اپنے شوق سے نہیں بلکہ اپنا پیٹ پالنے کے لیے چڑیوں کا شکار
کرنے کی غرض سے روز چمن میں جایا کرتا ہے اسے اس سیر میں کچھ
بھی لطف نہیں آتا۔

(667) ذوق گل چیدن اگر داری بہ گلزارے برو

اگر تجھے پھول چننے کا شوق ہے تو کسی پھلواری میں جا۔ یعنی اگر تم کوئی
مقصد حاصل کرنا چاہتے ہو تو گھر سے نکلو اور مناسب تدبیریں اختیار
کرو۔ بغیر دوڑ دھوپ کیے گھر بیٹھے کوئی مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔

(668) راحت طلباں دردِ دل زار نہ دانند

جن کی زندگی راحت میں گزرتی ہے وہ درد بھرے دل کا دُکھ نہیں سمجھتے۔

(669) راز خود با یار خود چنداں کہ بتوانی مگو

جہاں تک ممکن ہو اپنا راز اپنے دوست سے بھی نہ کہو۔

(670) راز درونِ پردہ زِ رندانِ مست پرس

پردے کے اندر کا راز مست رندوں سے پوچھو۔ اس سے مطلب یہ ہوتا
ہے کہ جن رازوں سے ہم واقف ہیں تم کو اُن کی کیا خبر۔

(671) راز دل جز بیار نتواں گفت

دل کا بھید دوست کے سوا کسی سے نہیں کہا جا سکتا۔

(672) راست و دروغ بر گردن راوی

جھوٹ سچ بیان کرنے والے کی گردن پر۔ اس فقرے سے مراد یہ ہوتی
ہے کہ یہ بات ہم سے یوں ہی بیان کی گئی ہے معلوم نہیں کہ سچ ہے یا
جھوٹ۔ (دیکھو نمبر 415)

(673) راستی راز وال کے باشد

سچائی کو زوال کہاں یعنی ''سانچ کو آنچ نہیں۔''

(674) راستی موجب رضاے خداست

سچائی خدا کی خوشنودی کا باعث ہے۔

(675) رحمۃ اللہ علیہ

اس پر خدا کی رحمت ہو۔ کسی مرحوم بزرگ کے نام کے ساتھ یہ دعائیہ فقرہ استعمال کرتے ہیں۔

(676) رحمتِ حق بہانہ می خواہد رحمتِ حق بہا نمی خواہد

خدا کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے۔ خدا کی رحمت قیمت نہیں چاہتی۔

(677) رزق را روزی رساں پر می دہد

روزی دینے والا یعنی خدا رزق کو پر دے دیتا ہے یعنی ہر شخص کا رزق کسی نہ کسی طرح اُس کے پاس ضرور پہنچ جاتا ہے۔

(677 الف) رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند

خوشخبری پہنچی کہ غم کے دن باقی نہ رہیں گے نہ وہ حالت باقی رہی نہ یہ حالت باقی رہے گی۔ یعنی نہ وہ عیش کے دن باقی رہے نہ یہ غم کا زمانہ باقی رہے گا۔

(677 ب) رسیدہ بود بلاے و لے بخیر گزشت

ایک بلا آتو پہنچی تھی مگر خیریت سے گزر گئی۔

(678) رشتۂ در گردنم افگندہ دوست می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

دوست نے میری گردن میں ایک رسّی ڈال دی ہے اور جہاں اس کا جی چاہتا ہے مجھے لے جاتا ہے۔ یعنی میں کوئی کام اپنی خوشی سے نہیں کرتا مجھے کسی دوسرے کی مرضی کے مطابق چلنا پڑتا ہے۔

(679) رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ

مالک کی مرضی سب چیزوں سے بہتر ہے۔ یعنی وہی کام کرنا چاہیے جس سے خدا خوش ہو۔ اس جملے کے یہ معنی بھی ہوتے ہیں کہ ہمارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ جب کسی شخص پر کوئی سخت حادثہ گزر جاتا ہے تو بھی تسکین قلب یا تلقین صبر کے لیے یہ قول نقل کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا کی مرضی میں بندوں کو کیا دخل جو کچھ اس کی مرضی تھی وہی ہوا۔

(680) رضی اللہ عنہ

خدا اُس سے راضی ہو۔ بزرگان دین کا نام لینے کے بعد اکثر مسلمان یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(681) رفتن بہ پاے مردئ ہمسایہ در بہشت

پڑوسی کے برتے پر بہشت میں جانا۔ یعنی کسی دوسرے کے برتے پر کوئی کام کرنا۔ (دیکھو نمبر 491)

(682) رفیق کنج تنہائی کتاب است

کتاب گوشۂ تنہائی کی رفیق ہے۔ یعنی تنہائی کی حالت میں کتاب ایک رفیق کا کام دیتی ہے۔

(683) رقص کردن خود نداند صحن را گوید کج است

ناچ نہ آئے آنگن ٹیڑھا۔

(684) رموزِ عاشقاں عاشق بداند

عاشقوں کے راز عاشق ہی جانتا ہے۔ یعنی کسی کی حالت یا کیفیت کا صحیح اندازہ وہی کرسکتا ہے جس کی خود وہی حالت یا کیفیت ہو۔

(685) رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند

اپنی سلطنت کے راز بادشاہ ہی جانتے ہیں۔ عام محاورے میں اس مصرع کے یہ معنی لیے جاتے ہیں کہ ہر شخص اپنی مصلحتیں خود ہی سمجھتا ہے دوسرے لوگ نہیں سمجھ سکتے۔

(686) رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار

بے نام و ننگ رند کو مصلحت بینی سے کیا کام۔ یعنی ایک رند مشرب لااُبالی آدمی جس کو نیک نامی اور بدنامی کی بھی پروانہیں مصلحت پر کیوں نظر کرے انجام کیوں سوچے جو اُس کے جی میں آتا ہے کر گزرتا ہے۔

(687) رندی و ہوسناکی درعہد شباب اولیٰ

رندی اور ہوس پرستی جوانی ہی میں ٹھیک ہے۔ بڑھاپے میں یہ باتیں زیب نہیں دیتی ہیں۔

(688) رنگریز بریش خود درماندہ

رنگریز اپنی داڑھی میں عاجز ہے۔ یعنی وہ اور سب چیزیں تو رنگ دیتا ہے مگر اپنی داڑھی نہیں رنگ سکتا۔ مراد یہ ہے کہ دوسروں کے بگڑے ہوئے کام بنانا آسان ہے مگر جب خود کسی پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کچھ بنائے نہیں بنتی۔

(689) رواق و منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

میری آنکھ کی مہتابی اور جھروکہ تیرا گھر ہے۔ کرم کر اور چلا آ کہ میرا گھر تیرا ہی گھر ہے۔ کسی دوست کو اپنے یہاں بلاتے وقت یہ شعر لکھتے ہیں۔

(690) روح را صحبتِ ناجنس عذابے ست الیم

ناجنس کی صحبت روح کے لیے ایک تکلیف دہ عذاب ہے۔ یعنی ایسے لوگوں میں رہنا ایک مصیبت ہے جن کے طور طریق، عادات و خیالات بالکل مختلف ہوں۔

(691) روز نو روزی نو

نیا دن نئی روزی۔ یعنی کل کے لیے آج سے فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ آج جو کچھ ملا ہے اُسے اطمینان اور بے فکری سے صرف کرو کل کی بات کل کے ساتھ ہے۔ جس خدا نے آج دیا ہے وہی کل بھی دے گا۔ اس قول کے مصداق وہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو اپنی روزی حاصل کرنے کا طریقہ روز روز بدلا کرتے ہیں۔

(692) روزی بقدر ہمت ہر کس مقرر است

ہر شخص کی روزی اس کی ہمت کے موافق مقرر ہے۔ یعنی جتنی ہمت جو شخص کرے گا اتنی ہی روزی اُسے ملے گی۔

(693) روشن دلاں خوشامد شاہاں نگفتہ اند
آئینہ عیب پوش سکندر نمی شود

صاف دل لوگ بادشاہوں کی خوشامد نہیں کرتے۔ آئینہ سکندر کے عیب نہیں چھپاتا۔

نوٹ: کہتے ہیں کہ آئینہ سکندر اعظم کی ایجاد ہے۔

(694) رو مسخرگی پیشہ کن و مطربی آموز تا داد خود از کہتر و مہتر بستانی

جا مسخراپن کو اپنا پیشہ بنا لے اور گانا بجانا سیکھ لے تا کہ چھوٹے بڑے سب تیری تعریف کریں۔ یعنی بلند خیال اور اعلیٰ اُصول والے لوگ ہردلعزیز نہیں ہو سکتے۔ مسخرے اور گانے بجانے والے البتہ ہردلعزیز

ہو سکتے ہیں۔

(695) رویش بیں حالش مپرس

اس کی صورت دیکھ۔ اس کا حال نہ پوچھ۔ یعنی اس کی پریشان حالی اُس کی صورت ہی سے ظاہر ہے، پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(696) روے مفلسی سیاہ

مفلسی کا منہ کالا۔

(697) رہ راست برو اگر چہ دور است

سیدھے راستے پر چلو چاہے وہ دور ہی ہو۔

(698) ریش باید دو سہ موئے و زنخداں پوشے
نہ کہ ریشے کہ درو بچہ دہد خرگوشے

داڑھی ایسی ہونا چاہیے کہ اس میں دو تین بال ہوں اور ٹھڈی کو چھپالے نہ کہ وہ داڑھی جس میں خرگوش بچے دے دے۔

(699) زبان خلق نقارۂ خدا

خلقت کی زبان خدا کا نقارہ ہے۔ یعنی اگر سب لوگ یک زبان ہو کر کہیں کہ ایسا ہوگا تو سمجھ لو کہ ویسا ہی ہوگا۔

(700) زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم

میرے دوست کی زبان ترکی ہے اور میں ترکی زبان جانتا نہیں ہوں۔ جب کسی کی بات یا کسی کی زبان سمجھ میں نہیں آتی تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(701) ز جاہل گریزندہ چوں تیر باش   نیا میختہ چوں شکر شیر باش

جاہل سے تیر کی طرح دور بھاگ، دودھ شکر کی طرح (اس سے) مل نہ جا۔

(702) ز دریا می کشد صیّاد دام آہستہ آہستہ

ماہی گیر دریا سے آہستہ آہستہ جال کھینچتا ہے۔ یعنی صبر و استقلال کے

ساتھ کوشش کرنے سے آدمی رفتہ رفتہ اپنا مقصد حاصل کرلیتا ہے اور جلدی کرنے سے کام بگڑ جاتا ہے۔

(703) زر برسر فولاد نہی نرم شود

روپیہ اگر فولاد پر رکھ دو تو وہ بھی نرم ہو جائے۔ یعنی روپیہ کے ذریعے سے سخت سے سخت آدمی بھی رام کیا جاسکتا ہے۔

(704) زردادن و دردسر خریدن

روپیہ دینا اور سر کا درد خریدنا۔ اگر کوئی شخص روپیہ صرف کر کے کسی طرح کی زحمت یا تکلیف مول لے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(705) زر را زر می کشد

روپیہ کو روپیہ کھینچتا ہے۔ اس جملے سے اکثر یہ مطلب ہوتا ہے کہ جن کے پاس دولت ہوتی ہے اُنھیں کو اور دولت ملتی ہے۔

(706) زر زر کشد در جہاں گنج گنج

دنیا میں روپیہ روپے کو کھینچتا ہے اور خزانہ خزانے کو۔ یعنی مالداروں ہی کو اکثر دولت مل جاتی ہے۔

(707) زر کار کند مرد لاف زند

روپیہ کام کرتا ہے اور آدمی ڈینگ مارتا ہے۔ اگر کوئی دولت مند کسی غریب آدمی سے فخریہ کہے کہ میں نے مدرسہ بنوا دیا، میں نے سرا تعمیر کرادی، میں نے یہ کیا میں نے وہ کیا تو وہ آدمی یہ قول نقل کرسکتا ہے۔

(708) زصد تیر آید یکے بر نشاں

سو تیروں میں کہیں ایک نشانے پر بیٹھتا ہے۔ یعنی جب سو طرح کی تدبیریں کی جاتی ہیں تو کہیں ایک کارگر ہوتی ہے۔

(709) زلیخا زن بود یا مرد

زلیخا عورت تھی یا مرد۔ اگر کسی کے سامنے کوئی بات تفصیل سے بیان کی جائے اور پھر بھی وہ اُسے نہ سمجھے تو یہ جملہ بولتے ہیں۔ ساری داستان سن گئے اور یہ بھی نہ سمجھے کہ زلیخا عورت تھی۔

(710) زمانہ با تو نہ سازد تو باز مانہ بساز

زمانہ تجھ سے موافقت نہ کرے گا تو زمانے سے موافقت کر۔ یعنی تم یہ فضول کوشش نہ کرو کہ دنیا تمہاری ہم خیال ہو جائے۔ بلکہ تم کو خود اس راستے پر چلنا چاہیے جس پر دنیا چل رہی ہے۔

(711) زمین ترکید پیدا شد سر خر

زمین پھٹی اور اس میں سے گدھے کا سر نکل آیا۔ یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی ایسا آدمی یکا یک آجاتا ہے جس سے ہم سے دل لگی ہوتی ہو۔

(712) زمین سخت و آسمان دور

زمین سخت ہے اور آسمان دور ہے۔ یہ فقرہ اُس وقت بولتے ہیں جب کسی شخص کے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہو۔ یعنی اگر زمین سخت نہ ہوتی تو وہ اس میں سما جاتا اور اگر آسمان دور نہ ہوتا تو وہیں جا کر پناہ لیتا۔

(713) زمین شور سنبل بر نیارد درو تخمِ عمل ضائع مگرداں

اوسر زمین میں سنبل نہیں اُگ سکتا تو اپنی محنت کا بیج اس میں ضائع نہ کر۔ یعنی پست فطرت آدمی سے اچھائی کی اُمید نہ رکھو۔

(714) زنان پردہ نشیں مصلحت چساں دانند

پردے میں بیٹھنے والی عورتیں مصلحت کس طرح سمجھ سکتی ہیں۔

(715) **زن بد در سرائے مردِ نکو ہم دریں عالم است دوزخِ او**

اچھے آدمی کے گھر میں بُری عورت ہونا اُس کے لیے اسی دنیا میں دوزخ ہے۔

(716) **زندہ در گور**

زندہ قبر میں۔ جب کسی شخص کی زندگی سخت مصیبتوں میں کٹتی ہے یا کوئی کسی سخت غم یا مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ فلاں شخص زندہ در گور ہے۔

(717) **زنند جامۂ ناپاک گازُراں بر سنگ**

دھوبی میلے کپڑے کو پتھر پر پٹکتے ہیں۔ یعنی جو بُرائی کرتا ہے اُسی سے بُرا سلوک کیا جاتا ہے۔

(718) **زہے مراتب خوابے کہ بہ ز بیداریست**

کیا کہنا اس خواب کا جو بیداری سے بہتر ہے۔

(719) **زینہار از قرین بد زنہار**

پناہ۔ بُرے ساتھی سے پناہ! یعنی بُرے ساتھی سے خدا بچائے۔

(720) **سال گزشت حال گزشت**

سال گزر گیا حال گزر گیا۔ یعنی نہ وہ زمانہ رہا نہ وہ حالت رہی۔

(721) **سالے کہ نکوست از بہارش پیداست**

جو سال اچھا ہوتا ہے اُس کی بہار ہی سے یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کسی چیز کی اچھائی بُرائی بغیر اس چیز کو دیکھے ہوئے محض بعض علامتوں کے ذریعے سے جانی جاسکتی ہے۔

(722) **سبحان اللہ**

پاک ہے خدا۔ کسی چیز یا کسی شخص کی تعریف کرتے وقت یہ فقرہ کہتے

ہیں۔ طنز اور مضحکے سے بھی یہ فقرہ استعمال کیا جاتا ہے۔

(723) سبزہ بر سنگ نروید چہ گنہ باراں را

پتھر پر سبزہ اُگتا ہی نہیں ہے بارش کا کیا گناہ۔ یہ مصرع اُس شخص کے متعلق لاتے ہیں جس میں تعلیم کا اثر قبول کرنے کا مادہ ہی نہیں ہوتا۔

(724) سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حسابِ کم و بیش را

میں نے اپنا سرمایہ تیرے سپرد کر دیا اب کم زیادہ کا حساب تو جانے۔ یعنی ہم جو کچھ کر سکتے تھے کر چکے اب ہماری کامیابی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ کسی عہدے سے سبکدوش ہوتے وقت یا کوئی رقم اور اُس کا حساب کتاب کسی دوسرے کو حوالے کرتے وقت یا اسی طرح کے اور موقعوں پر بھی یہ شعر پڑھا جاتا ہے۔

(725) سخاوت مس عیب را کیمیا ست

سخاوت عیب کے تانبے کے لیے کیمیا ہے۔ یعنی جس طرح کیمیا سے تانبا سونا بن جاتا ہے اسی طرح سخاوت آدمی کے عیبوں کو ہنر بنا دیتی ہے۔ یعنی سخی کے عیب بھی ہنر معلوم ہوتے ہیں۔

(726) سخن تا نہ پرسند لب بستہ دار

جب تک تجھ سے کچھ نہ پوچھیں تو اپنی زبان بند رکھ۔ یعنی دوسروں کی گفتگو میں بے ضرورت دخل نہ دینا چاہیے۔

(727) سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست

اے دلبر غلطی تو یہ ہے کہ تو سخن شناس نہیں ہے۔ جب کوئی شخص کسی کے کلام پر اپنی غلط فہمی کی وجہ سے اعتراض کر بیٹھتا ہے یا بات کی تہ کو نہیں پہنچتا تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔ (دیکھو نمبر 452)

(728) سخن فہمی عالم بالا معلوم شد

عالم بالا کی سخن فہمی معلوم ہوگئی۔ جب کوئی شخص بڑا قابل بنتا ہو اور کسی بات کا مطلب غلط سمجھے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

نوٹ: اس قول کے متعلق یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک دن اکبر بادشاہ کے دربار میں یہ ذکر ہوا کہ شیخ سعدی نے جس دن یہ شعر کہا تھا: / برگ درختانِ سبز درنظر ہوشیار // ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار / اُسی دن اُن کا گزر ایک قبرستان میں ہوا۔ اتفاق سے وہاں اُن کو نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آیا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارا یہ شعر درگاہ خدا میں مقبول ہوگیا ہے۔ اس کے بعد اس نے اس شعر کے صلے میں بہشت کا ایک سیب دیا۔ جب شیخ سعدی کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حقیقت میں ایک نہایت خوش رنگ اور خوشبودار سیب ان کے پاس رکھا ہوا ہے۔ فیضی نے یہ حکایت سن کر یقین نہ کیا اور کہا کہ اس شعر میں تو بہت سے سقم ہیں۔ میں اس سے بہتر شعر کہہ سکتا ہوں چنانچہ اس نے یہ شعر کہا: / ہر گیاہے کہ از زمیں روید // وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید / یہ شعر کہہ کر فیضی بھی کسی قبرستان میں جا کر سو رہے۔ اتفاق سے کسی چڑیا نے ان کے منہ میں بیٹ کردی۔ جب آنکھ کھلی اور یہ حالت دیکھی تو کہا، ''سخن فہمی عالم بالا معلوم شد۔''

(729) سر بریدہ بانگ نمی دہد

کٹے ہوئے سر سے آواز نہیں نکلتی۔ (دیکھو نمبر 1045)

(730) سرکہٗ مفت از عسل شیریں تر است

مفت کا سرکہ شہد سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔ یعنی جس چیز میں دام لگتے ہیں اُس کی اچھائی بُرائی پر نظر کی جاتی ہے اور مفت کی چیز ہمیشہ اچھی

ہی معلوم ہوتی ہے۔

(731) سر مار کوفتہ بہ

سانپ کا سر کچل دینا ہی اچھا ہے۔ یعنی موذی کو نیست و نابود کر دینا ہی بہتر ہے۔

(732) سرود بہ مستاں یاد دہانیدن

مستوں کو گانا یاد دلانا۔ جو شخص نشہ میں ہو اس کے سامنے اگر گانے کا ذکر آجائے یا کوئی کچھ گا دے تو بس اُسے گانے کی دُھن ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ فقرہ اس موقع پر بولتے ہیں جب کسی کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا جائے جس کا اسے بے حد شوق ہو یا جب کسی ایسے شخص کے سامنے کسی بات کا ذکر کر دیا جائے جو اس کا ذکر سنتے ہی پیچھے پڑ جائے۔

(733) سرود خانۂ ہمسایہ حسن رہگزرے

پڑوسی کے گھر کا گانا اور راہگیر کا حسن (ان دونوں چیزوں سے لطف اُٹھانا ناجائز ہے) مطلب یہ ہے کہ جو لوگ گانے بجانے کی محفلوں میں شرکت کرنا اور عورتوں کی طرف نگاہ کرنا معیوب سمجھتے ہیں وہ بھی پڑوسیوں کے گھر کا گانا سننا اور راہ چلتی عورتوں کے حسن سے لطف اٹھانا جائز سمجھتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کاموں میں ان کے ارادے کو دخل نہیں اور ان سے بچنا ممکن نہیں۔

(734) سطرہا کے راست آید چوں کجی در مسطر است

جب مسطر ہی میں کجی ہے تو سطریں کیونکر سیدھی ہو سکتی ہیں۔ یعنی اگر کسی شخص کی فطرت ہی خراب ہو تو اُس سے اچھے کام نہیں ہو سکتے۔ ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر ہمارے اُصول ہی غلط ہیں تو ہم صحیح نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے اور ہمارے کام بھی ٹھیک نہیں ہو سکتے۔

(735) سگِ اصحاب کہف روزے چند پے نیکاں گرفت مردم شد
اصحاب کہف کا کتا چند روز نیکوں کے پیچھے چلا اور آدمی ہوگیا (دیکھو نمبر 339)

(736) سگ باش برادر خرد مباش
کتا ہو جا مگر چھوٹا بھائی نہ ہو۔ اگر بڑا بھائی چھوٹے بھائی سے بہت کام لیتا ہے تو دل لگی کے طور پر یہ جملہ کہتے ہیں۔

(737) سگ بدریاے ہفتگانہ بشوی چونکہ تر شد پلید تر باشد
کتے کو ساتوں سمندروں میں دھو ڈالو جب وہ بھیگے گا تو اور زیادہ نجس ہو جائے گا۔ مطلب یہ کہ جو عیب کسی کی ذات میں شامل ہو جاتا ہے وہ کسی طرح دور نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے دور کرنے کی جتنی کوشش کی جاتی ہے وہ اُتنا ہی اُبھرتا ہے۔

(738) سگ حضور بہ از برادر دور
سامنے کا کتا دور کے بھائی سے اچھا ہے۔ جو آدمی اپنے پاس رہتا ہے وہ بُرا بھلا کیسا ہی ہو اس سے کچھ نہ کچھ کام نکل ہی جاتا ہے اور جو دور رہتا ہے وہ کتنا ہی اچھا اور کتنا ہی ہم سے محبت رکھنے والا کیوں نہ ہو مگر اُس کی اچھائی اور محبت ہمارے کام نہیں آسکتی۔ یہ جملہ اکثر طنز کے موقع پر بولا جاتا ہے۔

(739) سگ حق شناس بہ از مردم ناسپاس
حق پہچاننے والا کتا ناشکرے آدمی سے اچھا ہے۔

(740) سگ زرد برادر شغال
زرد کتا گیدڑ کا بھائی۔ جب کسی بُرے آدمی کا ذکر کر کے کسی دوسرے آدمی کا نام لیتے ہیں اور یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ بھی قریب قریب اُتنا ہی

بُرا ہے تو یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(741) سلامِ روستائی بے غرض نیست

دہقانی کا سلام بے غرض نہیں ہے۔ جب کوئی چھوٹا آدمی بڑے آدمی کو سلام کرتا ہے اور خاموش کھڑا ہو جاتا ہے مگر اس کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی درخواست کرنا چاہتا ہے تو یہ جملہ کہتے ہیں۔

(742) سلیماں باہمہ حشمت نظرمی داشت باموری

حضرت سلیمان اپنی تمام شان وشوکت کے ہوتے ہوئے ایک چیونٹی کا بھی خیال رکھتے تھے۔ جب کوئی معمولی حیثیت کا آدمی کسی بڑے درجے والے آدمی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے تو یہ مصرع نقل کرتا ہے۔

(743) سنگ آمد وسخت آمد

پتھر آیا اور بڑی زور سے آیا۔ یہ جملہ اُس وقت کہتے ہیں جب کوئی ناگوار واقعہ ہو جاتا ہے یا کوئی سخت مصیبت آ پڑتی ہے۔

(744) سوادُالوجہِ فی الدّ ارین

دونوں جہان میں روسیاہی۔

(745) سواد دیدہ حل کردہ نوشتم نامہ سوے تو
کہ تا ہنگام خواندن چشم من اُفتد بروے تو

آنکھ کی سیاہی حل کر کے میں نے تجھ کو خط لکھا ہے تا کہ اُسے پڑھتے وقت میری آنکھ تیرے چہرے پر پڑے۔

(746) سوال از آسماں جواب از ریسماں

سوال آسمان کے بارے میں جواب رسی کے بارے میں۔ یعنی جواب کو سوال سے کوئی مناسبت نہیں۔

(747) سوال دیگر جواب دیگر

سوال کچھ جواب کچھ۔

(748) سہ جو در شکم بہ کہ سی من بہ پشت

تین جَو جو پیٹ میں ہوں تین من جَو سے اچھے ہیں جو پیٹھ پر لدے ہوئے ہوں۔

(749) سہ چیز بے سہ چیز پائدار نہ ماند علم بے بحث، مال بے تجارت، ملک بے سیاست

تین چیزیں بغیر تین چیزوں کے پائدار نہیں رہتیں۔ علم بے بحث کے، مال بے تجارت کے، ملک بے سیاست کے۔

(750) سید القوم خادمہم

قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

(751) شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

خوش رہ کر زندہ رہنا چاہیے ناخوش رہ کر زندہ رہنا چاہیے۔ یعنی زندگی بہرحال گزارنا ہے خوشی سے گزرے یا ناخوشی سے۔

(752) شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

میں اپنی زندگی سے خوش ہوں کہ میں نے ایک کام کیا کوئی بڑا کام کر کے یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(753) شاگرد رفتہ رفتہ بہ استادی رسد

شاگرد رفتہ رفتہ استاد کے برابر ہو جاتا ہے۔

(754) شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

بادشاہ اگر فقیر پر مہربانی کریں تو کیا تعجب۔ کسی ذی رتبہ آدمی کے سامنے کوئی درخواست پیش کرتے وقت یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(755) شاہاں کم التفات بہ حال گدا کنند

بادشاہ فقیروں کے حال پر توجہ نہیں کرتے۔ یعنی امیروں کو غریبوں کی حالت کی خبر نہیں ہوتی۔

(756) شاہدے درمیان کوراںست مصحفے درمیان زندیقاں

اندھوں میں ایک معشوق اور کافروں میں ایک قرآن ہے۔ جب کوئی قابل قدر چیز ناقدروں کے ہاتھ لگ جاتی ہے یا کوئی باکمال نااہلوں میں گھر جاتا ہے تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔

(757) شاید کہ ہمیں بیضہ برآرد پر و بال

شاید کہ یہی انڈا بال و پر نکالے۔ شاید اسی انڈے میں سے بچہ نکلے یعنی شاید یہی تدبیر کارگر ہو۔

(758) شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبک ساران ساحلہا

اندھیری رات، طوفان کا خوف اور ایسا خوفناک بھنور۔ ساحلوں پر رہنے والے جو بے فکری سے زندگی گزارتے ہیں ہمارا حال کیا جانیں۔ یعنی عیش وعشرت میں بسر کرنے والے مصیبت زدوں کا حال نہیں جانتے۔

(759) شتراں راہ بہ سخرہ می گیرد

اونٹوں کو بیگار میں پکڑ لیتے ہیں۔ یعنی سیدھے آدمیوں سے لوگ مفت کے کام لیتے ہیں۔

(760) شتر بے مہار

بے نکیل کا اونٹ۔ اس سے بے اُصول اور خودسر آدمی مراد لیتے ہیں۔

(761) شتر صالح بہ از مردم طالح

نیک اونٹ بدکردار آدمی سے اچھا ہے۔

(762) شدنی شد دگر چہ خواہد شد

جو ہونے والا تھا وہ ہوا اب اور کیا ہوگا۔

(763) شرف المکان بالمکین

مکان کی عزت مکین سے ہے۔

(764) شعر فہمی عالم بالا معلوم شد

دیکھو نمبر 728

(765) شعر گفتن بہ زدُرسفتن بود لیک فہمیدن بہ از گفتن بود

شعر کہنا موتی بیدھنے سے اچھا ہے مگر شعر سمجھنا شعر کہنے سے اچھا ہے۔

(766) شعر مرا بہ مدرسہ کہ برد

میرا شعر مدرسے میں کون لے گیا۔ اس جملے سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اہلِ مدرسہ یعنی مُلّا لوگ شاعرانہ طبیعت نہیں رکھتے اس لیے شعر کا مطلب صحیح نہیں سمجھتے اور کبھی شعر کو بُرا کہتے ہیں کبھی شاعر کو۔

(767) شغالے را میسر نیست انگور

گیدڑ کو انگور میسر نہیں۔ انگور کھٹے ہیں۔

(768) شکر بجا آر کہ مہمان تو روزی خود می خورد از خوان تو

شکر بجالا کہ تیرا مہمان اپنا رزق تیرے دسترخوان پر کھاتا ہے۔ یعنی اگر تو کسی کو اپنے یہاں مہمان رکھے تو اس پر احسان نہ جتا بلکہ خدا کا شکر کر کہ اُس نے اُس کو تیرے ذریعہ سے رزق پہنچایا۔

(769) شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمتہائے تو
عذر تقصیرات ما چنداں کہ تقصیرات ما

تیری نعمتوں کا اتنا شکر کرتا ہوں جتنی تیری نعمتیں ہیں اور اپنی خطاؤں کا اتنا عذر کرتا ہوں جتنی میری خطائیں ہیں۔

(770) شلغم پختہ بہ زنقرۂ خام

پکا ہوا شلجم خالص چاندی سے اچھا ہے۔ یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز جو ضرورت کے وقت کام آئے اُس اعلیٰ سے اعلیٰ چیز سے بہتر ہے جس کی اُس وقت ضرورت نہ ہو۔ (دیکھو نمبر 594)

(771) شملہ بمقدار علم

جتنا علم اتنی بڑی پگڑی۔ یعنی جیسی جس کی حالت یا قابلیت ہو ویسا ہی رکھ رکھاؤ اُس کو زیبا ہے۔

(772) شنیدہ کے بود مانند دیدہ

سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی چیز کے مانند کہاں ہوتی ہے۔

(773) شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست

جس دل میں شوق ہو اُس کو رہبر کی ضرورت نہیں۔

(774) شیر قالیں دگر و شیر نیستاں دگر است

قالین کا شیر اور ہے اور جنگل کا شیر اور ہے۔ یعنی بہادری کا اظہار اور چیز ہے اور بہادر ہونا اور چیز ہے۔

(775) شیریں نشود دہن بحلوا گفتن

حلوا کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا۔ یعنی کسی چیز کا صرف ذکر کرنے سے اس چیز کا لطف حاصل نہیں ہوتا۔

(776) شیشۂ بشکستہ را پیوند کردن مشکل است

ٹوٹے ہوئے شیشے کو جوڑنا مشکل ہے۔ یعنی جب کسی طرف سے دل میں میل آجاتا ہے تو پھر صفائی بڑی مشکل سے ہوتی ہے۔

(777) صاحب کرماں ہمیشہ مفلس باشد

کرم والے یعنی سخی لوگ ہمیشہ مفلس رہتے ہیں۔

(778) صائب دو چیز می شکند قدر شعر را تحسین ناشناس وسکوتِ سخن شناس

اے صائب شعر سمجھنے والے کی خاموشی اور نہ سمجھنے والے کی تعریف ان دونوں چیزوں سے شعر کی قدر کم ہو جاتی ہے۔

(779) صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد

صبر کڑوا ہے مگر اس کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ یعنی صبر کرنا مشکل کام ہے مگر صبر کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔

(780) صبر درویش بہ ز بذل غنی

فقیر کا صبر امیر کی سخاوت سے بہتر ہے۔

(781) صحبت نیکاں بداں را سود نیست

اچھوں کی صحبت سے بُروں کو کوئی فائدہ نہیں۔ یعنی جن لوگوں کی فطرت ہی بُری ہے ان پر اچھی صحبت کا کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔

(782) صدائے برنخاست

کوئی آواز نہ آئی۔ کسی نے جواب نہ دیا۔

(783) صدر ہر جا کہ نشیند صدر است

صدر جہاں کہیں بیٹھ جائے صدر ہی رہے گا۔ یعنی ایک ذی رتبہ آدمی محفل میں کسی جگہ بھی بیٹھ جائے اس کا مرتبہ جو ہے وہی رہے گا۔

(784) صدقہ دادن ردّ بلا

خیرات کرنے سے بلا دور ہوتی ہے۔

(785) صد کلاغ را یک کلوخ بس است

سو کوّوں کے لیے ایک ڈھیلا کافی ہے۔ یعنی بزدلوں کی کثرت سے ڈرنا نہ چاہیے، ایک ذرا سی سختی میں سب تتر بتر ہو جاتے ہیں۔

(786) صلاح کار کجا و من خراب کجا

کہاں کام کی درستی اور کہاں مجھ سا مدہوش۔ یعنی مجھ سے کسی کام کی درستی کی اُمید نہ رکھنا چاہیے۔

(787) صلاح ماہمہ آنست کاں صلاح شماست

ہماری بہتری اسی میں ہے جس میں تمہاری بہتری ہے۔

(788) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ اُس پر اور اُسکی اولاد پر رحمت اور سلامتی نازل کرے۔ مسلمان اپنے پیغمبرؐ کا نام لے کر یا سن کر یہ دعائیہ جملہ کہتے ہیں۔

(789) صلائے سمرقندی

سمرقند کی دعوت۔ یعنی کسی شخص سے کھانے کے لیے محض رسماً پوچھنا۔

(790) صلِ علیٰ

یہ فقرہ نمبر 129 کا مخفف ہے۔

(791) صورت بہ بیں حالم مپرس

صورت دیکھ لے میرا حال نہ پوچھ۔ یعنی میری بُری حالت میری صورت ہی سے ظاہر ہے۔

(792) صیّاد نہ ہر بار شکارے ببرد

صیّاد کو ہر دفعہ شکار نہیں مل جاتا ہے۔ یعنی انسان کی ہر کوشش کامیاب نہیں ہوتی۔

(793) ضربُ الغلام اہانت المولیٰ

غلام کو مارنا آقا کی توہین کرنا ہے۔ یعنی اگر ہم کسی شخص کی عزت کرتے ہیں تو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ بھی بدسلوکی نہ کرنا چاہیے جو اس سے کسی طرح کا تعلق رکھتے ہیں۔

(794) طاقتِ مہماں نداشت خانہ بہ مہماں گذاشت

مہمان رکھنے کی طاقت نہ تھی گھر ہی مہمان پر چھوڑ دیا۔ اگر کوئی شخص کسی کے یہاں جائے اور وہ اُس شخص کو تنہا چھوڑ کر کہیں چلا جائے اور واپس آنے میں دیر لگائے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(795) طبیب مہرباں از دیدۂ بیمار می افتد

مہربان طبیب بیمار کی نگاہ سے گر جاتا ہے۔ اگر کوئی طبیب بہت نرم دل ہو اور بیمار پر ذرا بھی سختی نہ کرے تو بیمار کے دل سے اس کی وقعت جاتی رہے گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کام کا ذمہ دار بنا دیا جائے اور وہ اپنے ماتحتوں سے بہت نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرے، سختی سے ذرا بھی کام نہ لے تو اس کا رعب جاتا رہے گا۔ اس کے ماتحت سرکش ہو جائیں گے۔

(796) طرفہ شاگردے کہ می گوید سبق اُستاد را

عجب شاگرد ہے کہ استاد کو سبق پڑھاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی اپنے سے زیادہ جاننے والے کو کوئی بات بتائے تو یہ مصرع پڑھیں گے۔

(797) طشت از بام افتاد/افتادہ

طشت کوٹھے پر سے گر پڑا۔ یعنی بدنامی ہوئی اور بہت ہوئی۔

(798) طعام آمد دہاتیاں برخاستند

کھانا آیا اور دیہاتی اُٹھ کھڑے ہوئے۔

(799) طفل بہ مکتب نمی رود و لے برندش

لڑکا مدرسہ نہیں جاتا ہے مگر اُس کو لے جاتے ہیں۔ جب کسی سے کوئی کام جبر سے لیا جاتا ہے تو یہ جملہ بولتے ہیں۔

(800) طلعت زیبا بہ از خلعتِ دیبا

اچھی صورت دیبا کی پوشاک سے اچھی ہے۔ (دیبا ایک نفیس قیمتی

کپڑے کا نام ہے)

(801) طمع را سہ حرف است و ہر سہ تہی

طمع میں تین حرف ہیں اور تینوں خالی ہیں۔ وہ حرف خالی کہلاتے ہیں جن پر کوئی نقطہ نہیں ہوتا۔ لفظ 'طمع' کے تینوں حرف بے نقطے کے ہیں۔ مطلب اس قول کا یہ ہے کہ لالچ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(802) طوق لعنت بر گردن ابلیس

لعنت کا طوق شیطان کی گردن میں۔

(803) ظرافت آتش افروزِ جدائی است

ہنسی مذاق سے جدائی کی آگ روشن ہوتی ہے۔ یعنی بعض دفعہ ہنسی ہنسی میں لڑائی ہونے لگتی ہے اور جن لوگوں میں میل تھا اُن میں جدائی ہو جاتی ہے۔

(804) ظرافت بسیار ہنر ندیمان است و عیب حکیماں

بہت زیادہ ہنسی دل لگی مصاحبوں کے لیے ہنر ہے اور عالموں کے لیے عیب ہے۔

(805) ظرافت خانۂ رزم است و جنگ است

ہنسی مذاق لڑائی جھگڑے کا گھر ہے۔

(806) ظن المومنین خیرا

با ایمان لوگوں کا گمان نیک ہوتا ہے۔ یعنی وہ کسی کی طرف بُرا گمان نہیں کرتے۔

(807) عاشقاں را ملت و مذہب جدا است

عاشقوں کا مسلک اور ان کا مذہب سب سے جُدا ہے۔

(808) عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن
دل بدستِ دگرے دادن وحیراں بودن
عاشقی کیا ہے؟ کہہ دو کہ معشوق کا غلام ہوجانا کسی دوسرے کو دل دے دینا اور حیران ہونا۔

(809) عاقبت گرگ زادہ گرگ شود گرچہ با آدمی بُزرگ شود
بھیڑیے کا بچہ آخر میں بھیڑیا ہی ہوجاتا ہے چاہے وہ آدمیوں میں رہ کر بڑھا ہو۔ یعنی جن لوگوں کی فطرت میں بدی ہوتی ہے ان پر نیکوں کی صحبت کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

(810) عاقلاں در پے نقطہ نہ شوند/ نروند
عقلمند لوگ نقطوں کے پیچھے نہیں پڑتے۔ یعنی اگر کاتب نقطے دینے میں غلطی کرے تو بھی عقلمند لوگ وہی پڑھتے ہیں جو لکھا گیا ہے۔

(811) عاقلاں را اشارۂ کافی است
عقلمندوں کو ایک اشارہ کافی ہے۔

(812) عاقل را اشارۂ بس است
عقلمند کو ایک اشارہ کافی ہے۔

(813) عاقلی نبود ز درماں درد پنہاں داشتن
درد کو دوا سے چھپانا عقلمندی نہیں ہے۔ یعنی اپنی حاجت اور اپنی تکلیف کو اس شخص سے چھپانا مناسب نہیں جو اُس حاجت کو پورا اور اُس تکلیف کو دور کرسکتا ہے۔

(814) عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ
دنیا بھر میں ہمارا قصہ مشہور ہے اور ہم کچھ نہیں ہیں۔ یعنی مشہور سے مشہور آدمی بھی بے حقیقت اور فانی ہیں۔ ان کی طاقت و قدرت بھی

بہت محدود ہے۔

(815) عجب عجب کہ ترا یاد دوستاں آمد

تعجب! تعجب! کہ تجھ کو دوستوں کی یاد آئی۔ جب کوئی شخص اپنے کسی دوست سے بہت دنوں کے بعد ملنے جاتا ہے یا اُس کو خط لکھتا ہے تو وہ دوست شکایت کے طور پر یہ قول نقل کرتا ہے۔

(816) عدو شرّے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

دشمن ایسی بُرائی کرتا ہے کہ اس میں ہماری بھلائی ہوتی ہے۔ یعنی کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دشمن جو کام ہمیں نقصان پہنچانے کے لیے کرتا ہے اُسی سے ہم کو فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ (دیکھو نمبر 530)

(817) عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اگر خدا چاہتا ہے تو دشمن بھلائی کا سبب ہو جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کوئی کام دشمنی کی راہ سے کرتا ہے اور اُس کام سے کچھ نفع پہنچ جاتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(818) عذر گناہ بدتر از گناہ

گناہ کا عذر گناہ سے بھی بُرا ہے۔ اگر کوئی شخص کوئی بُرا کام کرے اور پھر اُس کو اچھا ثابت کرنے کی کوشش کرے تو اس کا یہ فعل اس بُرے کام سے بھی بُرا ہے۔

(819) عشرت امروز بے اندیشۂ فردا خوش است

آج کا عیش کل کی فکر کے بغیر اچھا ہے۔ یعنی موجودہ عیش سے جبھی لطف حاصل ہوتا ہے کہ آئندہ کی فکریں نہ لگی ہوں۔ (دیکھو نمبر 855)

(820) عشق است و ہزار بدگمانی

عشق ہے اور ہزار بدگمانیاں ہیں۔ یعنی عشق کے ساتھ بدگمانیاں پیدا

ہو جانا ضروری ہے۔

(821) عشق اوّل در دل معشوق پیدا می شود
تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

عشق پہلے معشوق کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ جب تک شمع نہیں جلتی پروانہ کہاں عاشق ہوتا ہے۔

(822) عشق و مشک پنہاں نہ می شود

عشق اور مشک چھپتے نہیں۔

(823) عصمت بی بی از بے چادری

بی بی کی آبرو چادر نہ ہونے کی وجہ سے۔ اگر کوئی عورت اس وجہ سے محفلوں وغیرہ میں نہ شریک ہو کہ اُس کے پاس اوڑھنے کے لیے چادر نہیں ہے اور لوگ یہ سمجھیں کہ وہ ایسی آبرودار ہے کہ گھر سے باہر قدم نہیں نکالتی تو گویا چادر نہ ہونے ہی سے اُس کی آبرو رہ گئی۔ یہ قول ایسے شخص پر صادق آتا ہے جو مجبوریوں کی وجہ سے بُرائیوں سے باز رہے اور لوگ اُسے نیک چلن سمجھیں۔

(824) عطائے تو بہ لقائے تو

تیری دی ہوئی چیز تیرے منہ پر۔ اگر کوئی شخص کسی کو کوئی بہت بُری چیز دے اور وہ اس دینے والے کے منہ پر کھینچ مارے تو یہ واقعہ بالکل اس فقرہ کے مطابق ہوگا۔ مگر یہ فقرہ ہر ایسے موقعہ پر بولا جاسکتا ہے جہاں کوئی شخص کسی کی دی ہوئی چیز کو ناخوشی کے ساتھ واپس کردے۔

(825) علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد

واقعے کا علاج اس کے واقع ہونے سے پہلے کرنا چاہیے۔ یعنی اگر کسی ناگوار واقعے کے پیش آنے کا اندیشہ ہو تو اس کی روک تھام پہلے سے

کرنا چاہیے۔

(826) علی الصباح چو مردم بہ کاروبار روند بلاکشان محبت بکوئے یار روند

صبح کو جب اور لوگ اپنے اپنے کام پر جاتے ہیں محبت کی بلا میں گرفتار لوگ اپنے محبوب کی گلی کا راستہ لیتے ہیں۔ یہ شعر اکثر اُس موقع پر پڑھا جاتا ہے جب کوئی یہ کہنا چاہتا ہے کہ اور سب لوگ تو مزے میں اپنا کام کر رہے ہیں اور ہم ہیں کہ صبح ہوئی اور یہ ناگوار فرض ادا کرنے چلے۔

(827) علیٰ ہذالقیاس

اسی قیاس پر۔ کوئی بات تفصیل سے بیان کرنے کے بعد جب کوئی اور بات اُسی طرح کی کہنا ہوتی ہے تو اس سے پہلے یہ فقرہ کہہ دیتے ہیں اور اُس کی طرف صرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو بات ابھی بیان ہو چکی ہے اسی پر اس کو بھی قیاس کر لو۔

(828) علم چندانکہ بیشتر خوانی چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند چار پائے براو کتابے چند

تو علم چاہے کتنا ہی لے اگر تجھ میں عمل نہیں تو تو نادان ہے۔ کسی چوپائے پر کتابیں لدی ہوئی ہوں تو وہ نہ محقق ہو جاتا ہے اور نہ دانشمند۔

(829) علمِ شے بہ از جہلِ شے

کسی بات کا جاننا اس کے نہ جاننے سے بہتر ہے۔ کسی چیز کے جاننے سے اور کوئی نفع ہو یا نہ ہو خود اس کا علم اس چیز سے ناواقف رہنے سے اچھا ہے۔

(830) علیہ الرحمہ

اس پر (خدا کی) رحمت ہو۔ کسی مرحوم بزرگ کے نام کے ساتھ یہ دعائیہ فقرہ بولتے ہیں۔

(831) علیہ السلام

اس پر سلام ہو۔ کسی بزرگ کا نام لے کر مسلمان لوگ اکثر یہ فقرہ اظہار تعظیم کے لیے بولتے ہیں مثلاً حضرت امام حسین علیہ السلام۔

(832) عمرش/عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است

خدا اس کی/تیری عمر زیادہ کرے کہ یہ بھی غنیمت ہے۔

(833) عمرے باید کہ یار آید بہ کنار

محبوب کو گلے لگانے کے لیے ایک عمر چاہیے۔ جب کسی کام کے انجام پانے میں بہت دیر ہوتی ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(834) عوض معاوضہ گلہ ندارد

عوض معاوضہ میں کچھ گلہ نہیں ہوتا۔ یعنی اگر ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز لے لی جائے تو شکایت کا محل نہیں (یہ مثل اردو میں یوں ہی زبان زد ہے لہٰذا یوں ہی لکھی گئی ہے)

(835) عیاذاً باللہ

خدا کی پناہ

(836) عیاں راچہ بیاں

جو بات ظاہر ہو اس کا بیان کرنا ہی کیا۔

(837) عیب خود ہر کسے نمی بیند

ہر شخص اپنے عیب نہیں دیکھتا۔

(838) عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

شراب کے عیب تو تم نے سب کہہ دیے اُس کی خوبیاں بھی بیان کرو۔ اگر کسی چیز میں اچھائیاں بُرائیاں دونوں ہوں اور کوئی شخص صرف اُس کی بُرائیاں بیان کر دے اور اچھائیوں کا ذکر نہ کرے تو یہ مصرع پڑھیں گے۔

(839) عیسیٰ بدینِ خود موسیٰ بدینِ خود

عیسیٰ اپنے دین پر اور موسیٰ اپنے دین پر۔ یعنی ہر شخص کے خیالات جدا ہوتے ہیں۔ اختلاف رائے پر جھگڑنا نہ چاہیے۔

(840) غرض دو گونہ عذاب است جان مجنوں را
بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

غرض مجنوں کی جان کو دُہرا عذاب ہے۔ لیلیٰ کی صحبت کی بلا اور لیلیٰ کی جدائی۔ (دیکھو نمبر 652)

(841) غرض نقشے است کز ما یاد ماند   کہ ہستی را نمی بینم بقائے

میری غرض ایک ایسا نقش بنانا ہے جو میری یادگار رہے کیونکہ زندگی کے لیے بقا نہیں دیکھتا ہوں۔ لوگ اپنی تصنیف یا تالیف کی ہوئی کتاب میں یہ شعر لکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں نے یہ کتاب اس لیے لکھی ہے کہ مرنے کے بعد میرا نام باقی رہے۔

(842) غلط است انچہ مدعی گوید

دشمن جو کچھ کہے غلط ہے۔ جب کوئی شخص اپنے مخالف کی دلیل سنتا ہی نہیں اور اُس کی ہر بات کو پہلے ہی سے غلط سمجھ لیتا ہے تو یہ قول نقل کیا جاتا ہے۔

(843) غلّہ چوں ارزاں شود امسال سیّد می شوم

اگر غلہ سستا ہو جائے تو اس سال سے سیّد ہو جاؤں گا۔ (دیکھو نمبر 183)

(844) غلیو از را با کبوتر چہ کار

چیل کو کبوتر سے کیا کام۔ یعنی مختلف طبیعت والے آدمیوں میں دوستی اور محبت نہیں ہو سکتی۔

(845) غمِ فردا نباید خورد امروز

کل کی فکر آج نہ کرنا چاہیے۔ جو مصیبت کل آنے والی ہے اُس کا آج ہی سے غم نہ کرنا چاہیے۔

(846) غم نداری بز بخر

اگر کوئی فکر نہ ہو تو بکری خرید لو۔ اس سے بالعموم یہ مراد ہوتی ہے کہ فلاں کام کرنا مفت کی زحمت اپنے سر لینا ہے۔

(847) غنیمت شمر صحبتِ دوستاں   کہ گل چند روز است در بوستاں

دوستوں کی صحبت غنیمت سمجھو کیونکہ پھول باغ میں چند روز کے مہمان ہیں۔ یعنی تمہاری زندگی چند روزہ ہے اس لیے جو وقت دوستوں کی صحبت میں لطف سے گزر جائے اُسے غنیمت سمجھو۔

(848) فات الشرط فات المشروط

شرط فوت ہو گئی مشروط بھی فوت ہو گیا۔ (دیکھو نمبر 22)

(849) فاعتبروا یا اولی الابصار

آنکھ والو عبرت حاصل کرو۔ کوئی عبرت ناک واقعہ سن کے یا بیان کر کے یہ فقرہ زبان پر لاتے ہیں۔

(850) فربہی چیزے دگر آماس چیزے دیگر است

موٹاپا دوسری چیز ہے سوجن دوسری چیز ہے۔ جب دو چیزیں ظاہر میں ایک سی معلوم ہوتی ہیں اور حقیقت میں بالکل مختلف ہوتی ہیں تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(851) فردا کہ دید

کل کس نے دیکھی ہے۔ یعنی آنے والے زمانے کا کیا اعتبار۔

(852) فریاد سگاں کم نہ کند رزق گدا را

کتّوں کا بھونکنا فقیر کے رزق کو کم نہیں کر دیتا ہے۔ یعنی اپنے کام میں لگے رہو اور لوگوں کو بکنے دو ان کے کہنے سننے کا اثر تمہاری کامیابی پر نہیں پڑ سکتا۔

(853) فضّلنا بعضھم علیٰ بعض

ہم نے اُن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ یعنی دنیا میں ایک سے ایک بڑھ کر موجود ہے۔

نوٹ: یہ قرآن کی ایک آیت ہے۔ بعض لوگ 'بعضھم' کی جگہ 'بعضکم' بول دیتے ہیں۔

(854) فکر زاہد دیگر و سودائے عاشق دیگر است

زاہد کی فکر کچھ اور ہے عاشق کی دھن کچھ اور۔ یعنی عابد و زاہد لوگ دین کی ظاہری رسموں میں پھنسے رہتے ہیں اور جو خدا کے سچے عاشق ہیں وہ ان رسموں کی پابندی کو کچھ بہت ضروری نہیں سمجھتے مگر خدا کی راہ میں اپنا تن من دھن سب کھپا دیتے ہیں۔

(855) فکر شنبہ تلخ دارد جمعۂ اطفال را
عشرتِ امروز بے اندیشۂ فردا خوش است

سنیچر کی فکر لڑکوں کے جمعہ کو تلخ کر دیتی ہے۔ آج کا عیش کل کی فکر کے بغیر اچھا ہے۔ یعنی موجودہ عیش سے جبھی لطف حاصل ہوتا ہے کہ آئندہ کی فکریں نہ لگی ہوں۔ (اسلامی مدرسون میں لڑکوں کو جمعے کے دن چھٹی ملتی ہے۔)

(856) فکر ہر کس بقدر ہمّت اوست

ہر شخص کی فکر اس کی ہمت کے مطابق ہوتی ہے۔ یعنی جتنا جس کا حوصلہ

ویسے اُس کے خیالات

(857) فی زمانناَ

ہمارے زمانے میں۔ان دنوں۔آج کل۔

(858) فی النّار والسّقر

آگ میں اور دوزخ میں۔کسی دشمن یا کسی بُرے آدمی کی موت یا تباہی کی خبر سن کر یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(859) قاضی بدو گواہ راضی

قاضی دو گواہوں سے راضی ہوجاتا ہے۔یعنی قاضی سے اپنے موافق فیصلہ کروا لینا کچھ مشکل نہیں۔صرف دو گواہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

(860) قاضی بہ رشوت راضی شود

قاضی رشوت سے راضی ہوجاتا ہے۔(قاضی مجسٹریٹ کو کہتے ہیں)

(861) قبل از مرگ واویلا

مرنے کے پہلے ہی واویلا۔یعنی کسی واقعہ سے پہلے ہی اس کے متعلق غوغا مچانا۔کسی مصیبت کے آنے سے پہلے ہی اُس سے اثر لینا۔

(862) قبول خاطر ولطف سخن خداداداست

کلام میں خوبی اور دل پسندی خداداد ہوتی ہے۔

(863) قتل الموذی قبل الایذا

ایذا سے پہلے موذی کو مارڈالنا۔

(864) قحبہ چوں پیر شود پیشہ کند دلاّلی

فاحشہ عورت جب بوڑھی ہوجاتی ہے تو کٹنا پا کرنے لگتی ہے۔

(865) قدر ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی

خدا کی قسم جب تک تم اس شراب کو چکھ نہ لو گے تمہیں اس کی قدر نہ معلوم ہوگی۔ یعنی جب تک تم خود اس بات کا تجربہ نہ کرلو گے تم کو اس کی اصلی کیفیت معلوم نہ ہوگی۔

(866) قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

سونے کی قدر سنار جانتا ہے اور جواہرات کی قدر جوہری جانتا ہے۔ یعنی جو شخص جس چیز کی خوبیوں سے واقف ہوتا ہے وہ اس کی قدر کرتا ہے۔

(867) قدر عافیت کسے داند کہ بہ مصیبتے گرفتار آید

امن کی قدر وہ جانتا ہے جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

(868) قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

موتی کی قدر بادشاہ جانتا ہے یا جوہری جانتا ہے۔ یعنی کسی چیز کی قدر وہی کرسکتا ہے جو اس کی خوبیوں سے واقف ہو۔

(869) قدر مردم بعد مردم

آدمی کی قدر اُس کے بعد ہوتی ہے۔

(870) قدر نعمت بعد زوال (یا بعد نعمت)

نعمت کی قدر اُس کے زوال کے بعد (یا اُس کے بعد) ہوتی ہے۔

(871) قدّسَ اللّٰہُ سِرّہٗ

خدا اُس کی روح کو پاک کرے۔ کسی مرحوم بزرگ کا نام لے کر یہ دعائیہ فقرہ کہتے ہیں۔

(872) قدِّسَ سِرُّہٗ

اس کا راز پاک کیا جائے۔ (دیکھو فقرہ ماقبل)

(873) قدم نامبارک و مسعود گر بدریا رود برآرد دود

نامبارک اور نحس قدم اگر دریا میں چلا جائے تو اس میں سے دھواں نکلنے لگے۔ یعنی منحوس آدمی جہاں جائے گا وہاں اُس کی نحوست کا اثر پڑے گا۔

(874) قدیمان خود را بیفزا اے قدر

اپنے پُرانوں کی قدر بڑھاؤ یعنی جن لوگوں کو تم سے بہت دن سے تعلق ہے اُن کی قدر زیادہ کرنا چاہیے۔

(875) قرار در کف آزادگاں نہ گیرد مال

نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

آزاد منش لوگوں کے ہاتھ میں مال۔ عاشق کے دل میں صبر اور چھلنی میں پانی نہیں ٹھہرتا۔

(876) قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

فال کا پانسہ مجھ دیوانے کے نام پھینک دیا۔ اس سے کہنے والے کی مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں کام مجھ کو اپنی مرضی کے خلاف مجبوراً کرنا پڑا۔ (دیکھو نمبر 64)

(877) قِس علیٰ ہذا

اس پر قیاس کرلو۔ کچھ باتیں بیان کرکے یہ جملہ دینے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ اسی طرح کی اور باتیں خود سمجھ لو۔

(878) قضیۂ زمین برسر زمین

زمین کا قضیہ زمین ہی پر، جہاں کا جھگڑا ہو وہیں۔ یعنی اگر کوئی جھگڑا چکانا ہو تو جس جگہ سے اُسے تعلق ہے وہیں جا کر چُکانا چاہیے۔

(879) قطب از جا نمی جنبد

قطب ستارہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتا جب کوئی شخص کسی جگہ سے نہیں

بٹتا یا کسی بات پر اڑ جاتا ہے تو یہ جملہ بولتے ہیں۔

(880) قطرہ قطرہ بہم شود دریا

قطرہ قطرہ جمع ہو کر دریا ہو جاتا ہے۔ یعنی تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہو جاتا ہے۔

(881) قطرہ قطرہ جمع گردد آنگہے دریا شود

جب قطرہ قطرہ جمع ہو جاتا ہے تو دریا ہو جاتا ہے۔ یعنی تھوڑا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے۔

(882) قلم اینجا رسید و سر بشکست

قلم نے اس جگہ پہنچ کے اپنا سر پھوڑ لیا۔ کوئی نہایت غمناک واقعہ بیان کر کے یہ مصرع لکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ غم کی شدت سے اب قلم رک گیا ہے اور آگے کچھ لکھا نہیں جاتا۔

(883) قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

قلندر جو کہتا ہے دیکھ کے کہتا ہے۔ اس قول سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ سنی سنائی بات نہیں ہے آنکھوں کی دیکھی ہوئی ہے۔

(884) قناعت تونگر کند مرد را

قناعت انسان کو امیر کر دیتی ہے۔ جس شخص میں قناعت ہوتی ہے اس کو مال و زر کی حرص بالکل نہیں ہوتی اس لیے وہ غریبی میں بھی دل کا امیر رہتا ہے۔

(885) قول مرداں جاں دارد

مردوں کا قول جان رکھتا ہے۔ یعنی مرد جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔

(886) قہر درویش بجان درویش

فقیر کا غصہ فقیر کی جان پر۔ یعنی غریب بے بس آدمی کسی اور کو تو کچھ کہہ

نہیں سکتا اپنے غصہ میں آپ ہی جلتا ہے۔

(887) قیاس کن زگلستان من بہار مرا

میری بہار کا میری پھلواری سے اندازہ کر۔ گزشتہ شان وشوکت یا عیش و عشرت کی بقیہ یادگار دیکھ کر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(888) قیمت زعفراں چہ داند خر

گدھا زعفران کی قیمت کیا جانے۔ یعنی کسی عمدہ چیز کی قدر وہ نہیں کرسکتا جو اُس کی خوبیوں سے واقف نہ ہو۔

(889) کار اُستاد رانشاں دگراست

استاد کے کام کی پہچان اور ہے۔ یعنی جب کسی فن کا استاد کوئی کام کرتا ہے تو اُس میں کوئی ایسی بات ضرور ہوتی ہے جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ کسی استاد کا کیا ہوا ہے۔

(890) کار امروز بہ فردا مگزار

آج کا کام کل پر نہ چھوڑ۔

(891) کار امروز بہ فردانگزاری زنہار
کہ چو فردا بہ رسد نوبت کار دگراست

آج کا کام کل پر ہرگز نہ چھوڑ کیونکہ جب کل آئے گی تو دوسرے کام کی باری ہوگی۔

(892) کار بوزینہ نیست نجّاری

بندر کا کام نجّاری (بڑھئی کا کام) نہیں ہے۔ یعنی جو جس کا کام ہوتا ہے وہی اُسے خوب کرتا ہے دوسرے نہیں کرسکتے۔ اس مصرع میں ایک مشہور حکایت کی طرف اشارہ ہے۔

(893) کار بہ کثرت

کام مشق سے آتا ہے۔

(894) کار دنیا کسے تمام نہ کرد ہرچہ گیرید مختصر گیرید

دنیا کا کام کسی نے تمام نہیں کیا۔ جو کام ہاتھ میں لو مختصر لو۔ یعنی ہر کام میں اختصار کا خیال رکھو۔ بہت زیادہ کی ہوس نہ کرو۔ اُتنا ہی کام اپنے ذمّے لو جتنا آسانی سے کر سکتے ہو۔

(895) کارے کہ نکو نہ شد نکو شد کہ نہ شد

جو کام اچھا نہ ہوا اچھا ہوا کہ نہ ہوا۔ یعنی بُرے کام کا نہ ہونا ہی اچھا ہے۔

(896) کالائے بد بہ ریش خاوند

بُری چیز مالک کے منہ پر۔ یعنی اچھی چیز کے سب خریدار ہوتے ہیں بُری چیز جس کی ہوتی ہے اُسی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

(897) کالشّمس فی نصف النّہار

دوپہر کے سورج کے مانند۔ یعنی ایسی صاف اور واضح بات جس کے لیے ثبوت اور دلیل کی ضرورت نہ ہو۔

(898) کالنقش فی الحجر

مثل اس نشان کے جو پتھر میں پڑ گیا ہو۔ یعنی ایسا نشان جو مٹ نہ سکے۔ ایسا اثر جو زائل نہ ہو سکے۔ ایسی بات جو بھلائی نہ جا سکے۔

(899) کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

(دیکھو نمبر 162)

(900) کثّر اللہ امثالہم

خدا اُن کی مثالوں کو زیادہ کرے۔ خدا ایسے بہت سے لوگ پیدا کرے۔

(901) کج دار و مریز

ٹیڑھا رکھ اور بہنے نہ دے۔ اگر کسی برتن میں پانی بھرا ہوا ہو اور کوئی شخص کسی کو حکم دے کہ برتن کو ٹیڑھا کر دو مگر پانی گرنے نہ پائے اور اُس کی تعمیل نہ ہونے پر جبر و تشدد سے کام لو تو یہ حالت بالکل اس قول کے مطابق ہوگی اس لیے اس جملے سے بالعموم ظلم و زبردستی کے حیلے تلاش کرنا مراد لیتے ہیں۔

(902) کردۂ خویش آید پیش

اپنا کیا آگے آتا ہے۔ یعنی جو جیسا کرتا ہے ویسا پھل پاتا ہے۔

(903) کرم اللہ وجہہ

بزرگ کرے اللہ اُن کی ذات کو۔ اکثر مسلمان جب حضرت علی علیہ السلام کا نام لیتے ہیں تو یہ دعائیہ جملہ پڑھتے ہیں۔

(904) کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

مہربانی کیجیے اور آیئے کہ (یہ) گھر آپ کا گھر ہے۔ کسی کو اپنے یہاں بلاتے وقت یہ مصرع لکھتے ہیں۔ (دیکھو نمبر 689)

(905) کرمہائے تو مارا کرد گستاخ

تیری مہربانیوں نے مجھے گستاخ کر دیا۔ جب کسی بڑے رتبے والے شخص سے کوئی درخواست کرتے ہیں یا اس کے سامنے اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(906) کریماں را بدست اندر درم نیست
خداوندان نعمت را کرم نیست

سخی لوگوں کے ہاتھ میں پیسہ نہیں ہوتا اور مال داروں میں سخاوت نہیں ہوتی۔

(907) کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم

کوئی سنے یا نہ سنے میں گفتگو کیے جاتا ہوں۔ جب کوئی شخص بے موقع بک بک لگاتا ہے یا ایسی گفتگو چھیڑ دیتا ہے جس سے سننے والوں کا دل نہیں لگتا تو دوسرے لوگ یہ مصرع پڑھتے ہیں۔ اگر گفتگو کرنے والا ہی خود یہ مصرع پڑھے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی میری باتوں پر دھیان دے یا نہ دے مجھے جو کچھ کہنا ہے کہے دیتا ہوں۔

(908) کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

(کوئی) کمال حاصل کر کہ دنیا تیری قدر کرے۔

(909) کس چہ داند کہ پس پردہ چہ خوب است و چہ زشت

کوئی کیا جانے کہ پردے کے پیچھے کیا اچھا ہے اور کیا بُرا ہے یعنی غیب کا حال کوئی نہیں جانتا۔

(910) کس نہ خارد پشت من جز ناخنِ انگشت من

میری انگلی کے ناخن کے سوا اور کوئی میری پیٹھ نہیں کھجا دیتا ہے۔ یعنی اپنا کام آپ ہی کرنا پڑتا ہے۔

(911) کس ندیدم کہ گم شد از رہِ راست

میں نے کسی کو سیدھے راستے سے بھٹکتے نہیں دیکھا۔ یعنی جو سیدھی راہ جاتا ہے وہ کبھی نہیں بھٹکتا اور منزلِ مقصود پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

(912) کس نگوید کہ دوغ من ترش است

کوئی نہیں کہتا کہ میرا دہی کھٹا ہے۔ اردو میں یہ قول اس طرح رائج ہے۔ اپنے دہی کو کوئی کھٹا نہیں کہتا ہے۔ یعنی اپنی چیز کو کوئی بُرا نہیں کہتا ہے۔

(913) کس نیاموخت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

کسی نے مجھ سے تیر کا فن نہیں سیکھا کہ آخر کار مجھے نشانہ نہ بنایا ہو جس

نے مجھ سے تیراندازی سیکھی اُس نے آخرکار مجھی پر وار کیا۔ یعنی جس کے ساتھ میں نے نیکی کی اُس نے میرے ساتھ بدی ضرور کی۔

(914) کس نیاید بزیر سایۂ بوم گر ہما از جہاں شود معدوم

اگر ہما دنیا سے غائب ہوجائے تو الّو کے سائے میں کوئی نہیں آتا ہے۔ یعنی اگر قابل لوگ دنیا سے اٹھ جائیں تو بھی دنیا نااہلوں کو اہل نہ سمجھے گی۔

(915) کسے باشد

کوئی ہو۔ یعنی کسی کی تخصیص نہیں۔

(916) کلاغے تگِ کبک در گوش کرد تگِ خویشتن ہم فراموش کرد

ایک کوّے نے چکور کی چال سیکھی اپنی چال بھی بھول گیا۔ اردو میں یہ مثل یوں مشہور ہے۔ کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھولا۔

(917) کلام الملوک ملوک الکلام

بادشاہوں کے کلام کلاموں کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ یعنی بادشاہ کا کلام سب سے بہتر ہوتا ہے۔ بادشاہ کی بات سب سے بالاتر ہوتی ہے۔

(918) کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ باَوْقاته

ہر کام اپنے وقت کے ساتھ رہن کردیا گیا ہے۔ یعنی ہر کام کا ایک وقت معین ہے۔

(919) کُلُّ اِناءٍ تیر شَحُ بمافِیه

ہر برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اُس میں ہوتی ہے۔ اس قول سے اکثر یہ مراد ہوتی ہے کہ جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر آتا ہے یا جو جیسا ہوتا ہے ویسا کام کرتا ہے۔

(920) کلاہ دلکش است اما بترک سرنمی ارزد

ٹوپی خوبصورت تو ہے مگر اتنی قیمتی نہیں کہ اُس کے لیے کوئی سر سے ہاتھ

دھو بیٹھے۔ تھوڑے نفع سے بہت نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے یا جب مال و جاہ کے حصول سے اپنے اطمینان اور آزادی میں خلل پڑنے کا خیال یا جان کا خوف ہوتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(921) **كُلُّ جَدِيدٍ لذيذٌ**

ہر نئی چیز مزیدار ہوتی ہے۔

(922) **كُلُّ شيءٍ يرجع الیٰ اصله**

ہر چیز اپنی اصلیت کی طرف پھرتی ہے۔

(923) **كُلُّ طويلٍ احمقٌ و كُلُّ قصير فتنه**

لمبے آدمی بیوقوف ہوتے ہیں اور پستہ قد آدمی فسادی ہوتے ہیں۔

(924) **كُلُّ قصيرٍ فتنه**

پستہ قد آدمی فسادی ہوتے ہیں۔ (دیکھو مثلِ ماقبل)

(925) **كُلُّ من عليها فان**

جو کوئی زمین پر ہے وہ فنا ہونے والا ہے۔

(926) **كَلّمو الناس علیٰ قدر عقولهم**

لوگوں سے اُن کی عقل کے موافق بات کہو۔

(927) **كُلُّ نفسٍ ذائقة الموت**

ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ یعنی ہر جاندار کے لیے موت ضروری ہے۔

(928) **کلوخ انداز را پاداش سنگ است**

ڈھیلا مارنے والے کی سزا پتھر ہے۔ یعنی جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔

(929) **کم خرچ بالانشیں**

قیمت کم وقعت زیادہ۔ یعنی ایسی چیز جو اچھی بھی ہو اور کم قیمت بھی ہو۔

(930) کم خورد عزیز من نہ خورد جان من

جو کم کھائے وہ مجھے پیارا ہے اور جو بالکل نہ کھائے وہ میری جان (کے برابر) ہے۔

(931) کند ہم جنس با ہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

ہم جنس اپنے ہم جنس کے ساتھ اُڑتا ہے۔ کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ۔ یعنی انھیں لوگوں میں خوب میل جول ہوتا ہے جن کی طبیعت ایک سی ہوتی ہے۔

(932) کور بہ چراغ احتیاج ندارد

اندھے کو چراغ کی ضرورت نہیں۔

(933) کور را بہ تماشاے گلستاں چہ کار

اندھے کو پھلواری کی سیر سے کیا کام۔

(934) کوزہ بے دستہ چو بینی بدو دستش بردار

جب بے دستے کا کوزہ دیکھو تو اُس کو دونوں ہاتھوں سے اُٹھاؤ یعنی مفلس اور مجبور آدمی کے ساتھ اور بھی زیادہ انسانیت اور نرمی سے پیش آنا چاہیے۔ (دیکھو نمبر 1038)

(935) کوس لمن الملک الیوم یا کوس لمن الملک

(دیکھو نمبر 995)

(936) کہ از چنگال گرگم در ربودی چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

تو مجھ کو بھیڑیے کے چنگل سے تو چھڑا لے بھاگا لیکن جب میں نے دیکھا تو آخر تو خود بھیڑیا نکلا۔ فرض کرو کہ ایک مسافر کچھ مال لیے ہوئے کہیں سے جا رہا تھا۔ راستے میں اُسے ایک ٹھگ ملا جو اس سے مال چھیننے لگا۔ ایک سپاہی اُدھر سے آنکلا۔ اُس نے مسافر کی مدد کی اور

ٹھگ کو مار کر بھگا دیا۔ لیکن خود مسافر کا مال چھین لیا۔ یہ واقعہ اور اسی طرح کے تمام واقعات اس شعر کے مصداق ہوں گے۔

(937) کہ اوضاعِ جہاں گا ہے چناں گا ہے چنیں باشد

دنیا کی حالت کبھی ویسی ہو جاتی ہے کبھی ایسی۔ یعنی دنیا کو ایک حالت پر قرار نہیں۔

(938) کہ آہن بہ آہن تواں کرد نرم

لوہا لوہے سے نرم کیا جاسکتا ہے۔ یعنی کڑا آدمی کڑے ہی آدمی سے دبتا ہے۔

(939) کہ تعجیل کارِ شیاطین بود

جلدی کرنا شیطان کا کام ہے۔ یعنی کام اطمینان سے کرنا چاہیے بہت جلدی کرنے سے اکثر کام بگڑ جاتا ہے۔ اردو میں یہ قول یوں رائج ہے۔ ''جلدی کام شیطان کا۔''

(940) کہ تقویم پارینہ ناید بکار

پرانی جنتری کام نہیں آتی۔

(941) کہ داد کہ گرفت

کس نے دیا کس نے لیا۔ جب کسی رقم کے متعلق ایسا معاہدہ کیا جائے جس کو پورا کرنے کا ارادہ نہ ہو تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(942) کہ زر زر کشد در جہاں گنج گنج

دنیا میں روپیہ روپے کو کھینچتا ہے اور خزانہ خزانے کو یعنی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مال داروں ہی کو اور دولت مل جاتی ہے۔

(943) کہ کج با کج گراید راست با راست

ٹیڑھا ٹیڑھے کی طرف مائل ہوتا ہے اور سیدھا سیدھے کی طرف۔ یعنی

جو جیسا ہوتا ہے وہ ویسوں ہی کی طرف جھکتا ہے۔

(944) کہ کرد کہ نیافت

کس نے کیا کہ نہیں پایا۔ یعنی اپنے کیے کا پھل ضرور ملتا ہے۔

(945) کہ مبادا ازیں بتر گردد

ایسا نہ ہو کہ اس سے بدتر ہو جائے۔ (دیکھو نمبر 1073)

(946) کہ مزدور خوش دل کند کار بیش

خوش دل مزدور زیادہ کام کرتا ہے۔

(947) کہ نیاید ز گرگ چوبانی

بھیڑیے سے گلہ بانی نہیں ہو سکتی۔ یعنی بُرے آدمی سے اچھے کام کی اُمید نہ رکھنا چاہیے۔ (دیکھو نمبر 1115)

(948) کے آمدی کے پیر شدی

تو کب آیا کب بڈھا ہو گیا۔ اگر کوئی شخص اپنے سن یا اپنے تجربے سے بڑھ کے کوئی بات کہتا ہے تو یہ جملہ کہتے ہیں۔

(949) گاوان و خران بار بردار   بہ ز آدمیان مردم آزار

بوجھ اُٹھانے والے بیل اور گدھے لوگوں کو ستانے والے آدمیوں سے اچھے ہیں۔ یعنی جن آدمیوں سے دوسروں کو تکلیف پہنچے وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔

(950) گاہ باشد کہ کودکے نادان   بہ غلط بر ہدف زند تیرے

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نادان بچہ غلطی سے نشانے پر تیر مار دیتا ہے۔ یعنی بعض دفعہ اتفاق سے کسی معمولی آدمی سے ایسا کام ہو جاتا ہے جس کو بڑے بڑے لوگ نہیں کر سکتے اور وہ خود بھی ہمیشہ نہیں کر سکتا۔ اردو روزمرہ میں ''اندھے کے ہاتھ بٹیر لگنا'' اسی معنی میں آتا ہے۔

(951) گاہے چنیں گاہے چناں

کبھی ایسا کبھی ویسا۔ کبھی کچھ کبھی کچھ۔ یعنی دنیا ایک حال میں نہیں رہتی۔ زمانہ رنگ بدلتا رہتا ہے۔

(952) گدا اگر تواضع کند خوے اوست

فقیر اگر انکسار کرتا ہے تو یہ اُس کی عادت ہے۔ یعنی اگر کوئی چھوٹا آدمی بڑے آدمیوں سے جھک کر ملتا ہے تو کوئی خاص بات نہیں۔ البتہ اگر ذی رتبہ شخص ادنیٰ آدمیوں سے جھک کے ملے تو وہ قابل تعریف ہے۔ (دیکھو نمبر 394)

(953) گر از بسیط زمیں عقل منعدم گردد بخود گماں نبرد ہیچ کس کہ نادانم

اگر ساری دنیا سے عقل اُٹھ جائے تو بھی کوئی اپنے بارے میں یہ گمان نہ کرے گا کہ میں بے عقل ہوں۔ یعنی ہر بیوقوف بھی اپنے آپ کو عقلمند سمجھتا ہے۔

(954) گر بدولت برسی مست نہ گردی مردی
بادہ نوشیدن و ہشیار نشستن سہل است

شراب پی کے ہوشیار بیٹھنا تو آسان ہے اگر دولت پا کے ہوش میں رہو تو البتہ مرد ہو۔ اکثر اس شعر کا پہلا مصرع پڑھتے ہیں۔

(955) گر بر سر و چشم من نشینی نازت بکشم کہ نازنینی

اگر تو میرے سر آنکھوں پر بیٹھے تو بھی میں تیرے ناز اٹھاؤں گا۔ اس لیے کہ تو نازنین ہے۔

(956) گربہ شیر است در گرفتن موش لیک موش است در مصاف پلنگ

چوہا پکڑنے میں بلی شیر ہے۔ لیکن چیتے سے لڑنے میں چوہا ہے۔ یعنی جو لوگ کمزوروں پر زور دکھاتے ہیں جب کسی شہ زور سے ان کا مقابلہ

پڑ جاتا ہے تو سارا زور ڈھے جاتا ہے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ وہی شخص جو ایک آدمی کے مقابلے میں بہت طاقتور ٹھہرتا ہے دوسرے کے مقابلے میں بالکل کمزور پاتا ہے۔

(957) گربہ کشتن روز اوّل بہ

پہلے ہی دن بلّی کو مار ڈالنا اچھا ہے۔ اس قول میں ایک مشہور حکایت کی طرف اشارہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر تم اپنا رعب اور وقار قائم کرنا چاہتے ہو تو شروع ہی سے وہ انداز اختیار کرو کہ لوگ مرعوب ہو جائیں ورنہ اگر ابتدا میں بدرعبی ہوگئی تو پھر رعب قائم کرنا مشکل ہے۔

(958) گربۂ مسکیں اگر پرداشتے تخمِ کنجشک از جہاں برداشتے

بلّی جو بہت غریب معلوم ہوتی ہے اگر اس کے پر ہوتے تو وہ چڑیا کی نسل دنیا سے مٹا دیتی۔ یعنی بہت سے لوگ صرف اس وجہ سے ظلم نہیں کرتے کہ ان میں ظلم کرنے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ اگر ان میں طاقت ہوتی تو نہ معلوم کیا کر گزرتے۔

(959) گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست
ایں ماتمِ سخت است کہ گویند جواں مرد

نوے برس کا بڈھا اگر مرجائے تو کوئی تعجب نہیں۔ یہ بڑی غمناک بات ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ جوان مرگیا۔ موقع کی مناسبت کے لحاظ سے کبھی اس شعر کا صرف پہلا مصرع اور کبھی دوسرا مصرع پڑھا جاتا ہے۔

(960) گر جاں طلبی مضائقہ نیست زر می طلبی سخن درانیست

اگر جان مانگو تو مضائقہ نہیں، تم روپیہ مانگتے ہو تو یہ مشکل ہے۔ اس شعر میں بخل کی انتہا دکھائی گئی ہے۔

(961) گردن بے طمع بلند شود

جس کو لالچ نہ ہو اس کی گردن اونچی رہتی ہے۔ یعنی وہ کسی سے دبتا نہیں ہے۔

(962) گر زر داری بہ زور محتاج نہ

اگر تمہارے پاس روپیہ ہے تو تم کو طاقت کی ضرورت نہیں۔ یعنی روپیہ سے وہ کام بھی نکل جاتے ہیں جن کے لیے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔

(963) گر ضرورت بود روا باشد

اگر ضرورت ہو تو جائز ہے۔ بعض کام یوں تو جائز نہیں ہوتے مگر سخت ضرورت کے وقت جائز ہو جاتے ہیں۔

(964) گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

اگر تو مرتبوں میں فرق نہیں کرتا تو تو کافر ہے۔ یعنی جو جس درجہ کا ہو اُسے ویسا ہی سمجھو۔ سب کو برابر سمجھ لینا بھی بڑا گناہ ہے۔

(965) گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

اگر قبول ہو جائے تو عزّت اور بزرگی کا کیا کہنا۔ کسی بڑے مرتبے والے کو کوئی تحفہ دیتے وقت یہ مصرع پڑھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ ناچیز تحفہ قبول کر لیا جائے تو میری عزت بڑھ جائے۔

(966) گرگ آشتی

بھیڑیے کی دوستی۔ یعنی ایسی دوستی جس کا مقصد فریب دینا ہو۔

(967) گرگ باراں دیدہ

وہ بھیڑیا جو برسات دیکھ چکا ہو۔ بڑے تجربہ کار ہوشیار و چالاک آدمی کو "گرگ باراں دیدہ" کہتے ہیں۔

(968) گرم و سرد عالم چشیدہ

دنیا کا گرم و سرد چکھے ہوئے۔ یعنی تجربہ کار۔

(969) گر نبودے چوب تر فرماں نبردے گاؤ و خر

اگر گیلی لکڑی نہ ہوتی تو بیل اور گدھے حکم نہ بجا لاتے۔ یعنی جب تک کسی طرح کا خوف نہ ہو کوئی کسی کی اطاعت نہیں کرتا۔

(970) گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر چمگادڑ دن کو نہیں دیکھ سکتا تو آفتاب کا کیا قصور۔ یعنی اگر کسی کے فضائل کسی کو نظر نہیں آتے تو یہ اُس کی سمجھ کا قصور ہے۔

(971) گر ہما از جہاں شود معدوم کس نیاید بزیر سایۂ بوم

(دیکھو ردیف کاف تازی نمبر 24)

(972) گر ہمیں مکتب است و ایں ملا کار طفلاں تمام خواہد شد

اگر یہی مکتب ہے اور یہ ملاّ ہیں تو لڑکوں کا کام تمام ہو جائے گا۔

(973) گر یک سقایہ نیست ملک کم نمی شود

اگر بادشاہ کے پاس ایک جام نہ ہو تو اس کے مرتبے میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

(974) گریۂ وقت بہ از خندۂ بے وقت

وقت کا رونا بے وقت کی ہنسی سے اچھا ہے۔

(975) گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

سعدی پھول ہے لیکن دشمنوں کی نظر میں کانٹا ہے۔ یعنی دشمن کو اچھائیاں بھی برائیاں معلوم ہوتی ہیں۔

(976) گلِ سَر سَبَد

ٹوکری میں چوٹی پر کا پھول۔ پھول بیچنے والوں کا قاعدہ ہے کہ پھولوں

کی ٹوکری میں سب سے اچھے پھول سب سے اوپر رکھتے ہیں اس لیے ''گلِ سرِسَبد'' سے اپنی قسم کی بہت اچھی چیز مراد ہوتی ہے۔

(977) گُلے برفت کہ ناید بصد بہار دگر

ایسا پھول چلا گیا کہ اب سو بہاروں میں بھی نہ آئے گا۔ یعنی ایسا آدمی اُٹھ گیا جیسا ایک مدت تک پیدا نہ ہوگا۔ کسی قابل قدر آدمی کی موت پر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(978) گندم از گندم بروید جَو زجَو از مکافاتِ عمل غافل مشو

گیہوں سے گیہوں اُگتا ہے اور جَو سے جَو۔ اپنے کیے کے بدلے سے غافل نہ رہ۔ یعنی تو جو بوئے گا وہ کاٹے گا۔ جیسا کرے گا ویسا پائے گا۔ ایک ہندی مثل ہے 'جیسی کرنی ویسی بھرنی'۔

(979) گندم اگر بہم نرسد جو غنیمت است

اگر گیہوں نہ ملیں تو جو غنیمت ہیں۔ یعنی جب اچھی چیز کسی طرح مل نہ سکتی ہو تو جس چیز سے بھی کام نکل سکے وہی غنیمت معلوم ہوتی ہے۔

(980) گندم نما جو فروش

دیکھو نمبر 424

(981) گوسالۂ من پیر شد و گاؤ نشد

میرا بچھڑا بوڑھا ہوگیا اور بیل نہ ہوا۔ یعنی اتنا سب آ گیا مگر مزاج سے بچپن نہ گیا۔

(982) گوشت خر دندان سگ

گدھے کا گوشت اور کتّے کے دانت۔ یعنی جیسی جنس ویسے خریدار۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ جیسے کو تیسا۔

(983) گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل

کہوں تو مشکل نہ کہوں تو مشکل۔ یہ مصرع اس وقت پڑھتے ہیں جب کوئی ایسی بات آپڑتی ہے جو نہ کہتے بنتی ہے نہ چھپاتے بنتی ہے۔

(984) لا اِلٰہ الاّ اللہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

(985) لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ

خدا کے سوا کسی کے پاس مدد اور طاقت نہیں ہے۔ اس جملے سے اکثر تنفر اور نفرین کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس جملے سے شیطان بھاگتا ہے۔

(986) لامناقشہ فی الاصطلاح

اصطلاح میں کوئی جھگڑا نہیں۔ یعنی اگر اصطلاح کی حیثیت سے کوئی لفظ کسی خاص معنی میں استعمال کیا جائے تو یہ بات قابل اعتراض نہیں۔

(987) لائق افسر نباشد ہر سرے

ہر سر تاج کے قابل نہیں ہوتا۔ یعنی ہر شخص اس کا اہل نہیں ہوتا کہ اس کو بڑے سے بڑا مرتبہ دے دیا جائے۔

(988) لائقِ محفل نہ باشد ہر کہ خندد بے محل

جو بے موقع ہنستا ہے وہ محفل کے قابل نہیں ہے۔

(989) لایکلّف اللہ نفساً الاّ وسعھا

خدا کسی نفس کو اس کی برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

(990) لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

کہانی مزے دار تھی اس لیے میں نے خوب بڑھا کے بیان کی۔ جب کسی دلچسپ چیز کے بیان میں طول دیتے ہیں تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(991) لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

مہربانی کرو مہربانی کہ اس سے غیر بھی غلام بن جاتا ہے۔

(992) لعنت بہ کار شیطان

شیطان کے کام پر لعنت۔ جب کوئی کام بگڑ جاتا ہے تو یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(993) للجنون فنون

جنوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔

(994) للّٰہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

خدا کا شکر ہے کہ ہر وہ چیز جس کو دل چاہتا تھا آخر پردۂ تقدیر سے نکل ہی آئی۔ جب کسی کی کوئی خواہش پوری ہوتی ہے تو وہ یہ شعر پڑھتا ہے۔

(995) لمن الملک الیوم

آج کے دن بادشاہت کس کے لیے ہے؟ یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ قیامت کے دن خدا زبان قدرت سے سوال کرے گا ''لمن الملک الیوم'' اور جواب آئے گا ''للّٰہ الواحد القہار'' یعنی ''خدا واحد و قہار کے لیے'' جب کوئی شخص کسی حیثیت سے اپنے زمانے میں اس قدر ممتاز ہوتا ہے کہ سب لوگ اُس کی افضلیت تسلیم کر لیتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ''فلاں شخص نے کوس لمن الملک الیوم بجایا۔''
(کوس = نقارہ)

(996) لنگکے زیر لنگکے بالا نے غم دُزد نے غم کالا

وہی لنگی نیچے وہی لنگی اوپر، نہ چور کا ڈر نہ اسباب کا۔ یعنی جس کے پاس

تن ڈھانکنے کے لیے کپڑے بھی نہ ہوں اُسے چور کا کیا ڈر۔

(997) لیت ولعل

لَیت ولعل عربی میں تمنا کے کلمے ہیں۔ لَیت اس وقت بولتے ہیں جب کسی ناممکن چیز کی تمنا کی جائے۔ اور لَعَلَّ اس وقت بولتے ہیں جب ممکن چیز کی خواہش کی جائے۔ اردو میں ان کا تلفظ لیت اور لعل کیا جاتا ہے اور لیت ولعل سے کسی کام میں دیر لگانا یا ٹال مٹول کرنا مراد لیتے ہیں۔

(998) لیس للانسان اِلّا ماسَعیٰ

انسان جس چیز کے لیے کوشش کرتا ہے اس کے سوا اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔ یعنی انسان کو جو کچھ ملتا ہے اپنی کوشش سے ملتا ہے۔

(999) لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید

لیلیٰ کو مجنوں کی آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔ یعنی کسی چیز کی خوبی اس کے قدردان کے دل سے پوچھو۔

(1000) ما بہ تو مشغول وتو با عمرو زید

ہم تجھ میں مشغول ہیں اور تو عمرو زید میں۔ یعنی ہم تجھ پر جان دیتے ہیں اور تو ایروں غیروں پر جان دیتا ہے۔

(1001) ما بہ خیر وشما بہ سلامت

ہم خیریت سے تم سلامتی سے۔ اردو میں اس کی جگہ پر کہتے ہیں آپ اپنے گھر خوش رہیے ہم اپنے گھر خوش رہیں۔

(1002) ما بہ الامتیاز

وہ جس سے کہ امتیاز کیا جائے۔ جیسے عورت اور مرد کے چہروں میں ما بہ الامتیاز ڈاڑھی اور مونچھیں ہیں۔

(991) لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

مہربانی کرو مہربانی کہ اس سے غیر بھی غلام بن جاتا ہے۔

(992) لعنت بہ کار شیطان

شیطان کے کام پر لعنت۔ جب کوئی کام بگڑ جاتا ہے تو یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(993) للجنون فنون

جنوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔

(994) للّٰہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

خدا کا شکر ہے کہ ہر وہ چیز جس کو دل چاہتا تھا آخر پردۂ تقدیر سے نکل ہی آئی۔ جب کسی کی کوئی خواہش پوری ہوتی ہے تو وہ یہ شعر پڑھتا ہے۔

(995) لمن الملک الیوم

آج کے دن بادشاہت کس کے لیے ہے؟ یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ قیامت کے دن خدا زبان قدرت سے سوال کرے گا ''لمن الملک الیوم'' اور جواب آئے گا ''للّٰہ الواحد القہار'' یعنی ''خدا واحد و قہار کے لیے'' جب کوئی شخص کسی حیثیت سے اپنے زمانے میں اس قدر ممتاز ہوتا ہے کہ سب لوگ اُس کی افضلیت تسلیم کر لیتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ''فلاں شخص نے کوس لمن الملک الیوم بجایا۔''
(کوس = نقارہ)

(996) لنکلے زیر لنکلے بالا　　نے غم دُزد نے غم کالا

وہی لنگی نیچے وہی لنگی اوپر، نہ چور کا ڈر نہ اسباب کا۔ یعنی جس کے پاس

تن ڈھانکنے کے لیے کپڑے بھی نہ ہوں اُسے چور کا کیا ڈر۔

(997) لیت ولعل

لَیت ولعل عربی میں تمنا کے کلمے ہیں۔ لَیت اس وقت بولتے ہیں جب کسی ناممکن چیز کی تمنا کی جائے۔ اور لَعَلَّ اس وقت بولتے ہیں جب ممکن چیز کی خواہش کی جائے۔ اردو میں ان کا تلفظ لیت اور لعل کیا جاتا ہے اور لیت ولعل سے کسی کام میں دیر لگانا یا ٹال مٹول کرنا مراد لیتے ہیں۔

(998) لیس للانسان اِلّا ماسَعیٰ

انسان جس چیز کے لیے کوشش کرتا ہے اس کے سوا اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔ یعنی انسان کو جو کچھ ملتا ہے اپنی کوشش سے ملتا ہے۔

(999) لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید

لیلیٰ کو مجنوں کی آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔ یعنی کسی چیز کی خوبی اس کے قدردان کے دل سے پوچھو۔

(1000) ما بہ تو مشغول وتو با عمرو زید

ہم تجھ میں مشغول ہیں اور تو عمرو زید میں۔ یعنی ہم تجھ پر جان دیتے ہیں اور تو ایروں غیروں پر جان دیتا ہے۔

(1001) ما بہ خیر وشما بہ سلامت

ہم خیریت سے تم سلامتی سے۔ اردو میں اس کی جگہ پر کہتے ہیں آپ اپنے گھر خوش رہیے ہم اپنے گھر خوش رہیں۔

(1002) ما بہ الامتیاز

وہ جس سے کہ امتیاز کیا جائے۔ جیسے عورت اور مرد کے چہروں میں ما بہ الامتیاز ڈاڑھی اور مونچھیں ہیں۔

(991) لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

مہربانی کرو مہربانی کہ اس سے غیر بھی غلام بن جاتا ہے۔

(992) لعنت بہ کار شیطان

شیطان کے کام پر لعنت۔ جب کوئی کام بگڑ جاتا ہے تو یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(993) للجنون فنون

جنوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔

(994) للّٰہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

خدا کا شکر ہے کہ ہر وہ چیز جس کو دل چاہتا تھا آخر پردۂ تقدیر سے نکل ہی آئی۔ جب کسی کی کوئی خواہش پوری ہوتی ہے تو وہ یہ شعر پڑھتا ہے۔

(995) لمن الملک الیوم

آج کے دن بادشاہت کس کے لیے ہے؟ یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ قیامت کے دن خدا زبان قدرت سے سوال کرے گا ''لمن الملک الیوم'' اور جواب آئے گا ''للّٰہ الواحد القھار'' یعنی ''خدا واحد و قہار کے لیے'' جب کوئی شخص کسی حیثیت سے اپنے زمانے میں اس قدر ممتاز ہوتا ہے کہ سب لوگ اُس کی افضلیت تسلیم کر لیتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ''فلاں شخص نے کوس لمن الملک الیوم بجایا۔''
(کوس = نقارہ)

(996) لنگلے زیر لنگلے بالا نے غم دُزد نے غم کالا

وہی لنگی نیچے وہی لنگی اوپر، نہ چور کا ڈر نہ اسباب کا۔ یعنی جس کے پاس

تن ڈھانکنے کے لیے کپڑے بھی نہ ہوں اُسے چور کا کیا ڈر۔

(997) لیت ولعل

لَیت ولعل عربی میں تمنا کے کلمے ہیں۔ لَیْت اس وقت بولتے ہیں جب کسی ناممکن چیز کی تمنا کی جائے۔ اور لَعَلَّ اس وقت بولتے ہیں جب ممکن چیز کی خواہش کی جائے۔ اردو میں ان کا تلفظ لیت اور لعل کیا جاتا ہے اور لیت ولعل سے کسی کام میں دیر لگانا یا ٹال مٹول کرنا مراد لیتے ہیں۔

(998) لیس للانسان اِلّا ما سَعَیٰ

انسان جس چیز کے لیے کوشش کرتا ہے اس کے سوا اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔ یعنی انسان کو جو کچھ ملتا ہے اپنی کوشش سے ملتا ہے۔

(999) لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید

لیلیٰ کو مجنوں کی آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔ یعنی کسی چیز کی خوبی اس کے قدردان کے دل سے پوچھو۔

(1000) ما بہ تو مشغول و تو با عمرو زید

ہم تجھ میں مشغول ہیں اور تو عمرو زید میں۔ یعنی ہم تجھ پر جان دیتے ہیں اور تو ایروں غیروں پر جان دیتا ہے۔

(1001) ما بہ خیر و شما بہ سلامت

ہم خیریت سے تم سلامتی سے۔ اردو میں اس کی جگہ پر کہتے ہیں آپ اپنے گھر خوش رہیے ہم اپنے گھر خوش رہیں۔

(1002) ما بہ الامتیاز

وہ جس سے کہ امتیاز کیا جائے۔ جیسے عورت اور مرد کے چہروں میں ما بہ الامتیاز ڈاڑھی اور مونچھیں ہیں۔

(1003) مات المفتی مات الفتویٰ

مفتی مرگیا فتویٰ مرگیا۔ کسی مفتی کے انتقال کے بعد اُس کا فتویٰ قابل عمل نہیں رہتا۔

(1004) ماتوفیقی الاّ باللہ

مجھے توفیق نہیں ہے مگر خدا سے۔ یعنی خدا ہی کی طرف سے ہے۔ اس قول سے انسان اپنی مجبوری اور بے بسی ظاہر کرتا ہے۔ یعنی ہم کیا ہیں کہ کچھ کرسکیں ہاں اگر خدا ہم کوتوفیق دے گا تو کچھ نہ کچھ ہوجائے گا۔

(1005) مادر چہ خیالیم وفلک درچہ خیال

ہم کس خیال میں ہیں اور آسمان کس خیال میں ہے۔ جب کسی شخص کی اُمید، خواہش یا منصوبے کے خلاف کوئی بات ہوجاتی ہے تو وہ یہ مصرع پڑھتا ہے۔

(1006) مارا ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نبود

ہم کو اس کمزور گھاس کی طرف سے یہ گمان نہ تھا۔ جب کوئی شخص اپنی حیثیت یا طاقت سے زیادہ توقع کے خلاف کام کر ڈالتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(1007) مارا بہ سخت جانی خود ایں گماں نبود

مجھ کو اپنی سخت جانی کے متعلق یہ گمان نہ تھا۔ یعنی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ میں اس قدر سخت جان ہوں۔

(1008) مارا چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد وخر رفت

مجھ کو اس قصے سے کیا مطلب کہ گائے آئی اور گدھا گیا۔ کسی معاملے سے بے تعلقی ظاہر کرنے کے لیے یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(1009) مار گزیدہ از ریسماں می ترسد

سانپ کا کاٹا رسّی سے ڈرتا ہے۔ اردو کی مشہور مثل ہے۔ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک پیتا ہے۔

(1010) ما ز لطف تو گز شتیم غضب را چہ علاج

ہم تمہاری مہربانی سے باز آئے۔ مگر غصے کا کیا علاج۔

(1011) ما ز یاراں چشم یاری داشتیم   خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

ہم دوستوں سے دوستی کی اُمید رکھتے تھے مگر ہم جو سمجھتے تھے وہ بالکل غلط تھا۔ جب دوستوں کا طرز عمل اُمید کے خلاف ہوتا ہے تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔

(1012) ماشاء اللہ

جو چاہا اللہ نے۔ اردو میں یہ فقرہ تحسین و آفرین کے لیے بولا جاتا ہے۔ جیسے ''ماشاء اللہ کیا خوب تقریر کی۔'' نظر بد کا خوف دور کرنے کے لیے بھی یہ فقرہ بولتے ہیں مثلاً ''آپ کا بچہ ماشاء اللہ خوب موٹا تازہ ہے۔''

(1013) ما علینا الا البلاغ

ہم پر کچھ فرض نہیں ہے مگر بات کا پہنچا دینا۔ یعنی ہمارا فرض صرف کہہ دینا ہے ماننے نہ ماننے کا آپ کو اختیار ہے۔

(1014) ما کار خویش را بخداوند کارساز   بگزاشتیم تا کرم او چہا کند

ہم نے اپنا کام خدائے کارساز پر چھوڑ دیا تا کہ اس کا کرم جو چاہے کرے۔

(1015) مال از بہر آسائش عمر است نہ عمر از بہر گرد کردن مال

مال زندگی کے آرام کے لیے، زندگی مال جمع کرنے کے لیے نہیں ہے۔

(1016) **مال حرام بود بجاے حرام رفت**

حرام کا مال تھا حرام کی جگہ پر چلا گیا۔ یعنی بُری طرح حاصل کیا ہوا روپیہ تھا بُرے ہی کاموں میں لگ گیا۔

(1017) **مالِ عرب پیشِ عرب**

عرب کا مال عرب کے سامنے۔ جب کوئی شخص حفاظت کے خیال سے اپنی کوئی چیز اپنے سامنے رکھ لیتا ہے تو یہ فقرہ بولا جاتا ہے۔

(1018) **مال مردہ پس مردہ**

کسی کے مرنے کے بعد اس کا مال بھی مرجاتا ہے۔ یعنی مردے کے مال کی قیمت بہت کم ہوجاتی ہے۔

(1019) **مالِ مفت دلِ بے رحم**

مفت کا مال اور بے رحم دل۔ جب کسی کو آسانی سے دولت مل جاتی ہے اور وہ اُسے بے دریغ خرچ کرتا ہے تو یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(1020) **مال نثار جاں بود جان نثار آبرو**

جان کا صدقہ مال ہے اور آبرو کا صدقہ جان۔

(1021) ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق
او بصحرا رفت و ما در کوچہا رسوا شدیم

ہم اور مجنوں عشق کے مدرسے میں ایک ہی سبق پڑھتے تھے وہ تو جنگل کو چلا گیا اور ہم گلیوں میں رُسوا ہوئے۔ یعنی ہمارا عشق مجنوں کے عشق سے کم نہیں صرف اتنا فرق ہے کہ ہم نے مجنوں کی طرح شہر چھوڑ کر جنگل میں رہنا اختیار نہیں کیا۔

(1022) مباش در پےٴ آزار و ہر چہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

کسی کے ستانے پر آمادہ نہ ہو اور جو چاہے کرو۔ ہمارے مذہب میں اس کے سوا کوئی گناہ نہیں ہے۔

(1023) مبر نام فردا کہ فردا کہ دید

کل کا نام نہ لو کل کس نے دیکھی ہے۔ یعنی آنے والے زمانے کا کیا اعتبار۔ جو کچھ کرنا ہو آج ہی کر ڈالو۔ کل کے لیے کوئی کام اُٹھا نہ رکھو۔

(1024) متاع نیک ہر دکّاں کہ باشد

اچھا مال کسی دوکان کا ہو۔ یعنی ہم کو اچھی چیز چاہیے چاہے جہاں سے ملے (دیکھو نمبر 254)۔

(1025) متاع جمع کن شاید کہ غارت گر شود پیدا

مال جمع کر شاید لوٹنے والا پیدا ہو جائے۔ یعنی انسان کو چاہیے کہ کوئی کمال حاصل کرے پھر قدر دان بھی مل جائیں گے۔

(1026) مترس از بلائے کہ شب درمیان است

ایسی بلا سے نہ ڈرو جس کے بیچ میں رات ہو۔ یعنی جس کے آنے میں ایک رات کا وقفہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ کسی مصیبت کے آنے سے پہلے صرف اُس کے خیال سے خوف زدہ نہ ہونا چاہیے۔ ممکن ہے کہ کوئی وجہ ایسی پیدا ہو جائے جو اس کو روک دے۔

(1027) محتسب را درون خانہ چہ کار

محتسب کو گھر کے اندر کیا کام۔ یعنی ہم کو کسی کے اندرونی حالات یا راز دریافت کرنے سے کیا مطلب۔

(1028) محتسب گر مے خورد معذور دارد مست را

اگر محتسب شراب پیتا ہے تو مست کو معذور سمجھتا ہے۔ یعنی جو لوگ جرموں کے انسداد اور مجرموں کی سرزنش کے لیے مقرر کیے گئے ہیں اگر

وہ خود ہی جرم کرنے لگیں تو مجرموں کے ساتھ نرمی اور اُن کے جرموں سے چشم پوشی کریں گے۔ محتسب اُس عہدہ دار کو کہتے ہیں جو قانون کے خلاف چلنے پر لوگوں سے باز پرس کرتا اور اُن کو سزا دیتا ہے۔

(1029) مدعی سست گواہ چست

مطلب ظاہر ہے۔ یہ فقرہ اکثر اُس موقع پر بولتے ہیں جب کسی کام میں صاحب معاملہ سے زیادہ دوسرے لوگ مستعدی دکھاتے ہیں۔

(1030) مرا بہ تجربہ معلوم شد در آخر حال
کہ قدر مرد بہ علم است و قدر علم بہ مال

مجھ کو آخر وقت میں تجربے سے معلوم ہوا کہ آدمی کی قدر علم سے ہے اور علم کی قدر مال سے ہے۔

(1031) مرا بہ خیر تو امید نیست بد مرساں

مجھ کو تجھ سے بھلائی کی اُمید نہیں بُرائی نہ کر۔

(1032) مرا بہ سادہ دلیہائے من تواں بخشد
کہ جرم کردہ ام و چشم آفریں دارم

میں اپنے بھولے پن کی بدولت بخشا جاسکتا ہوں کہ جرم کیا ہے اور شاباشی کی اُمید رکھتا ہوں۔

(1033) مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگردم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

میرے دل میں ایک درد ہے اگر اسے بیان کرتا ہوں تو زبان جلتی ہے۔ اور اگر چپ رہتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ ہڈیوں کا گودا تک جل جائے گا۔

(1034) مربّی بیار و مربّا بخور

مربّی لاؤ اور مربا کھاؤ۔ یعنی کوئی سرپرستی کرنے والا ہو تو زندگی عیش

سے کٹتی ہے۔

(1035) **مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست**

نتیجہ پر نظر رکھنے والا آدمی مبارک بندہ ہے (دیکھو نمبر 598)۔

(1036) **مرد باید کہ گیرد اندر گوش ار نوشت است پند بر دیوار**

آدمی کو چاہیے کہ نصیحت سن لے چاہے دیوار ہی پر لکھی ہوئی ہو۔ یعنی اچھی بات جس طرح بھی معلوم ہو اور جس سے بھی معلوم ہو یاد رکھنا چاہیے اور اُس پر عمل کرنا چاہیے۔

(1037) **مرد باید کہ ہراساں نشود مشکلے نیست کہ آساں نشود**

آدمی کو چاہیے کہ ہراساں نہ ہو کوئی مشکل ایسی نہیں ہے جو آسان نہ ہو جائے۔

(1038) **مرد بے برگ ونوا راسُبک از جائے بگیر**
کوزہ بے دستہ چو بینی بہ دو دستش بردار

کسی بے سر و سامان آدمی کو حقارت سے نہ اُٹھاؤ جب بے دستے کا کوزہ دیکھو تو اُسے دونوں ہاتھوں سے اُٹھاؤ۔ قاعدہ ہے کہ دستہ دار کوزے کو ایک ہاتھ سے اُٹھاتے ہیں اور جب دستہ ٹوٹ جاتا ہے تو دونوں ہاتھ سے اُٹھاتے ہیں اور اس طرح گویا اُس کی عزت بڑھاتے ہیں۔ اسی قاعدے کے موافق مفلس اور بے سر و سامان آدمی کے ساتھ اور بھی زیادہ انسانیت کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ کوزہ = ایران میں پانی رکھنے کا مٹی کا ایک ظرف ہوتا ہے جو شکل میں ہندوستان کی صراحی سے مشابہ ہوتا ہے۔

(1039) **مرد بے زر ہمیشہ رنجور است**

مفلس آدمی ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔

(1040) مرد چوں پیر شود حرص جواں می گردد

جب آدمی بڈھا ہوجاتا ہے تو اس کی حرص جوان ہوجاتی ہے یعنی بڑھاپے میں ہوس بڑھ جاتی ہے۔

(1041) مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نہ برند

مردہ وہ ہے جس کا نام نیکی کے ساتھ نہ لیں۔ یعنی اگر کسی کے مرنے کے بعد کوئی اُس کا نام نہ لے یا برائی کے ساتھ لے وہ بیشک مردہ ہے۔ ورنہ جب تک کسی کا نام زندہ ہے تب تک اس کو زندہ سمجھنا چاہیے۔

(1042) مردہ بدست زندہ

زندہ کے ہاتھ میں مردہ۔ مطلب یہ ہے کہ مردے کے ساتھ زندہ یا مجبور کے ساتھ صاحب اختیار جو سلوک چاہیں کریں۔

(1043) مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

ایک شخص غیب سے نکل آتا ہے اور کوئی کام کرجاتا ہے۔ اس مصرع کے استعمال کے دو موقع ہیں ایک تو وہ موقع جب کوئی شخص اُمید کے خلاف کوئی کام کر گزرتا ہے۔ دوسرے جب یہ کہنا ہوتا ہے کہ ہر کام کرنے والا کوئی نہ کوئی نکل ہی آتا ہے۔

(1044) مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ

مالک کی مرضی سب سے بہتر ہے۔

(1045) مرغ سر بریدہ بانگ نمی دہد

سر کٹا مرغ بانگ نہیں دیتا۔ یعنی مجبور و ناچار سے کوئی کام نہیں ہوسکتا۔

(1046) مرگ انبوہ جشنے دارد

انبوہ کے مرنے میں بھی ایک لطف ہے یعنی اگر کوئی مصیبت یا تباہی

بہت سے لوگوں پر آپڑتی ہے تو اس میں بھی ایک لطف آجاتا ہے۔

(1047) مرنجاں دلم را کہ ایں مرغ وحشی زبامے کہ برخاست مشکل نشیند

میرا دل نہ دکھاؤ اس لیے کہ یہ وحشی چڑیا جس کوٹھے سے اُڑی پھر وہاں مشکل سے بیٹھتی ہے۔ یعنی مجھے نہ ستاؤ میرا دل جس سے ہٹ جاتا ہے پھر مشکل سے ملتا ہے۔

(1048) مزن فال بد کاورد حال بد

بُری فال نہ نکالو کہ یہ بُرے حال کا باعث ہوتا ہے۔ یعنی کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو بُری بات زبان سے نکالی جاتی ہے وہی سامنے آتی ہے۔

(1049) مسکیں خر اگرچہ بے تمیز است چوں بارہمی برد عزیز است

بیچارہ گدھا اگرچہ بے تمیز ہے مگر چونکہ بوجھ اُٹھاتا ہے اس لیے پیارا ہے۔ یعنی کوئی آدمی کتنا ہی حقیر یا بیوقوف ہو اگر اُس سے ہمارا کام نکلتا ہے تو ہم اُس کو عزیز رکھتے ہیں۔

(1050) مسلماناں در گور و مسلمانی در کتاب

مسلمان قبر میں ہیں اور مسلمانی کتاب میں ہے۔ یعنی مسلمان تو اب رہے نہیں البتہ اسلام کا ذکر کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اب اصول اسلام پر عمل کرنے والا کوئی نہیں۔

(1051) مشت بعد از جنگ

لڑائی کے بعد کا گھونسا۔ یعنی وہ تدبیر جو وقت نکل جانے کے بعد یاد آوے۔

(1052) مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلّہٗ خود باید زد

جو گھونسا جنگ کے بعد یاد آئے وہ اپنے ہی کلّے پر مارنا چاہیے۔ وقت نکل جانے کے بعد کوئی تدبیر یاد آئی تو کیا۔

(1053) مشتے نمونہ از خروارے

ایک گون میں سے مٹھی بھر نمونہ۔ جب بہت سی باتوں میں سے تھوڑی سی نمونے کے طور پر بیان کرتے ہیں تو یہ فقرہ استعمال کرتے ہیں۔

(1054) مشرق رَو مغرب رَو انچہ نصیب است کم نہ شود یک جو

پورب جاؤ پچھّم جاؤ جو قسمت میں ہے اُس سے جو بھر کم نہ ہوگا یعنی جو قسمت میں لکھا ہے وہی ہوگا اُس میں ذرّہ برابر فرق نہ ہوگا۔

(1055) مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطّار بگوید

مشک وہ ہے جو خود خوشبو دے نہ کہ وہ جسے عطار بتائے۔ مطلب یہ ہے کہ جو چیز اچھی ہے اُس کی اچھائی خود بخود ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اُسے کوئی اچھا کہے۔

(1056) مشکلے دارم زدانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

مجھے ایک مشکل آپڑی ہے اس مجمع میں جو عقلمند ہو ذرا اُس سے پوچھنا کہ توبہ کا حکم دینے والے خود کیوں بہت کم توبہ کرتے ہیں۔ اس شعر میں واعظوں پر حملہ ہے کہ جو نصیحتیں وہ دوسروں کو کیا کرتے ہیں اُن پر خود عمل نہیں کرتے۔

(1057) مشکلے نیست کہ آساں نشود

کوئی مشکل ایسی نہیں ہے جو آسان نہ ہو جائے۔

(1058) مصلحت نیست کہ از پردہ بروں اُفتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

مصلحت نہیں ہے کہ راز پردے سے باہر ہو ورنہ کوئی ایسی خبر نہیں جو رندوں کی محفل میں نہ ہو۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ معلوم ہم کو سب کچھ

ہے مگر مصلحت کی وجہ سے بعض باتیں چھپانا پڑتی ہیں۔

(1059) مطلب سعدی دیگر است

سعدی کا مطلب کچھ اور ہے۔ یہ جملہ اُس موقع پر بولا جاتا ہے جب کسی بات کا مطلب ظاہر میں کچھ ہوتا ہے اور حقیقت میں کچھ ہوتا ہے اور کبھی اس جملے سے یہ مراد ہوتی ہے کہ تم اس بات کا مطلب نہیں سمجھتے۔

(1060) مفت را چہ گفت

مفت کا کیا کہنا۔ یعنی جو چیز مفت ہاتھ آئے اُس کی اچھائی بُرائی کا خیال کون کرتا ہے۔

(1061) مفت کرم داشتن

مفت کا احسان رکھنا۔

(1062) مفلس تو خوش کہ زر نہ داری

اے مفلس تو ہی اچھا ہے کہ دولت نہیں رکھتا۔ یعنی دولت کے جھگڑوں سے تجھے نجات ہے۔

(1063) مقام عیش میسر نمی شود بے رنج

آرام کی جگہ بغیر تکلیف اُٹھائے میسر نہیں ہوتی۔

(1064) ملّاح در چین و کشتی در فرنگ

ملّاح چین میں اور کشتی فرنگستان میں (دیکھو نمبر 524)۔

(1065) مُلّا شدن آسان است انسان شدن مشکل

ملّا ہونا آسان ہے انسان ہونا مشکل ہے۔

(1066) ملک خدا تنگ نیست پاے مرا لنگ نیست

خدا کا ملک تنگ نہیں ہے، میرے/فقیر کے پاؤں میں لنگ گدا نہیں ہے

یعنی میں مجبور و ناچار نہیں ہوں اور مجھے خدا کی ذات پر بھروسہ ہے۔ یہ شعر اکثر اس موقع پر پڑھتے ہیں جہاں یہ کہنا ہوتا ہے کہ مجھے آپ کی نوکری کی یا آپ کی کچھ پروانہیں ہے۔ میرے ہاتھ پاؤں سلامت رہیں جہاں چلا جاؤں گا کما کھاؤں گا۔

(1067) من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم که بامن انچہ کرد آں آشنا کرد

میں غیروں سے ہرگز نالاں نہیں ہوں اس لیے کہ میرے ساتھ جو کچھ کیا اُس دوست نے کیا۔ یعنی مجھے غیروں سے شکایت نہیں میرے ساتھ تو اپنوں نے بُرائی کی ہے۔

(1068) من آنم کہ من دانم

میں جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں۔ یعنی میں اپنی حقیقت سے خوب واقف ہوں۔

(1069) من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

میں تجھ کو حاجی کہوں تو مجھ کو حاجی کہہ۔ جب دو آدمی آپس میں ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہیں تو یہ مصرع پڑھا جاتا ہے۔

(1070) من جرّب المجرب حلّت بہ النّدامہ

جس نے آزمائے ہوئے کو آزمایا اُس کو ندامت ہوگی۔ جو بات تجربے سے بُری ثابت ہو چکی ہو اُس کو اختیار کرنے سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

(1071) من چہ می سرایم وطنبورۂ من چہ می سراید

میں کیا گاتا ہوں اور میرا طنبورہ کیا گاتا ہے۔ یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب کہنے والے کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے اور سننے والا کچھ اور سمجھ لیتا ہے۔

(1072) من خوب می شناسم پیران پارسا را

میں پارسا پیروں کو خوب پہچانتا ہوں۔ یہ مصرع اکثر طنز کے محل پر پڑھا جاتا ہے۔

(1073) من ز وضع زمانہ می ترسم   کہ مبادا ازیں بتر گردد

زمانے کی حالت سے مجھے خوف ہوتا ہے کہ کہیں اس سے بھی بدتر نہ ہو جائے۔

(1074) من ضحک ضحکُ

جو ہنسا وہ ہنسا گیا۔ یعنی جو دوسروں پر ہنستا ہے وہ خود بھی ہنسا جاتا ہے۔

(1075) منم و خیال ساغر منم و خیال جاناں

میں ہوں اور ساغر کا خیال ہے۔ میں ہوں اور معشوق کا خیال ہے۔ یعنی میں شراب اور معشوق کے خیال میں محو ہوں۔ مجھے دنیا اور مافیہا کی کچھ خبر نہیں۔

(1076) من نہ کردم شما حذر بکنید

میں نے حذر نہیں کیا تم کرنا۔ جب کوئی شخص اپنا وقت بداعمالیوں میں صرف کرتا ہے اور دوسروں کو نصیحت کرتا ہے تو یہ قول نقل کرتا ہے۔

(1077) من نگویم کہ ایں مکن آں کن   مصلحت بین و کار آساں کن

میں نہیں کہتا کہ یہ نہ کرو وہ کرو، مصلحت پر نظر رکھو اور جو آسان ہو وہ کرو۔

(1078) موتو اقبل ان تموتوا

مر جاؤ قبل اس کے کہ تم کو موت آئے۔ یعنی جب آخر کار مرنا ہی ہے تو چار دن کی زندگی میں غرور و سرکشی کیسی۔ انسان کو چاہیے کہ خاکساری اور انکسار کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

(1079) مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند

چاند نور برساتا ہے اور کتا بھونکتا ہے۔ یعنی حاسد اور بدخواہ غل مچاتے ہیں رہتے ہیں اور کام کرنے والے کام کرتے ہی رہتے ہیں۔

(1080) مہ نو می شود ماہ تمام آہستہ آہستہ

نیا چاند آہستہ آہستہ پورا چاند ہوجاتا ہے۔ اس مصرع کے دو مطلب ہوسکتے ہیں، (1) ہر ناقص رفتہ رفتہ ترقی کرکے کامل ہوسکتا ہے۔ (2) کمال آہستہ آہستہ ایک مدت میں حاصل ہوتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص ایک ہی دن میں باکمال ہوجائے۔

(1081) می چکد انچہ در آوند من است

جو کچھ میرے برتن میں ہے وہی اُس سے ٹپکتا ہے۔ یعنی جیسی میری فطرت ہے ویسے ہی کام مجھ سے سرزد ہوتے ہیں۔

(1082) میراث پدر خواہی علم پدر آموز

باپ کی میراث چاہتے ہو تو باپ کا علم سیکھو۔ یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو وہی مرتبہ حاصل ہو جو تمہارے بزرگوں کو حاصل تھا تو اُن کی سی قابلیت پیدا کرو۔

(1083) نابردہ رنج گنج میسر نمی شود

بے تکلیف اُٹھائے خزانہ ہاتھ نہیں آتا۔

(1084) ناز براں کن کہ خریدار تست

ناز اُس سے کر جو تیرا خریدار ہو۔ یعنی وہی شخص کسی کے ناز اُٹھا سکتا ہے جس کے دل میں اُس کی محبت یا عزت ہو۔ (دیکھو نمبر 356)

(1085) ناکردہ ارمان و کردہ پشیمان

جنھوں نے نہیں کیا اُن کو ارمان ہے اور جو کر چکے وہ پچھتاتے ہیں۔ اس

قول میں اُن کاموں کی طرف اشارہ ہے جو ابتدا میں بہت دلچسپ معلوم ہوتے ہیں مگر بعد کو وبالِ جان ہو جاتے ہیں۔

(1086) ناکردہ کردہ مشمر

نہ کیے ہوئے کو کیا ہوا نہ سمجھو۔ یعنی جب تک کوئی کام کر نہ ڈالو یہ یقین نہ رکھو کہ وہ ہو ہی جائے گا۔ بہت سے کام دیکھنے میں بالکل آسان ہوتے ہیں مگر جب کوئی اُن کے کرنے پر آمادہ ہوتا ہے تو بڑی بڑی مشکلیں پیش آتی ہیں۔

(1087) ناکس بہ تربیت نہ شود اے حکیم کس

اے حکیم نااہل تربیت سے اہل نہیں ہوسکتا۔

(1088) ناگفتہ بہ

نہ کہا ہوا اچھا (فلاں شخص کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ یعنی ایسی حالت ہے جس کا بیان کرنا بہتر ہے)۔

(1089) نام بلند بہ از بام بلند

اونچا نام اونچے کوٹھے سے اچھا ہے۔ نیک نامی حاصل کرنا عالیشان عمارتوں میں امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ رہنے سے اچھا ہے۔

(1090) نامرد زند ہمیشہ لافِ مردی

بزدل آدمی ہمیشہ مردانگی کی ڈینگ مارا کرتا ہے۔

(1091) نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد

بزدلی اور مردانگی میں صرف ایک قدم کا فاصلہ ہے۔

(1092) نامش کلان و دیہہ ویران

نام بڑا اور گاؤں ویران۔ ایک اردو مثل ہے، ''نام بڑا درشن تھوڑے۔''

(1093) نام نیک رفتگاں ضائع مکن تا بماند نام نیکت یادگار

جو لوگ مر چکے ہیں اُن کے نیک ناموں کو ضائع نہ کرتا کہ تیرا نام نیک بھی باقی رہے۔

(1094) نبود خیر دراں خانہ کہ عصمت نبود

جس گھر میں عصمت نہیں ہوتی اس میں برکت نہیں ہوتی۔

(1095) نہ بینی کہ چوں گر بہ عاجز شود بر آرد بہ چنگال چشم پلنگ

کیا نہیں دیکھتے ہو کہ جب بلی عاجز ہو جاتی ہے تو اپنے پنجے سے چیتے کی آنکھیں نکال لیتی ہے۔ یعنی جب کوئی کسی کی بدسلوکیوں سے عاجز آجاتا ہے تو اُس کو اپنی بساط سے زیادہ نقصان یا تکلیف پہنچا دیتا ہے۔

(1096) نخورد شیر نیم خوردۂ سگ

شیر کتے کا جھوٹا نہیں کھاتا۔ یعنی جس چیز پر کوئی ادنیٰ درجے کا آدمی تصرف کر چکا ہو اُسے کوئی بڑے مرتبے والا آدمی پسند نہیں کرتا۔

(1097) ندہد نقد را بہ نسیہ کسے

کوئی نقد چیز کو اُدھار کے عوض نہیں دیتا ہے۔ ملنے والی چیز کے لیے ملتی ہوئی چیز چھوڑی نہیں جاتی۔

(1098) نرخ متاعے کہ فراواں بود گر بمثل جاں بود ارزاں بود

جو چیز کثرت سے ہوتی ہے اگر مثلاً وہ جان ہی ہو تو بھی اُس کا بھاؤ سستا ہی ہوتا ہے۔ یعنی جو بکثرت پائی جاتی ہے وہ کتنی ہی قابل قدر کیوں نہ ہو اُس کی قدر نہیں کی جاتی۔

(1099) نرود میخ آہنی در سنگ

لوہے کی کیل پتھر میں نہیں دھنستی ہے۔ اس سے اکثر یہ مطلب ہوتا ہے کہ بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں جن پر نصیحت کا ذرا بھی اثر نہیں ہوتا۔

(1100) نزلہ برعضوضعیف می ریزد

نزلہ کمزور عضو پر گرتا ہے۔ اس سے کبھی تو یہ مراد ہوتی ہے کہ کمزور آدمی خسارے میں رہتا ہے۔ کبھی یہ مطلب ہوتا ہے کہ غصہ کمزور ہی پر اتارا جاتا ہے۔

(1101) نصر من اللہ و فتح قریب

مدد خدا کی طرف سے ہے، فتح قریب ہے۔ جب کوئی شخص کسی مشکل یا اہم کام کے لیے چلنے لگتا ہے تو وہ خود اور دوسرے لوگ یہ جملہ کہتے ہیں اور اس طرح اُسے کامیابی کی دعا دیتے ہیں۔

(1102) نصفٌ لی و نصفٌ لک

آدھا میرا اور آدھا تیرا۔ یعنی فلاں چیز میں ہم تم برابر کے حصہ دار ہیں۔

(1103) نصیحت بہ لقمان آموختن

لقمان کو نصیحت کرنا یعنی جو شخص کسی بات سے بخوبی واقف ہو، اس کے سامنے اسی بات کا ذکر اس انداز سے کرنا گویا وہ اس سے بے خبر ہے۔

(1104) نصیحتے کنمت بشنود بہانہ مگیر هرانچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں، سن لے اور ٹال نہ دے۔ مہربان نصیحت کرنے والا جو کچھ تجھ سے کہے اُسے مان لیا کرو۔

(1105) نظرے خوش گذرے

ایک جلدی سے گزر جانے والی نگاہ۔ یعنی ایک سرسری نگاہ۔

(1106) نعوذ باللہ

ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ کسی بُری بات سے اپنی برأت ظاہر کرنے کے لیے یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(1107) نعوذ باللہ من ذالک

ہم اُس چیز سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ کسی بری بات کے ذکر پر یا کسی بُری بات سے اپنی براٗت کرنے کے لیے یہ جملہ بولا جاتا ہے۔

(1108) نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول

مصوّر دوسری تصویر پہلی تصویر سے اچھی کھینچتا ہے۔ یعنی پہلے پہل جو کام کیا جاتا ہے وہ اتنا اچھا نہیں ہوتا ہے جتنا مشق کے بعد ہوسکتا ہے۔

(1109) نقد را بہ نسیہ گزاشتن کار خردمنداں نیست

نقد کو اُدھار کے لیے چھوڑ دینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ یعنی متوقعہ منافع کے لیے موجودہ فوائد کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔

(1110) نقش برآب

پانی پر کا نشان۔ پانی پر جو نشان بنایا جاتا ہے وہ ذرا دیر بھی قائم نہیں رہتا اس لیے بہت جلد مٹ جانے والی چیز کو نقش برآب کہتے ہیں۔

(1111) نقش کالحجر

پتھر کی سی لکیر، نہ مٹنے والا نشان۔ یعنی ایسی بات جو بھلائی نہ جا سکے۔ ایسا اثر جو زائل نہ ہوسکے۔ (دیکھو نمبر 898)

نوٹ = 'نقش کالحجر' کی ترکیب غلط ہے۔ مگر اردو میں یہ فقرہ رائج ہوگیا ہے۔

(1112) نقصان مایہ وشماتت ہمسایہ

مال کا نقصان اور پڑوسی کی ہنسی۔ یعنی نقصان بھی ہوا اور لوگوں نے ہنسی بھی اُڑائی۔

(1113) نقل عیش بہ از عیش

عیش کا ذکر عیش سے بہتر ہے۔

(1114) نقل کفر کفر نہ باشد

کفر کی نقل کفر نہیں ہے۔ جب بُری بات یا کسی بُرے کام کی نقل کرتے ہیں تو اپنی برأت کے لیے یہ جملہ کہتے ہیں۔

(1115) نہ کردن یک عیب و کردن صد عیب

نہ کرنا ایک عیب اور کرنا سو عیب۔ یعنی کسی کام کے نہ کرنے میں صرف یہی الزام رہتا ہے کہ نہیں کیا لیکن کسی کام کے کرنے کے بعد لوگوں کو اس میں طرح طرح کے عیب نکالنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس قول سے اکثر یہ مراد ہوتی ہے کہ کسی کام کو بُری طرح کرنے سے نہ کرنا اچھا ہے۔

(1116) نہ کند جور پیشہ سلطانی که نیاید ز گرگ چوپانی

ظالم آدمی بادشاہت نہیں کرسکتا۔ بھیڑیے سے گلہ بانی نہیں ہوسکتی۔ یعنی بادشاہ کا کام رعایا پر ظلم کرنا نہیں بلکہ اس کی حفاظت کرنا ہے۔

(1117) نکوئی با بداں کردن چنانست که بد کردن بجاے نیک مرداں

بُروں کے ساتھ بھلائی کرنا ایسا ہے جیسا اچھوں کے ساتھ بُرائی کرنا۔

(1118) نکوئی کن بہ آں کو با تو بد کرد

جس نے تیرے ساتھ بُرائی کی تو اُس کے ساتھ بھلائی کر۔

(1119) نمک خوردن و نمکداں شکستن

نمک کھانا اور نمکدان توڑنا۔ یعنی جس سے فائدہ اُٹھانا اُسی کو نقصان پہنچانا۔ اردو میں اس کے بجائے یہ قول رائج ہے، ''جس ہانڈی میں کھائیں اُسی میں چھید کریں۔''

(1120) نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی

جب راگ کا شوق کم دیکھو تو آواز میں اور اثر پیدا کرو۔ یعنی جب دیکھو کہ لوگ تمہاری باتوں کا اثر قبول نہیں کرتے ہیں تو نا اُمید ہو کر خاموش

نہ ہورہو۔ بلکہ اپنے کلام میں اور زیادہ اثر پیدا کرو۔

(1121) نوبت بہ اینجا رسید

نوبت یہاں تک پہنچی۔

(1122) نورٌ علےٰ نورٌ

نور پر نور۔ اس فقرے سے یہ مراد ہوتی ہے کہ فلاں بات تو اچھی تھی یہ اور بھی اچھی ہوئی۔ یہ فقرہ طنز کے موقع پر بھی بولتے ہیں۔

(1123) نوراللہ مرقدہٗ

خدا اُس کی خواب گاہ (قبر) کو روشن کرے۔ کسی مرحوم بزرگ کا نام لینے کے بعد یہ دعائیہ فقرہ زبان پر لاتے ہیں۔

(1124) نوش بے نیش حاصل نہ شود

شہد بے ڈنک کھائے ہوئے ہاتھ نہیں آتا۔ یعنی کوئی اچھی چیز بغیر محنت کیے ہوئے نہیں ملتی اور آرام بغیر تکلیف اُٹھائے ہوئے حاصل نہیں ہوتا۔

(1125) نوشتہ بماند سیہ برسفید نویسندہ را نیست فردا اُمید

سفید پر سیاہ لکھا ہوا باقی رہ جاتا ہے۔ لکھنے والے کے لیے کل کی بھی اُمید نہیں۔ پہلے زمانے کا دستور تھا کہ کسی کتاب کے لکھنے کے بعد خاتمے پر یہ شعر لکھ دیا کرتے تھے۔

(1126) نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

لکھنے والا جانتا ہے کہ خط میں کیا ہے۔

(1127) نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

وہ راز کہاں چھپتا ہے جس سے محفلیں گرم کی جاتی ہیں۔ یعنی جس راز سے بہت سے لوگ واقف ہوجاتے ہیں وہ چھپ نہیں سکتا۔

(1128) نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن

نہ چلنے کو پاؤں نہ رہنے کو ٹھاؤں۔ جب ایسا موقع آپڑتا ہے کہ کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتا تو یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(1129) نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیں دولت از گفتار خیزد

عشق صرف دیکھنے ہی سے نہیں پیدا ہوتا۔ اکثر یہ دولت گفتگو سے بھی حاصل ہوجاتی ہے۔

(1130) نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن

نہ رہنے کے لیے جگہ نہ چلنے کے لیے پاؤں (دیکھو نمبر 1128)۔

(1131) نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

پھل دار شاخ زمین پر سر رکھتی ہے۔ اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ جس شخص میں کوئی ہنر یا کوئی کمال ہوتا ہے وہ جھک کر چلتا ہے۔

(1132) نہ روے رہائی نہ راہ گریز

نہ رہائی کی تدبیر نہ بھاگنے کی راہ۔ اس مصرع سے اپنی مجبوری ظاہر کی جاتی ہے۔

(1133) نہ روے ماندن نہ راہ رفتن

نہ ٹھہرنے کی تدبیر اور نہ چلنے کا راستہ۔ یہ اُس موقع پر کہتے ہیں جب کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی۔

(1134) نہ محقق بود نہ دانش مند چار پائے برا و کتابے چند

کسی چوپائے پر کچھ کتابیں لدی ہوئی ہوں تو وہ نہ محقق ہوجاتا ہے نہ دانش مند۔ یعنی خالی کتابیں رٹ لینے سے نہ عقل آتی ہے نہ تحقیق کا مادّہ پیدا ہوتا ہے۔

(1135) نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن   کہ جاہا سپر باید انداختن

ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جاسکتا۔ بہت سے مقاموں پر سپر ڈال دینا چاہیے۔ یعنی ہر جگہ سختی سے کام نہیں نکل سکتا کہیں کہیں نرمی سے کام نکالنا چاہیے (سپر انداختن کا لفظی ترجمہ سپر ڈالنا ہے مگر فارسی کے محاورے میں سپر انداختن سے عاجزی کرنا یا ہار ماننا مراد ہوتا ہے)

(1136) نہ ہر چہ بہ قامت مہتر بہ قیمَت بہتر

ہر چیز جو قد میں بڑی ہوتی ہے قیمت میں زیادہ نہیں ہوتی۔ یعنی کسی چیز کی قدر اس کے قد کے اعتبار سے نہیں ہوتی بلکہ خوبیوں کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

(1137) نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد   خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

نہ ہر عورت عورت ہے نہ ہر مرد مرد ہے، خدا نے پانچوں انگلیاں یکساں نہیں بنائی ہیں۔ یعنی بعض عورتیں مردوں سے بہتر ہیں اور بعض مرد عورتوں سے بدتر۔

(1138) نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند

ہر شخص جو اپنا چہرہ چمکا لے دلبری نہیں جانتا۔ کسی باکمال کی سی شکل بنا لینا آسان ہے مگر کمال پیدا کرنا مشکل ہے۔

(1139) نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

ہر شخص جو آئینہ بنا لے سکندری نہیں جانتا۔ کسی نامی آدمی کی کوئی معمولی سی خصوصیت حاصل کر لینے سے اُس کی برابری کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔

(1140) نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

ہر شخص جو سر منڈوالے قلندری نہیں جانتا۔ یعنی اہل کمال کی وضع اختیار کرنے سے کوئی شخص باکمال نہیں ہوسکتا۔

(1141) نیست در قانون حکمت ضعف قسمت را علاج

حکمت کے قانون میں قسمت کی کمزوری کا علاج نہیں ہے۔ یعنی تقدیر کی بُرائی کسی تدبیر سے نہیں جاتی۔

(1142) نیش عقرب نہ از پئے کین است   مقتضائے طبیعتش این است

بچھو دشمنی کی وجہ سے ڈنک نہیں مارتا ہے۔ اُس کی فطرت یہی چاہتی ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں شخص کسی کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے بُرائی نہیں کرتا ہے بلکہ بُرائی کرنا اُس کے خمیر میں داخل ہے۔

(1143) نے غم دزد نے غم کالا

نہ چور کا ڈر نہ اسباب کی فکر۔ جس شخص کے پاس زیادہ مال و اسباب نہیں ہوتا اُس کے متعلق یہ فقرہ کہا جاتا ہے۔

(1144) نیکی برباد گنہ لازم

یہ فقرہ اُس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی شخص کسی کا احسان نہیں مانتا بلکہ اُلٹا اُس سے کچھ شکایت کرتا ہے۔ یا اُس پر کوئی الزام لگاتا ہے۔

(1145) نیکی کن و بدریا انداز

نیکی کر اور دریا میں ڈال۔ یعنی نیکی کر کے اُسے بھول جانا چاہیے۔ نہ معاوضے کی خواہش کرنا چاہیے نہ احسان جتانا چاہیے۔

(1146) نیکی نیک راہ بدی پیش راہ

نیکی کا انجام اچھا ہوتا ہے اور بدی آگے آتی ہے۔

(1147) نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملاّ خطرۂ ایمان

ادھورے حکیم سے جان کا خطرہ ہے اور ادھورے ملاّ سے ایمان کا خطرہ ہے۔ یعنی جو شخص اپنے فن سے پوری واقفیت نہیں رکھتا اُس سے خطرناک غلطی کا اندیشہ رہتا ہے۔

(1148) نیم نانے گر خورد مردِ خدائے بذل درویشاں کند نیم دگر
اللہ والے اگر آدھی روٹی خود کھاتے ہیں تو باقی آدھی فقیروں کو دے ڈالتے ہیں۔

(1149) واعظاں کیں جلوہ محراب و منبر می کنند
چوں بہ خلوت می روند آں کار دیگر می کنند
یہی واعظ جو محراب اور منبر پر ایسے جلوے دکھاتے ہیں جب خلوت میں جاتے ہیں تو وہ دوسرا کام کرتے ہیں۔ یعنی جو لوگ دوسروں کو ہدایت کرتے ہیں وہ خود لوگوں کی نظر بچا کر وہی کام کرتے ہیں جس سے دوسروں کو منع کرتے ہیں۔

(1150) وائے بر جان سخن گر بہ سخنداں نہ رسد
کلام اگر کلام کے پہچاننے والے تک نہ پہنچے تو اُس کے حال پر افسوس ہے۔

(1151) وائے بر من وائے بر احوال من
افسوس مجھ پر اور افسوس میرے حال پر۔

(1152) وزیرے چنیں شہر یارے چناں
وزیر ایسا بادشاہ ایسا۔ یعنی جیسا بادشاہ ویسا وزیر یعنی دونوں بُرے۔

(1153) وعدۂ وصل چوں شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد
وصل کا وعدہ جتنا نزدیک آتا جاتا ہے شوق کی آگ اتنی ہی تیز ہوتی جاتی ہے۔ یعنی کوئی خواہش پوری ہونے کی اُمید جتنی زیادہ ہوتی جاتی ہے اتنی ہی وہ خواہش اور بڑھتی جاتی ہے۔

(1154) وقت از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ باز نیاید
ہاتھ سے گیا ہوا وقت اور کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آتا۔

(1155) **وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز**

ضرورت کے وقت جب بھاگ بھی نہیں سکتے تو ہاتھ تیز تلوار کا قبضہ پکڑ لیتا ہے۔ یعنی جب آدمی مجبور ہو جاتا ہے تو مارنے مرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

(1156) **واللہ اعلم**

خدا سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اس جملے سے اپنی ناواقفیت کا اظہار کرتے ہیں۔

(1157) **واللہ اعلم بالصّواب**

حقیقت کو سب سے زیادہ خدا جانتا ہے۔ اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ ہماری سمجھ میں آیا وہ ہم نے کہہ دیا حقیقت حال کو خدا بہتر جانتا ہے۔

(1158) **ولی را ولی می شناسد**

ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ یعنی ہر شخص اپنے سے آدمی کو خوب پہچانتا ہے۔

(1159) **وما توفیقی الاّ باللہ**

اور مجھے توفیق نہیں ہے مگر خدا ہی کی طرف سے۔ اس قول سے انسان اپنی مجبوری اور بے بسی ظاہر کرتا ہے۔ یعنی ہم کیا ہیں کہ کچھ کر سکیں۔ ہاں اگر خدا توفیق دے گا تو کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔

(1160) **وما علینا الاّ البلاغ**

اور ہم پر کچھ (فرض) نہیں مگر (بات) پہنچا دینا۔ یعنی ہمارا فرض صرف کہہ دینا ہے ماننے نہ ماننے کا آپ کو اختیار ہے۔

(1161) **وَ هُوَ هٰذَا**

اور وہ یہ ہے۔ کسی چیز کا ذکر کرنے کے بعد اُس کو پیش کرتے وقت یہ

فقرہ نقل کرتے ہیں۔

(1162) ہاں مشو نومید چوں واقف نہ ز اسرار غیب
باشد اندر پردہ بازیہاے پنہاں غم مخور

دیکھ نا اُمید نہ ہو کیونکہ تو غیب کے رازوں سے واقف نہیں ہے۔ رنج نہ کر، پردے کے اندر کھیل چھپے ہوئے ہیں۔ یعنی کسی ظاہری ناکامی کی وجہ سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔ نہ معلوم اُس کا نتیجہ کیا نکلے اور پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہو۔

(1163) ہر آں کہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت
دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست

جس شخص نے بدی کا بیج بو کر نیکی کی امید رکھی اُس نے بیہودہ منصوبہ باندھا اور باطل خیال کیا۔ یعنی جو بدی کرے گا وہ بدی دیکھے گا۔

(1164) ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد چناں اُفتد کہ ہرگز برنخیزد

جو چھوٹا کسی بڑے سے لڑتا ہے وہ ایسا گرتا ہے کہ پھر اُٹھ ہی نہیں سکتا۔ یعنی جو اپنے سے بڑوں سے مقابلہ کرتا ہے وہ سخت نقصان اُٹھاتا ہے۔

(1165) ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

یہ گمان نہ کر کہ ہر جنگل خالی ہے۔ ممکن ہے کہ چیتا سو رہا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے۔ یہ کبھی نہ سمجھنا چاہیے کہ یہاں ہمارا کوئی مخالف یا کوئی دشمن نہیں ہے۔ (دیکھو نمبر 596)

(1166) ہر پختہ کہ من بر آورم خام تو ہر چہ خطا کنی صواب است

میں جو پکی بات کہوں وہ (تیرے نزدیک) کچی ہے اور تو جو غلطی کرے وہ بھی درست ہے۔ یعنی تجھ کو میری اچھائیاں بھی برائیاں معلوم ہوتی ہیں اور اپنے عیب بھی ہنر دکھائی دیتے ہیں۔

(1167) ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد

جو کچھ دل سے اُٹھتا ہے۔ دل پر ٹپکتا ہے۔ یعنی جو بات کسی کے دل سے نکلتی ہے وہ دوسروں کے دل پر ضرور اثر کرتی ہے۔

(1168) ہر چہ از دوست می رسد نیکوست

دوست سے جو کچھ ملے اچھا ہے۔

(1169) ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

ہم نے کشتی پانی ڈال دی اب جو کچھ ہو ہو۔ یعنی ہم نے فلاں کام شروع کر دیا اب جو کچھ بھی ہو۔ یہ مصرع بیم ورجا کے مقام پر لاتے ہیں۔

(1170) ہر چہ بہ خود نہ پسندی بہ دیگراں ہم مپسند

جو کچھ تو اپنے لیے پسند نہیں کرتا دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کر۔

(1171) ہر چہ خواہی باش لیکن اند کے زردار باش

تو جو چاہے ہو لیکن ذرا مالدار ہو۔ یعنی دولت ہر عیب پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ (دیکھو نمبر 539)

(1172) ہر چہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابی بسیار

جو کام عقلمند کرتا ہے وہی بے وقوف بھی کرتا ہے مگر بہت خرابی کے بعد۔

(1173) ہر چہ در دل فرود آید در دیدہ نکو نماید

جو چیز دل میں سما جاتی ہے وہ آنکھ کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ یعنی جس چیز سے ہمارے دل کو کچھ لگاؤ ہوتا ہے وہ ہم کو اچھی معلوم ہونے لگتی ہے۔

(1174) ہر چہ در دیگ است بہ کفچہ / چمچہ می آید

جو کچھ دیگ میں ہے وہ کفچے / چمچے میں آجاتا ہے۔ یعنی جو اصلیت ہوتی ہے وہ ظاہر ہو کر رہتی ہے۔

(1175) ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد

نمک کی کان میں جو چیز گئی نمک ہوگئی۔ جب کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی یا کسی جماعت کے رنگ میں رنگ جاتا ہے یا کسی مقام کی خصوصیتیں اختیار کرلیتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(1176) ہر چہ زود آید دیر نپاید

جو چیز جلد آتی ہے وہ دیر تک نہیں ٹھہرتی۔ یعنی جو کام جلدی میں کیا جاتا ہے وہ دیر پا نہیں ہوتا۔

(1177) ہر چہ گیرید مختصر گیرید

جو کچھ لو مختصر لو۔ یعنی ہر کام میں اختصار کا خیال رکھو، بہت زیادہ کی ہوس نہ کرو۔ اتنا ہی کام اپنے ذمہ لو جتنا آسانی سے کرسکتے ہو۔ (دیکھو نمبر 894)

(1178) ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے

ہر روز عید نہیں ہے کہ کوئی حلوا کھایا کرے۔ عمدہ موقعے روز روز نہیں ملا کرتے۔

(1179) ہر سخن موقع و ہر نقطہ مقامے دارد

ہر بات کا ایک موقع اور ہر نقطے کا ایک مقام ہوتا ہے۔ یعنی ہر بات مناسب محل پر کہنا چاہیے۔

(1180) ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد

ہر بات کا ایک موقع اور ہر نکتے کا ایک محل ہوتا ہے۔ یعنی ہر بات مناسب موقع پر اور ہر نکتہ مناسب محل پر بیان کرنا چاہیے۔

(1181) ہر سرے وسودائے

ہر ایک سر اور ایک سودا۔ یعنی ہر شخص کسی نہ کسی فکر یا کسی نہ کسی خبط میں

مبتلا ہے۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ہر شخص ایک نئی فکر یا ایک نئے خبط میں مبتلا ہے۔

(1182) ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم
باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم

روز رات کو کہتا ہوں کہ کل اس جنون سے باز آؤں گا مگر جب کل آتی ہے تو پھر آج کو کل کر دیتا ہوں۔ مطلب یہ کہ جو کچھ کرنا ہو فوراً کر ڈالنا چاہیے۔ جو کام دوسرے دن پر اُٹھا رکھے جاتے ہیں وہ اکثر پڑے رہ جاتے ہیں۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ کسی عادت کا ترک کرنا بہت مشکل ہے۔

(1183) ہر عیب کہ سلطاں بہ پسندد ہنر است

جس عیب کو بادشاہ پسند کرے وہ ہنر ہے۔ اعلیٰ طبقہ کے لوگ جو بات اختیار کرتے ہیں وہ عام طور پر اچھی سمجھی جانے لگتی ہے۔ اس کی اچھائی برائی پر کوئی نظر نہیں کرتا۔

(1184) ہر فرعونے را موسیٰ

ہر فرعون کے لیے موسیٰ ہے۔ یعنی ہر زبردست کا سر کچلنے والا کوئی نہ کوئی پیدا ہو جاتا ہے۔

(1185) ہر کارے و ہر مردے

ہر کام اور ہر مرد۔ کوئی آدمی کسی کام کے لیے موزوں ہے اور کوئی کسی کام کے لیے۔

(1186) ہر کجا چشمۂ بود شیریں مردم و مرغ و مور گرد آیند

جہاں کہیں میٹھے پانی کا چشمہ ہوتا ہے وہاں آدمی، چڑیاں اور چیونٹیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ دولت، سخاوت یا اختیار والوں کے

پاس ہر طرح کے لوگ جمع رہتے ہیں۔

(1187) **ہر کرا صبر نیست حکمت نیست**

جس شخص میں صبر نہیں اُس میں عقل نہیں۔ بے صبر آدمی سوچ سمجھ کے کام نہیں کرسکتا۔

(1188) **ہر کرا نیست ادب لائقِ صحبت نبود**

جس شخص میں ادب نہیں وہ صحبت کے لائق نہیں۔

(1189) **ہر کس از دستِ غیر نالہ کند سعدی از دستِ خویشتن فریاد**

ہر شخص غیر کے ہاتھ سے نالہ کرتا ہے۔ سعدی اپنے ہی ہاتھ سے فریاد کرتا ہے۔ یعنی لوگوں کو دوسروں کے ہاتھ سے تکلیف پہنچتی ہے مگر اپنی تکلیف کا باعث ہم خود ہیں۔ جب کسی کو اپنے ہاتھوں یا کسی عزیز یا دوست کے ہاتھوں تکلیف پہنچتی ہے تو وہ یہ شعر پڑھتا ہے۔

(1190) **ہر کس بہ خیال خویش خبطے دارد**

ہر شخص اپنے خیال کے موافق کوئی خبط رکھتا ہے۔ یعنی ہر شخص کی طبیعت کا رنگ جدا ہے اور اسی لیے ہر شخص کی رائے جدا ہوتی ہے۔

(1191) **ہر کس را فرزند خود بہ جمال نماید و عقل خود بہ کمال**

ہر شخص کو اپنا بیٹا خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور اپنی عقل کامل معلوم ہوتی ہے۔

(1192) **ہر کسے پنج روزہ نوبت اوست**

ہر شخص کی باری پانچ دن کی ہے۔ یعنی زندگی چند روزہ ہے دنیا میں کوئی بہت دن نہیں رہ سکتا ہے۔

(1193) **ہر کسے را بہر کارے ساختند عشق وے را در دلش انداختند**

ہر شخص کو کسی کام کے لیے بنایا ہے اور اُس کام کا عشق اس کے دل میں ڈال دیا ہے۔ اکثر اس شعر کا پہلا مصرع نقل کرتے ہیں اور مطلب یہ

ہوتا ہے کہ ہر شخص ہر کام نہیں کرسکتا۔ کسی میں کسی کام کی استعداد ہوتی ہے کسی میں کسی کام کی۔

(1194) ہر کسے مصلحت خویش نکومی داند

ہر شخص اپنی مصلحت خوب جانتا ہے۔

(1195) ہر کمالے را زوال و ہر بہارے را خزاں

ہر کمال کو زوال ہے اور ہر بہار کو خزاں ہے۔ اکثر اس مصرع کا صرف نصف اول نقل کرتے ہیں۔

(1196) ہر کہ از دیدہ دور از دل دور

جو آنکھ سے دور وہ دل سے دور۔ یعنی جو شخص کسی سے دور رہتا ہے اس سے محبت کم ہوجاتی ہے۔

(1197) ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت رفت و منزل بدیگرے پرداخت

جو آیا اُس نے ایک نئی عمارت بنائی۔ وہ چلا گیا اور مکان کسی اور کا ہوگیا۔ یعنی انسان اپنی چند روزہ زندگی میں اپنے عیش و آرام کے لیے کیا کیا سامان کرتا ہے۔ مگر چند روز میں سب کچھ چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور اس کی تمام چیزوں پر دوسروں کا قبضہ ہوجاتا ہے۔ اکثر اس شعر کا صرف پہلا مصرع نقل کرتے ہیں۔ اُس وقت اس کا مفہوم بدل جاتا ہے۔ اور مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر نیا حاکم اور نیا منتظم ایک نئی بات کرنا چاہتا ہے۔

(1198) ہر کہ با بداں نشیند نیکی نہ بیند

جو بدوں کے ساتھ بیٹھتا ہے وہ نیکی نہیں دیکھتا۔ یعنی بُری صحبت کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے۔

(1199) ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش

جو نوحؑ کے ساتھ بیٹھے اُس کو طوفان کی کیا فکر۔ یعنی جس کے حمایتی بڑے بڑے لوگ ہوں اُس کو حوادث زمانہ کا کیا خوف۔

نوٹ: نوحؑ پیغمبر کے زمانے میں ایک بہت بڑا طوفان آیا تھا جس میں اُن چند لوگوں کے سوا جو حضرت نوحؑ کے ساتھ اُن کی کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے ساری دنیا غرق ہوگئی۔

(1200) ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا۔ یعنی جو دوسروں کی خدمت کرتا ہے لوگ اس کی خدمت کرتے ہیں۔

(1201) ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہگارم

جو کوئی پڑھے اُس سے دعا کی طمع رکھتا ہوں اس لیے کہ میں گنہگار بندہ ہوں۔ کسی کتاب کے خاتمے پر یہ شعر اکثر لکھ دیا کرتے ہیں۔

(1202) ہر کہ خیانت ورزد دست از جبانت بلرزد

جو کہ خیانت کرتا ہے اُس کا ہاتھ بزدلی سے کانپتا ہے۔

(1203) ہر کہ دارد تانی اندر کار بمرادات دل رسد ناچار

جو شخص آہستہ آہستہ (استقلال کے ساتھ) کام کرتا ہے وہ اپنی دلی مرادوں تک آخرکار پہنچ ہی جاتا ہے۔

(1204) ہر کہ دست از جاں بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید

جو شخص اپنی جان سے ہاتھ دھولیتا ہے اُس کے دل میں جو کچھ ہوتا ہے اُسے کہہ ڈالتا ہے۔

(1205) ہر کہ دنداں داد نان ہم می دہد

جس نے دانت دیے وہی روٹی بھی دے گا۔ یعنی انسان کو رزق کی

طلب میں حیران نہ ہونا چاہیے خدا پر بھروسا کرنا چاہیے۔

(1206) ہر کہ زن ندارد آسایش تن ندارد

جو بیوی نہیں رکھتا اس کو جسمانی آرام حاصل نہیں ہوتا۔

(1207) ہر کہ شمشیر زند سکّہ بنامش خوانند

جو تلوار چلاتا ہے اُسی کے نام کا سکّہ چلتا ہے۔ یعنی دنیا غلبہ پرست ہے وہ ہمیشہ زبردست کے سامنے سر جھکاتی ہے۔

(1208) ہر کہ عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد
بیگُماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد

جو کوئی دوسروں کے عیب تیرے سامنے لاکر گن دیتا ہے وہ بیشک تیرے عیب بھی دوسروں کے سامنے لے جائے گا (یعنی بیان کرے گا)۔

(1209) ہر کہ محجوب است محبوب است

جس میں شرم ہوتی ہے اُس سے لوگ محبت کرتے ہیں۔

(1210) ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ہر پھول کا رنگ اور خوشبو جدا ہے۔ اس قول سے اکثر یہ مراد ہوتی ہے کہ ہر شخص میں کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو دوسروں میں نہیں ہوتیں۔ جب کہیں ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو ایک دوسرے سے نہیں ملتیں تو اُس موقع پر بھی یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(1211) ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ بکن تا کہ از صدر نشینان جہنم باشی

جو گناہ کر جمعہ کی رات کو کرتا کہ تو جہنم کے صدر نشینوں میں ہو جائے (شب جمعہ عبادت کے لیے مخصوص ہے۔ اُس میں جو گناہ کیے جاتے ہیں اُن کی سزا معمول سے زیادہ ہوتی ہے۔)

(1212) ہر مردے و ہر کارے

ہر مرد اور ہر کام۔ یعنی کوئی آدمی کسی کام کے لیے موزوں ہے کوئی کسی کام کے لیے۔

(1213) ہر ملکے.و ہر رسمے

ہر ملک اور ہر رسم۔ ہر ملک کی رسم الگ ہے۔

(1214) ہل جزاءُ الاحسان الا الاحسان

نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یعنی اگر تمہارے ساتھ کوئی نیکی کرے تو تم کو بھی اُس کے ساتھ نیکی کرنا چاہیے۔

(1215) ہمائے اوج سعادت بدام ما اُفتد اگر ترا گذرے برمقام ما اُفتد

اگر آپ کا گذر ہمارے مکان میں ہوجائے تو نیک بختی کی بلندی کا ہما ہمارے دام میں آجائے۔ یعنی اگر آپ ہمارے یہاں تشریف لائیں تو یہ ہماری بڑی خوش نصیبی ہوگی۔

(1216) ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

ہمت بلند رکھو اس لیے کہ خدا اور دنیا والوں کے نزدیک تمہاری ہمت کے موافق تمہاری عزت ہوگی۔ یعنی جتنی تمہاری ہمت ہوگی اتنی ہی عزت ہوگی۔

(1217) ہمتِ مرداں مدد خدا

مردوں کی ہمت خدا کی مدد۔ ہمت والوں کی خدا مدد کرتا ہے۔

(1218) ہمچو من دیگرے نیست

میرا سا اور کوئی نہیں ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھتا ہے وہ اس قول کا مصداق ہوتا ہے۔

(1219) ہم خرما و ہم ثواب

چھوہارے بھی اور ثواب بھی۔ جب کسی کام سے کوئی فائدہ بھی حاصل ہو اور ثواب یا نیک نامی بھی ملے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(1220) ہمسایۂ بد مباد کس را

خدا نہ کرے کسی کا ہمسایہ بُرا ہو۔

(1221) ہمہ از وست

سب چیزیں اُس (خدا) سے ہیں۔ یعنی کوئی چیز بذات خود موجود نہیں ہے بلکہ ہر چیز اپنے وجود کے لیے خدا کی محتاج ہے۔ یہ قول اہل شریعت کا ہے۔

(1222) ہمہ اوست

سب کچھ وہ (خدا) ہے۔ یہ قول صوفیوں کا ہے جن کے نزدیک سوا خدا کے کسی چیز کا وجود نہیں ہے۔ یہ خدا ہی ہے جو مختلف صورتوں میں دکھائی دیتا ہے۔

(1223) ہمیں گوے و ہمیں چوگاں

یہی گیند اور یہی تھاپی۔ جب کسی کو مقابلے کی دعوت دیتے ہیں تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(1224) ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گوئے

یہی میدان یہی تھاپی یہی گیند۔ جب کسی کو مقابلے کی دعوت دیتے ہیں تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(1225) ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے ست

عداوت کی آنکھ میں ہنر بہت بڑا عیب ہے۔ یعنی دشمن کو ہنر بھی عیب معلوم ہوتا ہے۔

(1226) ہنرور در بے ہنراں خر

ہنرمند آدمی بے ہنروں میں گدھا ہے۔ جو لوگ ہنر نہیں رکھتے وہ ہنرمند کی قدر نہیں کرتے۔

(1227) ہنوز دلّی دور است

ابھی دلّی دور ہے۔ یعنی مقصد حاصل ہونے میں ابھی بہت دیر ہے۔

(1228) ہنوز روز اوّل

ابھی پہلا دن ہے۔ یعنی فلاں کام ابھی اپنی ابتدائی حالت سے آگے نہیں بڑھا ہے۔

(1229) ہنوز ہموں آش در کاسہ

اب بھی پیالے میں وہی کھانا ہے۔ یعنی جو حالت زار پہلے تھی وہی اب بھی ہے۔

(1230) ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

گوشۂ تنہائی میں کوئی آفت نہیں پہنچتی۔ یعنی گوشہ نشین آدمی تمام آفتوں سے امن میں رہتا ہے۔

(1231) ہیچ راہے نیست کو را نیست پایاں غم مخور

کوئی راستہ ایسا نہیں ہے جس کا خاتمہ نہ ہو (اس لیے) رنج نہ کر۔ یعنی کوئی مصیبت ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتی اس کا کبھی نہ کبھی خاتمہ ضرور ہوگا۔ اس لیے رنج کرنا بے سود ہے۔

(1232) یا بہ آں شورا شوری یا بہ ایں بے نمکی

یا وہ ہما ہمی یا یہ رکھائی اور بے توجہی۔

(1233) یا تخت یا تختہ

اس قول میں 'تخت' سے تختِ سلطنت اور 'تختہ' سے تختۂ تابوت مراد

ہے۔ معنی یہ ہیں کہ ہم یا تخت سلطنت پر بیٹھیں گے یا تختۂ تابوت پر لیٹیں گے۔ یعنی یا سلطنت لے لیں گے یا جان دے دیں گے۔

(1234) **یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید**

یا جسم معشوق تک پہنچے یا جان جسم سے نکلے۔ یعنی معشوق کی جدائی میں زندگی موت سے بدتر ہے۔ اس لیے یا تو معشوق تک رسائی ہو جائے یا موت آ جائے۔ جب کوئی شخص حصول مقصد کے لیے جی توڑ کوشش کرنے کا عہد کرتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(1235) **یار اہل است کار سہل است**

دوست لائق ہے تو کام آسان ہے۔ (دیکھو نمبر 88)

(1236) **یار در خانہ و من گرد جہاں می گردم**

دوست گھر میں ہے اور میں دنیا بھر میں (ڈھونڈھتا) پھرتا ہوں۔ جب کوئی چیز کسی کے پاس موجود ہو اور وہ اس کی تلاش کرتا پھرے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔ اردو میں اس مفہوم کے لیے یہ مثل مشہور ہے ''بغل میں لڑکا شہر میں ڈھنڈھورا''۔

(1237) **یار را یارے بود آں یار را یارے دگر**

دوست کا دوست ہوتا ہے اور اس دوست کا اور دوست ہوتا ہے۔ اخفائے راز کے سلسلے میں یہ قول اکثر نقل کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم کو کوئی بات چھپانا ہو تو تم اپنے دوست سے بھی اُس کا ذکر نہ کرو ورنہ تمہارا دوست اپنے دوست سے کہے گا اور پھر تمہارے دوست کا دوست اپنے دوست سے کہے گا اسی طرح بات پھیلتی چلی جائے گی۔

(1238) **یار زندہ صحبت باقی**

اگر دوست زندہ ہے تو صحبت باقی ہے۔ کسی جلسے یا صحبت کے برخاست

ہونے کے وقت یہ قول نقل کرتے ہیں۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ اگر زندگی ہے تو پھر کبھی ملاقات اور یکجائی کا موقع مل ہی جائے گا۔

(1239) یار شاطر باید نہ بار خاطر

ہوشیار دوست کی ضرورت ہے نہ کہ ایسے شخص کی جو بارِ خاطر ہو۔

(1240) یار من نیکوست اما رسم و آئینش بداست

میرا دوست تو اچھا ہے مگر اس کے طور طریق بُرے ہیں۔

(1241) یک انار و صد بیمار

ایک انار اور سو بیمار۔ جب کوئی چیز کم ہو اور اُس کی ضرورت یا خواہش بہتوں کو ہو تو یہ قول نقل کیا جاتا ہے۔

(1242) یک انگور و صد زنبور

ایک انگور اور سو زنبور۔ جب کوئی چیز کم ہو اور اس کے خواستگار بہت ہوں تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

زنبور = بھڑ، شہد کی مکھی

(1243) یک جان و دو قالب

ایک جان اور دو جسم۔ جب دو آدمیوں میں بے حد ارتباط اور اتفاق ہوتا ہے تو وہ اس قول کے مصداق ہوتے ہیں۔

(1244) یک دانہ محبت است و باقی ہمہ کاہ

ایک دانہ محبت ہے اور باقی سب گھاس ہے۔ یعنی دنیا میں محبت ہی ایک چیز ہے باقی سب ہیچ ہے۔

(1245) یک در گیر و محکم گیر

ایک دروازہ پکڑو اور مضبوط پکڑو۔ اس قول سے بالعموم یہ مراد ہوتی ہے کہ روزی پیدا کرنے کا کوئی ایک مستقل ذریعہ نکالنا چاہیے۔ اِدھر سے

اُدھر ڈانواڈول پھرنا ٹھیک نہیں۔ یا یہ کہ اپنا مربی و سرپرست کسی ایک شخص کو بنانا چاہیے اور پھر اُس کا دامن نہ چھوڑنا چاہیے۔

(1246) یک دل و خیل آرزو ل بچہ مدّعا نہم
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ایک دل اور آرزوؤں کا ہجوم! کس کس مقصد کی طرف توجہ کروں۔ تمام جسم داغ داغ ہوگیا ہے پھاہا کہاں کہاں رکھوں۔ جو بات پہلے مصرع میں کہی گئی ہے وہی دوسرے مصرع میں استعارے کے رنگ میں دوہرا دی گئی ہے۔ جب اس شعر کا صرف دوسرا مصرع نقل کرتے ہیں تو اس کے مفہوم میں پورے شعر کے مفہوم سے بہت فرق ہو جاتا ہے۔ (دیکھو نمبر 392)

(1247) یک را بگیر و دیگرے را دعویٰ کن

ایک کو لے اور دوسرے پر دعویٰ کر۔ یعنی ایک چیز پر قبضہ کرلو اور دوسری چیز پر اپنا حق ثابت کرو۔ اس صورت سے کم سے کم ایک چیز تو مل ہی جائے گی۔

(1248) یک روز کہ خندید کہ سالے نہ گریست

ایک دن کون ہنسا کہ سال بھر نہ رویا۔ جو ایک دن ہنستا ہے وہ سال بھر روتا ہے۔ یعنی دنیا میں خوشی بہت کم اور غم بہت زیادہ ہے۔

(1249) یک سر ہزار سودا

ایک سر اور ہزار فکریں۔ اس قول سے فکروں کی کثرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

(1250) یک سنگ و دو کلاغ

ایک پتھر اور دو کوے۔ جب ایک تدبیر سے دو مقصد حاصل ہو جائیں تو

یہ قول نقل کرتے ہیں۔ اردو کی ایک مثل ہے ''ایک پنتھ دو کاج''۔

(1251) یک رعایت/ عاریت قاضی نہ صد گواہ

نہ قاضی کی ایک رعایت نہ سو گواہ۔ قاضی کی ایک رعایت ایک طرف اور سو گواہ ایک طرف۔ یعنی اگر حاکم عدالت رعایت کرنے پر آمادہ ہو جائے تو اس سے وہ کام نکل سکتا ہے جو سو گواہوں سے نہیں نکل سکتا۔

(1252) یک لقمۂ صباحی بہتر ز مرغ و ماہی

صبح کا ایک لقمہ مرغ اور مچھلی سے بہتر ہے۔ یعنی صبح کو ذرا سا کھانا اچھی غذاؤں سے زیادہ مفید ہے۔

(1253) یک من علم را دہ من عقل باید

ایک من علم کو دس من عقل چاہیے۔ یعنی خالی علم بیکار ہے۔ علم سے کام لینے کے لیے عقل کی ضرورت ہے۔ اگر کسی کے پاس علم کم ہو اور عقل زیادہ تو وہ اپنے تھوڑے علم سے بہت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

(1254) یک نہ شد دو شد

ایک نہ ہوا دو ہوئے۔ یعنی ایک بات تو تھی ہی دوسرے اور ہوئی۔

(1255) یکے بر صد آید نہ صد بر یکے

ایک سو کی طرف چلا آتا ہے۔ سو ایک طرف نہیں آتے۔ یعنی کثرت کا ساتھ دیتے ہیں۔

(1256) یکیست جان و درو صد ہزار نیرنگی است

ایک جان ہے اور اُس میں سو ہزار نیرنگیاں ہیں۔ ایک جان کے لیے ہزاروں زحمتیں ہیں۔

(1257) یکے کردہ بے آبروئی بسے چہ غم دارد از آبروے کسے

ایک شخص جس نے بہت بے آبروئی کی ہو اُس کو کسی کی آبرو کی کیا فکر

یعنی جس شخص نے اپنی آبرو کا خیال نہ کیا وہ دوسرے کی آبرو کا خیال کیا کرے گا۔

(1258) یکے نقصان مایہ و دیگرے شماتت ہمسایہ

ایک تو مال کا نقصان دوسرے پڑوسی کی ہنسی۔ یعنی نقصان بھی ہوا اور لوگوں نے ہنسی بھی اُڑائی۔

(1259) یک یوسف و ہزار خریدار

ایک یوسف اور ہزار خریدار۔ اگر ایک چیز کے بہت سے خریدار یا خواہشمند ہوں تو یہ قول نقل کیا کرتے ہیں۔

(1260) یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید

ایک جاتا ہے اور دوسرا آتا ہے۔ یعنی دنیا میں آنا جانا، مرنا جینا لگا ہی رہتا ہے۔

(1261) یوسف کہ بہ مصر بادشاہی می کرد می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

حضرت یوسف جو مصر میں بادشاہی کرتے تھے کہتے تھے کہ کنعان کا فقیر ہونا اس سے اچھا۔ کنعان حضرت یوسفؑ کا وطن تھا۔ اس شعر سے وطن کی محبت کا بیان مقصود ہوتا ہے۔ (دیکھو نمبر 485)

(1262) یوسف گم گشتہ باز آید بہ کنعاں غم مخور

کھویا ہوا یوسف پھر کنعان میں آجائے گا غم نہ کر۔ یعنی یہ مصیبت کے دن کٹ جائیں گے اور پہلی حالت پھر واپس آئے گی اس لیے رنج نہ کرنا چاہیے۔

○

فارسی اور عربی کے بہت سے فقرے، جملے، مصرعے اور شعر ضرب المثل ہو گئے ہیں اور اردو تحریر و تقریر میں کثرت سے استعمال کیے جاتے ہیں۔ مگر جو لوگ ان زبانوں سے ناآشنا ہیں انھیں ان کے سمجھنے میں دقت ہوتی ہے۔ ان امثال کو سمجھنے اور استعمال کرنے کے لیے اُن کا مطلب اور محلِ استعمال جاننا نہایت ضروری ہے۔ سید مسعود حسن رضوی ادیب نے ایسے تقریباً ساڑھے بارہ سو سے زائد کثیر الاستعمال امثال کو جمع کر کے لغت کے طور پر ردیف وار ترتیب دیا ہے اور ہر مثل کا بامحاورہ ترجمہ بھی کیا ہے، ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ اُن کا استعمال کن موقعوں پر ہوتا ہے۔ امثال کی ترتیب میں انگریزی لغتوں کی تقلید کی گئی ہے یعنی امثال کے صرف حرف اول کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے بلکہ کل حرفوں کی ترتیب پر نظر رکھی گئی ہے تاکہ امثال کی تلاش میں آسانی ہو۔

پہلی بار یہ فرہنگ 1937 میں کتاب نگر، لکھنؤ سے شائع ہوئی جس کا دوسرا اور تیسرا ایڈیشن 1939 اور 1958 میں منظر عام پر آیا۔ اس کتاب کی افادیت و انفرادیت کو دیکھتے ہوئے ساہتیہ اکادمی اپنے نادر کتابوں کی اشاعتِ نو سیریز کے تحت شائع کر رہی ہے تاکہ قارئین اس سے استفادہ کر سکیں۔

اس کتاب کا مقدمہ ثانی پروفیسر انیس اشفاق نے لکھا ہے جن کا شمار اردو کے اہم نقادوں میں ہوتا ہے۔ وہ فکشن نگار بھی ہیں۔ انھوں نے برسوں لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اب تک اُن کی متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ انھیں 2000 میں ساہتیہ اکادمی کے ترجمہ ایوارڈ سے نوازا جا چکا ہے۔

ISBN : 978-93-87989-38-2

Farhang-e-Amsaal
(Urdu)

ساہتیہ اکادمی

₹ 320